آئینۂ تصوّف

تذکرۂ اولیائے پاک و ہند

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
ایم۔اے، ایل۔ایل۔بی، پی۔ایچ۔ڈی

زاویہ پبلشرز
6۔ مرکز الاویس (سستا ہوٹل) دربار مارکیٹ۔ لاہور
فون: 042-7248657 موبائل: 0300-9467047
Email : zaviapublishers@yahoo.com

ENTERED
DATA
Y-1
08640

۲۹۵.۶۹۳
شن ل ا ت
۶۷۲۲۵

پبلشرز
زاویہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں
۲۰۰۴ء

باراوّل ——— ۱۰۰۰
ہدیہ ——— 130 روپے

○

زیرِاہتمام
نجابت علی تارڑ

ملنے کے پتے

- ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور ۷۲۲۱۹۵۳-۰۴۲
- دارالاخلاص۔ ۴-۲ صدف پلازہ محلہ جنگی قصہ خوانی بازار۔ پشاور شہر ۲۵۶۷۵۳۹-۰۹۱
- مکتبہ قادریہ نزد چوک میلاد مصطفیٰ۔ سرکلر روڈ۔ گوجرانوالہ ۲۲۷۶۹۹-۰۴۳۱
- مکتبہ غوثیہ ہول سیل (پرانی سبزی منڈی) کراچی ۴۹۱۰۵۸۴-۰۲۱
- مکتبہ عثمانیہ۔ رامتلائی روڈ۔ سیالکوٹ ۶۱۰۸۳۱۲-۰۳۰۰
- احمد بک کارپوریشن۔ کمیٹی چوک۔ راولپنڈی ۵۵۵۸۳۲۰-۰۵۱
- مکتبہ المجاہد۔ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ۔ بھیر شریف ۹۱۱۷۶۳-۰۴۵۲۱
- مکتبہ فیضانِ مشتاق نزد بسم اللہ مسجد کھارادر۔ کراچی فون: ۳۱۲۱۷۹۲-۰۳۳۳
- منہاج القرآن پبلی کیشنز۔ ضیاء مارکیٹ۔ سرگودہا ۷۲۱۶۳۰-۰۴۵۱

Marfat.com

فہرست مضامین

دیباچہ

حصہ اوّل

باب ۱ حضرت شیخ علی ہجویری ★ ۹

حصہ دوم

باب ۲ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی ۱۹

باب ۳ حضرت شیخ محمد ترک نارنولی ۲۷

باب ۴ حضرت خواجہ محمود مویّنہ دوز ۲۹

باب ۵ حضرت خواجہ فخرالدین ابوالخیر ۳۰

باب ۶ حضرت شیخ احمد نہروانی ۳۲

باب ۷ حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا ۳۳

باب ۸ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر ۴۱

باب ۹ حضرت صوفی حمیدالدین ناگوری ۵۳

باب ۱۰ حضرت شیخ نظام الدین ابوالمؤید ۵۶

باب ۱۱ حضرت شیخ صدرالدین عارف ۵۸

باب ۱۲ حضرت علاء الدین علی احمد صابر ۶۱

باب ۱۳ حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی ۶۸

حصہ سوم

باب ۱۴ حضرت خواجہ شمس الدین ترک ۷۳

باب ۱۵ حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری ۷۹

باب ۱۶ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر ۸۶

باب ۱۷ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح ۹۵

باب ۱۸ حضرت مولانا فخرالدین مرورزمی ۱۰۳

باب ۱۹ حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ ۱۰۵

باب ۲۰ حضرت شیخ صدرالدین طبیب دلہا ۱۰۶

باب ۲۱ حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء ۱۰۸

باب ۲۲ حضرت سید جلال الدین بخاری ۱۱۴

حصہ چہارم

باب ۲۳ حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی ۱۲۵

باب ۲۴ حضرت شیخ فتح اللہ اودھی ۱۳۱

باب ۲۵ حضرت سید محمد گیسو دراز ۱۳۲

باب ۲۶ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی ۱۲۶

باب ۲۷ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی ۱۴۸

باب ۲۸ حضرت شاہ بدیع الدین مدار ۱۵۴

باب ۲۹ حضرت شیخ سارنگ ۱۶۰

باب ۳۰ حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی ۱۶۲

باب ۳۱ حضرت شیخ احمد کھٹو ۱۶۳

باب ۳۲ حضرت قطب عالم ۱۶۶

باب ۳۳ حضرت قاضی سید عبدالملک المعروف بہ شاہ اجمل ۱۶۷

Marfat.com

باب ۳۴ حضرت شاہ مینا ۱۶۸
باب ۳۵ حضرت شاہ عالم ۱۷۱
باب ۳۶ حضرت شیخ سعد الدین خیرآبادی ۱۷۲
باب ۳۷ حضرت شیخ حسام الدین مانک پوری ۱۷۳
باب ۳۸ حضرت شیخ درویش محمد ۱۷۶

حصہ پنجم

باب ۳۹ حضرت خواجہ حسین ناگوری ۱۷۸
باب ۴۰ حضرت شاہ کمال کیتھلی ۱۸۰
باب ۴۱ حضرت شیخ بہاء الدین ۱۸۶
باب ۴۲ حضرت شیخ احمد مجد شیبانی ۱۸۸
باب ۴۳ حضرت خواجہ خانو ۱۹۱
باب ۴۴ حضرت مولانا شیخ جمالی ۱۹۲
باب ۴۵ حضرت شیخ عبد القدوس ۱۹۷
باب ۴۶ حضرت شاہ عبد الرزاق جھنجانہ ۲۰۲
باب ۴۷ حضرت شیخ حمزہ دھریری ۲۰۴
باب ۴۸ حضرت شیخ سلیم چشتی ۲۰۶
باب ۴۹ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری ۲۱۱

حصہ ششم

باب ۵۰ حضرت مادھولال حسین ۲۱۷
باب ۵۱ حضرت شاہ ابو المعالی ۲۲۴
باب ۵۲ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی ۲۲۹

باب ۵۳ حضرت میاں میر ۲۳۸
باب ۵۴ حضرت شاہ بلاول ۲۴۷
باب ۵۵ حضرت سید داتا شاہ امیر ابو العلی ۲۵۵
باب ۵۶ حضرت ملا شاہ ۲۸۱
باب ۵۷ حضرت سرمد شہید ۲۶۶
باب ۵۸ حضرت میر سید محمد کالپوی ۲۷۱
باب ۵۹ حضرت سید دوست محمد ۲۷۳

حصہ ہفتم

باب ۶۰ حضرت سلطان باہو ۲۷۷
باب ۶۱ حضرت میران سید شاہ بھیکہ ۲۸۶
باب ۶۲ حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی ۲۹۶
باب ۶۳ حضرت بلھے شاہ ۳۰۳

حصہ ہشتم

باب ۶۴ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی ۳۰۸
باب ۶۵ حضرت سید عبد اللہ قادری ۳۱۱
باب ۶۶ حضرت شاہ نیاز احمد ۳۱۴
باب ۶۷ حضرت خواجہ محمد سلیمان ۳۲۲
باب ۶۸ حضرت سید غوث علی شاہ ۳۲۷

حصہ نہم

باب ۶۹ حضرت مولانا شاہ فضل رحمن ۳۵۸
باب ۷۰ حضرت حاجی وارث علی شاہ ۳۳۹

جمالِ مصطفیٰ

کس زباں سے ہو بیاں وصفِ کمالِ مصطفیٰ
مل نہیں سکتی دو عالم میں مثالِ مصطفیٰ
عالمِ امکاں کی زینت ہے کمالِ مصطفیٰ
نور بار و رحمت افشاں ہے جمالِ مصطفیٰ
عرش سے تا فرش روشن ہے جمالِ مصطفیٰ
ذرے ذرے سے نمایاں ہے کمالِ مصطفیٰ
جان و دل میں قلب میں جسم و روانِ روح میں
ہے بہر صورت بہر سیرت جمالِ مصطفیٰ
جگمگا اُٹھے ضیائے نورِ حق سے بحر و بر
آشکارا جب ہوا حُسنِ جمالِ مصطفیٰ
عرش پر بے پردہ دیکھا جلوۂ نورِ احد
اِس سے بڑھ کر اور کیا ہوتا کمالِ مصطفیٰ
قلب روشن ہو گیا سینہ مُنوّر ہو گیا
شارب آیا جب نظر مجھ کو جمالِ مصطفیٰ

Marfat.com

مَدَدے!

بے مددگارِ منم حضرتِ حیدر مددے
دستِ قدرت مددے، فاتحِ خیبر مددے
باعثِ رحمتِ حق مظہرِ الطافِ نبیؐ
حامیٔ دینِ متین نفسِ پیمبر مددے
تشنہ لب آمدہ ام بر درت اے آبِ حیات
بحرِ بخشش مددے قاسمِ کوثر مددے
چوں درِ پاکِ تو شد مامن و ملجائے جہاں
حاملِ خلقِ نبی، بامنِ مضطر مددے
شاربِ ادنےٰ غلامے بدرت استادہ
شاہِ قنبر مددے مالک و سرور مددے

دیباچہ

اولیاؔ کے دل نور مشاہدۂ جمال باکمال ومکاشفۂ جلال لایزال سے منوّر، روشن اور تاباں ہیں، وہ ''آتشِ شوق تیز تر گردد'' کا مصداق ہیں۔

وہ مشعلِ نور ہیں، وہ تاریکی اور ظلمت کو دور کرنے والے ہیں۔ وہ سوز وسازِ عشق ومحبت ،خلوص واخلاص، صدوق وصفا، لطف وعطا، جود وسخا، مہر ووفا، حب ولا کا پیکر ہیں۔

خلوص ان کا ہتھیار ہے، اخلاق ان کی ڈھال ہے، صدق ان کی تلوار ہے۔ عشق ان کا تیر ہے۔ تحمل ان کا شعار ہے، توکل وقناعت کی دولت ان کے پاس بے شمار ہے۔

وہ ذہنی غلامی سے آزاد ہیں۔ فائدے کی امید اور نقصان کا خوف ان کو محکوم اور غلام نہیں بنا سکتا۔ انہوں نے ایک ایسے قانون حیات کی بنیاد ڈالی جس کی رُو سے انسان کا انسان سے محبت نہ کرنا ایک ''جرم'' ہے۔

ان کے قانونِ حیات کے تمام باب، اور ہر باب کی تمام دفعات کا مقصد اور منشاء ایک ایسے سماج کی تشکیل ہے کہ جس میں روحانی خصوصیات وخوبیوں کو ممتاز ونمایاں درجہ حاصل ہو اور جہاں محبت، انسانیت، خدمت، ہمدردی، اخوت، مساوات، ایثار، صدق، خلوص، بردباری، شکر اور تسلیم ورضا کی بالادستی کارفرما نظر آتی ہو۔

میں نے ''معین الہند'' لکھ کر خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدّین حسن چشتیؒ کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ پھر ''دلّی کے بائیس (۲۲) خواجہ'' لکھ کر دلّی کے برگزیدہ پیرانِ عظام کو نذرِ عقیدت پیش کی۔

یہ کتاب اس سلسلے کی تیسری کڑی ہے۔ اس کتاب میں ان اولیائے کرام کے حالات شامل ہیں جن کے حالات ''معین الہند'' اور ''دلّی کے بائیس (۲۲) خواجہ'' میں جگہ نہ پا سکے۔

اس کتاب میں نہایت اختصار کے ساتھ ہفتاد یعنی ستر (۷۰) اولیائے کرام کے حالاتِ طیبات، خوارق عادات، غرائب واقعات وحکایات وتعلیمات، کشف وکرامات، مجاہدات وعبادات وریاضات، مشکوفات ومقامات درج کئے ہیں۔

یہ کتاب اپنی نوعیت کی پہلی کوشش ہے۔ اگر میری یہ کتاب ان اولیائے کرام نے قبول فرمائی تو یہ میری محنت کا بہترین صلہ ہوگا۔

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب

Marfat.com

قطب الاقطاب

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

کے

بارگاہ میں

یہ چند اوراق بصد عجز و نیاز پیش کرتا ہوں

"گر قبول اُفتد زہے عز و شرف"

شارب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر ۱

حضرت شیخ علی ہجویری

حضرت شیخ علی ہجویری سلطان الطریقت ہیں ۔۔ گنج حقیقت ہیں ۔ برہان الشریعت ہیں۔

خاندانی حالات: آپ سادات حسنی سے ہیں ۔آپ کا سلسلہ نسبت چند واسطوں سے حضرت سیدنا زید شہیدؓ ابن امیر المومنین حضرت سیدنا امام حسن پر منتہی ہوتا ہے ۔آپ کے آباؤ اجداد غزنی کے رہنے والے تھے ۔آپ کے دادا کا نام حضرت علی تھا۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام عثمان تھا (کشف المحجوب (اردو ترجمہ)

ولادت: آپ غزنی میں پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا نام علی ہے۔ہجویر شہر کا نام نہیں ہے بلکہ غزنی کے ایک محلے کا نام ہے۔اس لئے آپ ''علی ہجویری'' کہلاتے ہیں۔

کنیت: آپ کی کنیت ''ابوالحسن'' ہے۔(سفینۃ الاولیاء (فارسی) ص ۱۲۴)

لقب: آپ ''داتا گنج بخش'' کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔

لقب کی وجہ تسمیہ: خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری جب لاہور میں رونق افروز ہوئے تو آپ کے مزار مبارک پر اعتکاف فرمایا چلتے وقت حضرت خواجہ غریب نواز نے حسب ذیل شعر پڑھا۔(۔خزینۃ الاصفیاء)

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

Marfat.com

اس روز سے آپ داتا گنج بخش مشہور ہوئے۔ بعض لوگ تو آپ کو "گنج بخش" کے لقب سے پکارا کرتے ہیں۔

تعلیم و تربیت: آپ علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہو کر علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کے استاد شیخ ابوالقاسم آپ سے فرماتے تھے کہ[۲] نفحات الانس (فارسی) ص ۲۹۱

"فقیر کے لئے حاضری مرشد سے بہتر اور کوئی چیز نہیں ہے۔ فقیر کو چاہیے کہ حاضری مرشد کی رکھے۔ مرشد وہ ہوتا ہے جو کہ غواص ہو نہ متصل۔ فقیر کو چاہیے کہ اگر اپنے میں قوت پائے تو تب بیعت کرے۔ اور اپنے میں قوت نہ ہو تو دونوں خراب ہوں گے۔ (کشف الاسرار (اردو ترجمہ) ص ۸)

بیعت و خلافت: آپ شیخ ابوالفضل بن حسن ختلی کے مرید ہیں[۲]۔ وہ مرید حضرت خضری کے، اور وہ مرید حضرت شیخ شبلی کے ہیں۔ (سفینۃ الاولیاء (فارسی) ص ۱۶۴)

سیر و سیاحت: آپ نے خراسان، ماروا، النہر، مرو، آذربائیجان وغیرہ کی سیر و سیاحت فرمائی۔ بہت سے درویشوں سے ملے اور بہت سی برگزیدہ ہستیوں سے استفادہ کیا۔ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی حضرت شیخ ابوسعید الخیر اور حضرت شیخ ابوالقاسم قشیری کے روحانی فیوض سے مستفید و مستفیض ہوئے۔ (سفینۃ الاولیاء (فارسی) ص ۱۶۴)

پیر و مرشد کا حکم: آپ اپنے پیر و مرشد کے حکم سے ہندوستان تشریف لائے واقعہ اس طرح ہے کہ آپ نے ایک رات اپنے پیر روشن ضمیر کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"تم کو لاہور کا قطب بنایا گیا ہے لاہور تمہارے سپرد کیا گیا۔ لاہور جاؤ"

آپ نے خواب ہی میں اپنے پیر سے عرض کیا کہ لاہور میں پہلے سے خواجہ حسن زنجانیؒ موجود ہیں ان کی موجودگی میں میرا لاہور جانا بے کار ہے۔

آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو جواب دیا کہ بحث و مباحثہ کی ضرورت نہیں دیر نہیں لگانا چاہیے۔ جلد روانہ ہونا چاہیے۔

Marfat.com

روانگی: حکم پاتے ہی لاہور روانہ ہوئے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کے لشکر کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے اور بعض لوگ اس سے متفق نہیں ان کا کہنا ہے کہ آپ شیخ احمد جمادی سرخسی اور شیخ ابوسعید ہجویری کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔ (کشف الاسرار (اردو ترجمہ) ص ۱۶)

نماز جنازہ: لاہور میں پہنچ کر رات ہو جانے کی وجہ سے آپ نے شہر سے باہر قیام کیا۔ صبح کو جب شہر میں داخل ہوئے تو ایک جنازہ آتے دیکھا۔ دریافت کرنے پر آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ حسن زنجانی کا جنازہ ہے[۲]۔ جن کا گزشتہ شب انتقال ہو گیا۔ جنازہ کی نماز آپ نے پڑھائی۔ (فوائد الفوائد (اردو ترجمہ) ص ۲۷)

لاہور میں سکونت: اب آپ کو معلوم ہوا کہ پیر و مرشد کے فرمان میں کیا مصلحت تھی۔ آپ نے لاہور میں مستقل سکونت اختیار فرمائی اور تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت میں مشغول ہوئے۔

وفات: آپ نے ۴۶۵ھ میں اس جہان فانی سے سفر دار الاخرت فرمایا۔

(کشف الاسرار (اردو ترجمہ) ص ۱۶)

بعض کے نزدیک آپ کا وصال ۴۵۶ھ میں ہوا۔ مزار پر انوار لاہور میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔ (سفینۃ الاولیاء (فارسی) ص ۱۶)

سیرت: آپ قطب زمانہ تھے۔ ذکر و فکر، مراقبہ و محاسبہ اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے، دنیاوی آلائش سے پاک و صاف تھے آپ کی ذات ستودہ صفات سے بہت سے بندگان خدا کو فیض پہنچا ہے۔ تصرفات آپ کے بے شمار ہیں۔

علمی ذوق: آپ ایک عالم تھے آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

منہاج الدین، البیان الاہل العیان، اسرالخرق والمونیات، کشف الاسرار الرعایۃ بحق اللہ، کشف المحجوب۔

شعروشاعری: آپ شاعر بھی تھے۔آپ کا تخلص ''علی'' تھا آپ صاحب دیوان ہیں، جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں میں نے بیت اور اشعار بہت سے کہے ہیں اور ایک دیوان بھی کہا ہے کشف الاسرار (اردو ترجمہ) ص ۱۶

آپ کی ایک مشہور غزل حسب ذیل ہے۔

غزل

شوق تو درروز و شب دارم دلا عشق تو دارم بہ پنہاں و ملا
جاں نجوا ہم دادمن در کوئے تو گر مرا آزار آید یا بلا
عشق تو دارم میان جان و دل میدہم از عشق تو ہر سو صلا
یا خدا وندا رقیباں رابکش یا مراد ریا دکن مست ہلا
جام من دارد شراں بار خود مہرباں کن بر من وہم مبتلا
اے چنا کز تو اگر خواہم لقا گر کنی آرے مکن ہرگز تولا
اے علی توفرخی در شہر د کو وہ زعشق خویشتن ہر سو صلا

تعلیمات

آپ کی تعلیمات معرفت کا بیش بہا خزانہ ہیں۔

نفسانی غرض: آپ فرماتے ہیں! جس کام میں نفسانی غرض آجائے اس سے برکت اٹھ جاتی ہے اور دل راستی اور آزادی کے راستے سے نکل کر کجی اور پابندی میں پڑ جاتا ہے اور یہ صورت دو حال سے خالی نہیں یا تو نفس کی غرض پوری ہوگی یا نہ ہوگی۔

(کشف المحجوب (اردو ترجمہ) ص ۳)

Marfat.com

صوفیوں کی صحبت: آپ فرماتے ہیں ..... اور جو کوئی صوفیوں کی صحبت کا ارادہ کرتا ہے۔ وہ چار معنوں سے باہر نہیں ہوتا۔ بعض کو باطن کی صفائی۔ دل کی روشنی، طبیعت کی پاکیزگی، مزاج کا اعتدال، نیک خصلت کی صحبت ان کے بھیدوں سے دیدار دیتی ہے، تا کہ تحقیق کرنے والوں کا قرب اور ان کی بزرگی کی بلندی دیکھیں..... ان کے حال کی ابتداء، احوال کے کشف، حرص کی الگ ہونے اور نفس سے مونہہ پھیر لینے پر ہوتا ہے۔ اور بعض دوسروں کو بدن کی بہتری، دل کا سکون اور پاکی اور سہنے کی سلامتی ان کے ظاہر سے دیدار دیتی ہے تا کہ شریعت کے اختیار کرنے اور اسلام کے ادبوں کو نگاہ رکھنے اور ان کے معاملوں کی خوبی کو دیکھیں..... اور ان کے حال کی ابتداء اور مجاہدہ اور معاملہ کی خوبی پر ہوتا ہے۔ اور بعض دوسروں کو انسان کی مروت آپس میں میل کے طریق خصلت کی خوبی ان کے فعلوں کی طرف راستہ دکھلاتی ہے، تا کہ ان کی زندگی کے ظاہر کو مروت سے آراستہ دیکھیں..... بڑوں کے ساتھ عزت سے چھوٹوں کے ساتھ جواں مردی سے اپنے نزدیکوں کے ساتھ خوشی سے زیادہ طلبی سے آسودہ اور قناعت پر آرام ہو اور اس سے ان کی صحبت کا ارادہ کریں اور کوشش اور محنت اور دنیا کے طلب کرنے کا طریق اپنے پر آساں کریں۔ اور بعض دوسروں کو طبیعت کی سستی نفس کو خودرائی اور سرکشی اسباب کے موجود ہونے کے سوار یاست کی خواہش بزرگوں کے بغیر صدر نشینی کا ارادہ بغیر علم کے خصوصیت پانے کی تلاش ان کے فعلوں کی طرف راستہ دکھلاتی ہے اور سمجھتے ہیں کہ اس ظاہر کے سوا اور کوئی کام نہیں (پس) صوفیوں کی صحبت کا ارادہ کرتے ہیں اور وہ خلق اور کرم سے اس گروہ کے آدمیوں کی رعایت اور خوشامد کرتے ہیں..... کیونکہ ان کے دلوں میں حق کی بات نہیں ہوتی اور تنہائی میں مجاہدہ کرنے سے طریقت کے طلب کرنے میں سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہی چاہتے ہیں کہ لوگ ان کی ایسی

عزت کریں جیسے محققوں کی اور ایسی عظمت جیسے خداوند تعالیٰ کے خاصوں کی" صوفیوں کی صحبت اور تعلق سے یہی چاہتے ہیں کہ اپنی آفتوں کو ان کی اصلاح میں چھپائیں اور ان کا جامہ پہنیں۔ یہ جامہ جو بغیر معاملہ کے ہوتا ہے ان کے جھوٹ پر زور سے پکارتا ہے کہ یہ فکر اور غرور کا لباس ہے اور قیامت کے دن حسرت کا باعث ہے۔" (کشف المحجوب (اردو ترجمہ) ص ۴۸، ۴۹)

مجاہدہ نفس: آپ فرماتے ہیں! "رسول اللہ ﷺ نے نفس کے مجاہدہ کو جہاد پر بزرگ رکھا ہے کیونکہ اس کا رنج زیادہ ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نفس کا مجاہدہ حرص و ہوا کا دور کرنا ہے۔"

(کشف المحجوب (اردو ترجمہ) ص ۲۲۲،)

فقیر: آپ فرماتے ہیں۔ "فقیر کو چاہیے کہ بادشاہوں و حاکموں کی آشنائی و معرفت کو سخت خطر ناک سانپوں اور بڑے بھاری اژدھاؤں کی معرفت و آشنائی سمجھے اور جانے کیوں کہ جب بادشاہ کا تقرب فقیر کو حاصل ہوا تو جانے کہ اس کا زاد اور توشہ برباد ہو گیا۔ جب ٹرکی ٹوپی تو نے سر پر رکھ لی تو اس سے کچھ فقیری حاصل نہیں ہوتی اور ہاں کافروں کی ٹوپی سر پر رکھ لے اور فقیر صادق ہو جا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا ہو اس پر مستقل اور قائم رہ" (کشف الاسرار (اردو ترجمہ ص ۳)

دس چیزیں: آپ فرماتے ہیں۔

"ایک بزرگ کا فرمودہ ہے کہ یہ دس چیزیں اپنے مقابل دس چیزوں کو کھا لیتی ہیں۔

اول: توبہ گناہوں کو کھا جاتی ہے۔

دوم: جھوٹ رزق کو چٹ کر جاتا ہے

سوم: غیبت عمل کو کھا جاتی ہے۔

چہارم: غم عمر کو کھا کر کم کر دیتا ہے۔

پنجم: صدقہ بلا کو کھا کر دور کر دیتا ہے۔

ششم: غصہ عقل کو کھا جاتا ہے۔

ہفتم: پشیمانی سخاوت کو کھا جاتی ہے۔

ہشتم: تکبر علم کو کھا لیتا ہے۔
نہم: نیکی بدی کو کھا جاتی ہے۔
دہم: ظلم عدل کو کھا جاتی ہے۔ (کشف الاسرار (اردو ترجمہ) ص ۷)

آپ فرماتے ہیں۔

آٹھ کلمات: ''لقمان حکیم سے مذکور ہے کہ میں چار سو پیغمبروں کی خدمت بجالایا اور ان سے آٹھ ہزار کلمے میں نے حاصل کیئے۔ ان میں سے آٹھ کلمے میں نے ایسے انتخاب کئے ہیں کہ ان سے تجھ کو خدا شناسی حاصل ہو اور وہ آٹھ سخن یہ ہیں۔

اول: جب تو نماز میں ہو تو اپنے دل کو نگاہ رکھ۔
دوم: جماعت کے ساتھ یار اور رفیق رہ۔
سوم: جب کسی کے گھر جائے تو اپنی آنکھ کو نگاہ رکھ
چہارم: جب لوگوں میں آئے تو اپنی زبان کو نگاہ رکھ۔
پنجم: خدا تعالیٰ عزوجل کو فراموش مت کر۔
ششم: موت کو بھلائے مت رکھ۔
ہفتم: جب کہ تو نے کسی کے حق میں نیکی کی ہو تو اس کو بھول جا
ہشتم: جس نے تیرے حق میں کوئی بدی کی ہو تو اس کو فراموش کر دے۔

(کشف الاسرار (اردو ترجمہ) ص ۷)

اقوال: ☆ دولت کو ایک عذاب جان اور اس کو اہل فاقہ لوگوں کو دے دے اور تصدیق کر، کیونکہ آخر قبر میں کیڑے کھائیں گے اور اگر تو نے یہ بخشش میں دیدی تو وہ تیرے دوستدار رہیں گے۔

☆ طالب کو چاہے کہ خودی، خود پسندی، شیخی و تکبر کو چھوڑ دے اور ان کو اپنے وجود سے بالکل نکال ڈالے۔

Marfat.com

☆ مبتدی کو چاہیئے کہ وہ سماع کے نزدیک نہ جائے اور اس سے کنارہ کش رہے۔

☆ دنیا ایک کشتی ہے جو کہ پانی پر ہے اور ملک ہے جو بے آب ہو تو غواص غوطہ خور ہو جاؤ اور غرق ہو جانے والا مت ہو

☆ دنیا کو بہت ہی ادنی اور ذلیل وحقیر جان۔

☆ طالب عقبیٰ کا مت ہو عقبیٰ کو عقوبت یعنی عذاب سمجھ۔ طالب مولا کار ہو کیونکہ اس کا طالب مذکر اور دانا اور بہادر ہوگا۔

☆ طالبِ حق ہو۔

☆ فقیری مشکل ہے۔

☆ علم پڑھ، حلم سیکھ اور عمل کر۔

☆ جو کچھ خدائے تعالیٰ عنایت کرے اس پر راضی رہ۔ اور اگر وہ بے وطنی دیوے تو اس پر قانع رہ۔ جو کچھ خدائے تعالیٰ بخشش کرے اس پر شکر گزاری ہو۔ اگر گدڑی دیوے تو اس کو پہن لے۔ اگر لباس پشمینہ دیوے تو اس کو مت پھینک دے اور اگر سواری کو گدھا دیوے تو اس پر سوار ہو۔ اگر گھوڑا بخشے تو اس کو اپنے سے دور مت کر۔ جو کچھ دیوے لے لے اور جو کچھ نہ دیوے اس پر صبر کر۔ تا کہ تو راہ کا ہووے اور تا کہ تو حق تک پہنچے۔

☆ صبر ایک عجیب چیز ہے۔

درود وظیفہ: آپ فرماتے ہیں (کشف الاسرار، اردو ترجمہ ص ۴)

''اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے اسم یا حبیب اور یا لطیف کے معنوں کو اپنے وجود میں رکھ لے اور ان کو اپنا ورد بنا لے۔''

کشف وکرامات: لاہور میں سکونت اختیار کرنے کے بعد آپ نے ایک مسجد تعمیر کرانا شروع کی۔ مسجد کی سمت قبلہ رو نہ ہونے کی وجہ سے علماء نے اعتراض کیا۔ آپ نے کسی کے اعتراض کا جواب نہ دیا۔

Marfat.com

اس مسجد کے محراب جنوب کی جانب معلوم ہوتی تھی۔ مسجد کی تعمیر کا کام ہوتا رہا۔ جب مسجد تیار ہوگئی۔ آپ نے علماء ومشائخ کو بلایا۔ سب نے وہاں نماز پڑھی، آپ نے امامت فرمائی۔

نماز سے فارغ ہو کر آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ ذرا غور کریں کہ کعبہ کس طرف واقع ہے۔ آپ نے توجہ فرمائی۔ حجابات اٹھ گئے۔ سب نے دیکھا کہ کعبہ سامنے ہے اور مسجد کی سمت صحیح ہے۔ (سفینۃ الاولیاء، فارسی ص ۱۲۴)

Marfat.com

ترک دنیا گیر تا سلطان شوی
ورنہ ہمچو چرخ سرگرداں شوی

حصہ دوم

Marfat.com

باب۲

حضرت شیخ جلال الدین تبریزی

حضرت شیخ جلال الدین تبریزی سلطان الاصفیاء ہیں۔

ارادت: آپ حضرت شیخ ابوسعید تبریزی کے مرید تھے (فوائد الفود، اردو ترجمہ ص ۱۴۲) حضرت نظام الدین اولیاءؒ ان (حضرات ابوسعید تبریزی) کی بابت فرماتے ہیں کہ "آپ بزرگ شیخ اور اعلی درجے کے تارک الدنیا تھے۔ چنانچہ اکثر آپ پر قرض ہو جاتا، لیکن کسی سے کوئی چیز نہ لیتے۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک مرتبہ تین دن تک خانقاہ میں کھانا نہ پکا۔ آپ اور آپ کے یار تربوز سے ہی افطار کرتے رہے اور گزارہ کرتے رہے جب یہ خبر وہاں کے حاکم نے سنی تو کہا کہ وہ ہماری چیز قبول نہیں کرتے۔ نقدی لے جاؤ اور شیخ کے خادم کو دے دو اور خادم سے کہو کہ تھوڑا تھوڑا خرچ کرے اور شیخ صاحب سے اس کا ذکر تک نہ کرے۔" (فوائد الفوائد، اردو ترجمہ ص ۱۴۲، ۱۴۷)

چنانچہ شاہی (حاکم کے) نوکر نے آکر خادم کو کچھ نقدی دی اور کہا کہ مصلحت کے مطابق خرچ کرنا اور شیخ صاحب کو نہ جتانا۔

القصہ جب روپیہ لایا گیا اور خرچ کیا تو اس روز شیخ صاحب کو طاعت میں جو ذوق اور آرام حاصل ہوا کرتا تھا نہ ہوا۔ خادم کو بلا کر پوچھا کہ رات کو جو کھانا تو نے ہمیں دیا وہ کہاں سے آیا تھا۔

خادم چھپا نہ سکا۔ سارا حال بیان کر دیا۔ پوچھا، کون شخص لایا تھا اور کہاں کہاں قدم رکھا تھا۔

فرمایا "جہاں جہاں اس نے قدم رکھا وہاں سے مٹی کھود کر پھینک دو۔" اور اس خادم کو بھی اسی قصور کے عوض خانقاہ سے نکال دیا۔

خدمت: اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ ابوسعید تبریزی کی وفات کے بعد آپ حضرت شیخ

Marfat.com

شہاب الدین سہروردیؒ کی خدمت میں رہنے لگے اور ان کی ایسی خدمت کی جس کی مثال مشکل سے ملے گی۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی ہر سال بغداد سے حج کے لئے جاتے تھے جب بوڑھے ہو گئے، تو ٹھنڈا کھانا ان سے نہیں کھایا جاتا تھا۔ آپ نے یہ اہتمام کیا کہ انگیٹھی اور دیگچی اپنے سر پر رکھ کر چلتے تھے، لیکن سر کو نہ ہلنے دیتے تھے جب حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کھانا مانگتے، آپ گرم کھانا پیش کر دیتے تھے۔

(فوائد الفوائد اردو ترجمہ ص ۱۴۶، اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۸۴)

نعمت: ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی حج کر کے واپس بغداد تشریف لائے۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع ہوئے جو بھی آتا کچھ نہ کچھ لے کر آتا۔ ایک بڑھیا آئی، اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ اس نے اپنی پرانی چادر کے دامن سے ایک درم نکال کر ان کو پیش کیا۔ انہوں نے قبول کیا اور انہوں نے اس درم کو سب تحائف کے اوپر رکھا۔

بعد ازاں حاضرین سے مخاطب ہو کر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے فرمایا کہ جو جس کو لینا ہو لے لے۔ ہر ایک نے جو چاہا اٹھایا۔ آپ (حضرت جلال الدین تبریزی) اس وقت وہاں موجود تھے۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروری نے آپ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ''تم بھی کچھ لے لو۔''

آپ یہ اشارہ پا کر اٹھے اور وہ ذرھم جو بڑھیا نے پیش کیا تھا اور جو سب سے اوپر رکھا تھا اٹھا لیا۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے یہ دیکھ کر آپ سے فرمایا کہ ''تو تو سب کچھ لے گیا۔'' (فوائد الفوائد، اردو ترجمہ ص ۱۴۶)

سیر و سیاحت: آپ کا اور حضرت بہاء الدین زکریاؒ کا سیر و سیاحت میں بہت ساتھ رہا۔

Marfat.com

حضرت بہاء الدین زکریاؒ جب کسی شہر میں پہنچتے تو عبادت میں مشغول ہو جاتے اور آپ وہاں کی سیر کو نکل جاتے اور شہر کے درویشوں سے ملتے۔

نیشاپور پہنچ کر آپ حضرت فرید الدین عطار کے پاس گئے حضرت فرید الدین عطار سے مل کر آپ جب واپس آئے تو حضرت بہاؤ الدین زکریاؒ نے آپ سے پوچھا کہ آج درویشوں میں کس کو بہتر پایا۔ آپ نے جواب دیا کہ حضرت فرید الدین عطار کو سب سے بہتر پایا۔ پھر حضرت بہاؤ الدین زکریاؒ نے آپ سے پوچھا کہ تمہارے اور ان (حضرت فرید الدین عطارؒ) کے درمیان کیا گفتگو ہوئی۔ آپ نے جواب دیا کہ: (فوائد الفوائد، اردو ترجمہ ص ۲۰۴)

''فرید الدین عطار نے مجھ کو دیکھتے ہی پوچھا کہ فقیر لوگ کہاں سے آنا ہوا میں نے جواب دیا کہ بغداد سے پھر انہوں نے پوچھا کہ وہاں کون کون درویش مشغول بحق ہیں۔ میں خاموش ہو گیا۔ میں نے کچھ جواب نہ دیا۔'' یہ سن کر حضرت بہاء الدین زکریاؒ نے آپ سے کہا کہ ان کے یہ دریافت کرنے پر تم نے حضرت شیخ شہاب الدین سہروری کا نام نامی کیوں نہ ان کو بتایا۔ آپ نے جواب دیا کہ اصل بات یہ ہے کہ: ''میں نے فرید الدین عطار سے اتنا متاثر ہوا اور ان کی عظمت و بزرگی نے میرے دل و دماغ پر ایسا قبضہ کیا کہ ان کے سامنے مجھ کو کچھ یاد نہ رہا۔''

یہ سن کر حضرت بہاء الدین زکریاؒ خاموش ہو گئے اور ان کو کچھ ایسی ناگواری ہوئی کہ آپ سے علیحدہ ہو گئے۔ (سالک السالکین، جلد دوم ص ۵۱۲، اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۸۷، ۸۸)

انار کا دانہ: آپ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے ملتان تشریف لائے۔ ملتان سے آپ کہتوال پہنچ کر آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس شہر میں کوئی درویش ہے کہ جس سے ملا جائے۔

کہتوال کے لوگ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کو ''قاضی بچہ'' کہہ کر پکارتے تھے۔ لوگوں نے آپ کو بتایا کہ ایک ''قاضی کا بچہ'' ہے جو جامع مسجد میں رہتا ہے۔ وہ مرید حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کا ہے۔

یہ معلوم ہوکر آپ کو حضرت بابا صاحب سے ملنے کا اشتیاق ہوا۔ جب آپ روانہ ہوئے تو ایک شخص آپ سے راستے میں ملا، اس نے ایک انار آپ کو پیش کیا۔ آپ وہ انار ہاتھ میں لئے ہوئے حضرت بابا صاحب کے پاس آئے۔ آپ نے اس انار کو کاٹ کر وہاں کھانا شروع کیا۔ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر کا روزہ تھا۔ انہوں نے نہیں کھایا۔ انار کا ایک دانہ زمین پر گر گیا تھا۔ حضرت بابا صاحب نے اس دانے کو اٹھا کو اپنی دستار میں رکھ لیا اور اس روز اسی دانے سے افطار کیا۔ ان کی طبیعت میں انشراح اور دل میں روشنی پیدا ہوئی۔ (اخبارالاخیار، اردو ترجمہ ص ۸۷)

ان کو خیال آیا اگر زیادہ کھاتے تو کیا اچھا ہوتا۔ جب وہ دہلی آئے تو ان کے پیر روشن ضمیر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے ان سے فرمایا

''مسعود! جو انار کا دانہ تیری قسمت کا تھا تجھ کو مل گیا، خاطر جمع رکھو''

(سیر الاولیاء، فارسی ص ۶۳، خیر المجالس، اردو ترجمہ ص ۱۷۱)

دہلی میں آمد: آپ جب دہلی تشریف لائے تو سلطان شمس الدین التمش نے آپ کا استقبال کیا۔ یہ بات نجم الدین صغری کو جو اس وقت شیخ الاسلام تھے۔ ناگوار ہوئی۔ بربنائے حسد وہ آپ سے کدورت رکھنے لگے اور آپ کا اقتدار گرانے کی غرض سے مختلف قسم کی ترکیبیں اور سازشیں آپ کے خلاف کرنے لگے۔

پانسو اشرفیوں کا لالچ دے کر ایک طوائف کو جس کا نام گوہر تھا اس بات پر آمادہ کیا کہ آپ پر زناء کا الزام لگائے۔ ڈھائی سو اشرفیاں اس طوائف کو دے دی گیں اور اڑھائی سو اشرفیاں یہ طے پایا کہ بعد میں دی جائیں گی۔ بقیہ اڑھائی سو اشرفیاں احمد اشرف بقال کے پاس بطور امانت رکھ دی گئیں۔

جب سلطان التمش کے پاس شکایت پہنچی تو اس نے تمام مشاہیر اور مشائخ کو دہلی بلایا۔ دوسو سے زیادہ اولیاء کرام دہلی آئے۔ جمعہ کی نماز کے بعد سب مسجد منار میں جمع

۶۷۲۲۵

ہوئے۔ سلطان التمش نے نجم الدین صغری کو اجازت دی کہ جس کو چاہیں ثالث بنالیں۔ انہوں نے حضرت بہاء الدین زکریاؒ کو ثالث بنایا۔ ان کا خیال تھا کہ حضرت بہاء الدین زکریاؒ کی آپ سے نیشاپور میں کشیدگی ہوگئی تھی۔ اس لئے وہ کشیدگی کارآمد ہوگی۔

گوہر حاضر ہوئی، آپ بھی بلائے گئے۔ جب آپ مسجد کے دروازے میں داخل ہوئے سب آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے۔

حضرت بہاء الدین زکریاؒ آگے بڑھے اور آپ کے جوتے اپنے ہاتھ میں اٹھا لئے۔ سلطان التمش نے دیکھ کر یہ کہا کہ جب ثالث نے اتنی عزت کی تو پھر معاملہ طے ہوگیا۔

حضرت بہاء الدین زکریاؒ نے فرمایا کہ

''میرے اوپر واجب ہے کہ شیخ جلال کی خاک پا کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤں کیونکہ کہ وہ سات برس تک سفر و حضر میں میرے پیر و مرشد کی خدمت میں مقیم رہے ہیں۔ امر حق اللہ پر بخوبی ظاہر ہے..... پھر بھی ضروری ہے کہ امر حق کا انکشاف ہو۔''

(سالک السالکین، جلد دوم ص ۵۱۴)

حضرت بہاء الدین زکریاؒ نے جب اس مطربہ سے پوچھا تو اس نے سازش کا پورا حال بیان کر دیا۔

دہلی میں آپ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت خواجہ قطب الدین صاحب سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

روانگی: کچھ عرصہ قیام کر کے آپ نے دہلی چھوڑ دی۔ روانگی کے وقت آپ نے فرمایا:

''جب میں اس شہر میں آیا تو خالص سونے کی طرح تھا۔ اب یہاں سے چاندی ہو کر چلا ہوں۔'' (فوائد الفوائد، اردو ترجمہ ص ۹۲)

بدایوں کا قیام: بدایوں میں آپ نے کچھ عرصہ قیام فرمایا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ

Marfat.com

اپنے مکان کی دہلیز پر تشریف رکھتے تھے، ایک شخص جو مواسی کار ہنے والا تھا۔ چھاچھ کا مٹکا سر پر رکھے اس طرف سے گزرا۔ وہ شخص ڈاکوؤں کے گروہ سے تھا۔ جب اس نے آپ کو دیکھا دیکھتے ہی از خود رفتہ ہو گیا۔ اسی وقت مشرف بہ اسلام ہوا۔ آپ نے اس کا نام علی رکھا۔

مسلمان ہونے کے بعد وہ اپنے گھر گیا۔ ایک لاکھ چیتل لا کر آپ کو نذر کیے آپ نے قبول فرمائے۔ اور یہ ہدایت فرمائی کہ۔

''اسے اپنے پاس رکھو، جہاں کہوں گا، وہاں صرف کرنا۔''

اس رقم میں سے کسی کو سو اور کسی کو پچاس چیتل تقسیم کئے جانے لگے کم از کم پانچ دیئے جاتے تھے۔ تھوڑی ہی مدت میں ساری رقم صرف ہو گئی۔ ایک چیتل بچا علی نے سوچا کہ ایک چیتل رہ گیا ہے اور کم از کم پانچ دیئے جاتے ہیں۔ اب اگر کسی کو دینے کا حکم دیں گے تو کیا کرے گا۔ اتنے میں ایک سائل آیا آپ نے علی کو حکم دیا کہ اس سائل کو ایک چیتل دے دو۔ (فوائد الفوائد، اردو ترجمہ ۱۰۸)

لباس کی برکت: ایک دن کا واقعہ ہے کہ مولانا علاء الدین اصولی جو اس وقت بچے تھے، بدایوں کے ایک کوچے میں پھر رہے تھے۔ جب آپ نے ان کو دیکھا اپنے پاس بلایا اور اپنا لباس جو اس وقت آپ پہنے ہوئے تھے اتار کر ان (مولانا علاء الدین) کو پہنایا۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ

''مولانا علاء الدین میں جو اخلاق حمیدہ اور اوصاف ستودہ پائے جاتے ہیں، وہ سب اسی جامے کی برکت ہیں۔'' (فوائد الفوائد، اردو ترجمہ ص ۱۳۴)

قاضی صاحب سے ملاقات: جس زمانے میں آپ کا قیام بدایوں میں تھا ایک دن آپ قاضی کمال الدین جعفری کے پاس تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ کو معلوم ہوا کہ قاضی صاحب نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ مسکرائے اور فرمایا:

''کیا قاضی صاحب کو نماز پڑھنا آتی ہے؟''

Marfat.com

دوسرے دن جب قاضی صاحب آپ سے ملے تو شکایت کی کہ ایسی بات ان کے متعلق کیوں کہی، آپ نے نماز کے متعلق بہت سی باتیں قاضی صاحب کو سمجھائیں، لیکن قاضی صاحب مطمئن نہ ہوئے۔

قاضی صاحب نے رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ عرش پر مصلا بچھائے ہوئے نماز ادا کر رہے ہیں۔ دوسرے دن جب آپ کی قاضی صاحب سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا:

''نہایت قصد و ہمت علماء کی یہ ہے کہ مفتی ہوں یا مدرس یا اس سے بڑھے تو کہیں کے قاضی ہوئے۔ اس سے بڑھ کر منصب صدر جہانی کا ہے۔ پھر اس سے زیادہ ان کی ہمت نہیں ہوتی۔ مگر فقراء کے بہت مراتب ہیں۔ پہلا مرتبہ یہ ہے کہ جو آج کی رات قاضی نے خواب میں دیکھا ہے۔'' (خیر المجالس، اردو ترجمہ ص ۱۲۴)

قاضی صاحب یہ سن کر معافی کے خواستگار ہوئے اور اپنے لڑکے برہان الدین کو آپ کا مرید بنوایا۔ (فوائد الفوائد، اردو ترجمہ ص ۱۹۲)

ترک سکونت: آپ بدایوں سے ترک سکونت کر کے بنگال روانہ ہوئے آپ کے مرید علی بھی آپ کے ساتھ ہو لئے۔ آپ نے منع فرمایا۔ علی نے عرض کیا۔

''میں کس کے پاس جاؤں۔ آپ کے سوا میں کسی کو جانتا بھی نہیں۔''

آپ نے دوبارہ علی سے واپس جانے کے لئے فرمایا۔ علی نے پھر عرض کی۔

''آپ ہی میرے پیر اور مخدوم ہیں آپ کے بغیر میں کیا کروں گا۔''

اس پر آپ نے علی کو حکم دیا

''واپس جا کیوں کہ یہ شہر تیری حمایت میں ہے۔'' (فوائد الفوائد، اردو ترجمہ ص ۱۰۸)

بنگال میں آمد: بنگال پہنچ کر آپ نے مستقل سکونت اختیار فرمائی اور زندگی کے آخری ایام بنگال میں گزارے تادم واپسیں تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت فرماتے رہے۔ مسجد اور

Marfat.com

خانقاہ بنائی۔

وفات: آپ ۶۴۲ھ میں واصل بحق ہوئے، مزار فیض آثار دیوگل بندر (سلہٹ) میں مرجع خاص وعام ہے۔

مرید: خواجہ علی آپ کے ممتاز مرید ہیں۔ (اخبارالاخیار، اردو ترجمہ ص ۱۶۷)

سیرت: آپ خلاق حمیدہ، اوصاف ستودہ اور صفات پسندیدہ کے مالک تھے، کمالات صوری ومعنوی سے آراستہ تھے۔ آپ نماز اشراق پڑھ کر سو جاتے تھے۔ نماز عشاء سے فارغ ہوکر مراقبہ کرتے تھے۔ رات بھر جاگتے تھے (خیرالمجالس، اردو ترجمہ ص ۵۶) مرید بہت کم کرتے تھے (فوائدالفوائد، اردو ترجمہ، ص ۶۲)

تعلیمات: آپ فرماتے ہیں عالموں کی نماز اور ہوتی ہے اور فقیروں کی اور.....علماء کی نماز اس طرح ہوتی ہے کہ ان کی نظر کعبہ پر رہتی ہے، اور نماز ادا کرتے ہیں۔ اور اگر کعبہ دکھائی نہ دے تو اس طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور اگر ایسے مقام پر ہوں جہاں سمت نہ معلوم ہو سکے تو جس طرف چاہیں قیاساً ادا کر لیتے ہیں۔ علماء کی انہیں تین قسم کی ہوتی ہیں۔ لیکن فقیر جب تک عرش کو نہیں دیکھ لیتے، نماز ادا نہیں کرتے۔'' (فوائدالفوائد، اردو ترجمہ، ص ۱۹۲، ۱۹۳)

اقوال: ☆ جس نے شہوت پرستی کی وہ کبھی فلاح نہیں پاتا،

☆ جس کسی نے صنعت میں دل لگایا وہ دنیا کا بندہ ہوگیا۔

کشف وکرامات: ایک دن آپ دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے آپ نے وضو کیا اور لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ دہلی کے شیخ الاسلام کا انتقال ہوگیا۔ نماز جنازہ پڑھیں۔ نماز سے فارغ ہوکر آپ نے فرمایا: ''شیخ الاسلام دہلی نے ہم کو شہر سے باہر کیا۔ ہمارے شیخ نے اس کو دنیا سے باہر کیا۔''

بعد کو معلوم ہوا کہ شیخ الاسلام دہلی کا اسی وقت انتقال ہوا تھا جس وقت آپ نے فرمایا تھا۔

Marfat.com

باب ۳

حضرت شیخ محمد ترک نارنولی

حضرت شیخ محمد ترک نارنولی نے اپنے وطن ترکستان سے ہندوستان آ کر نارنول میں سکونت اختیار کی۔

القاب: آپ کو ''پیر ترک'' اور ''ترک سلطان'' کے القاب سے پکارا جاتا ہے

بیعت و خلافت: یہ کہا جاتا ہے کہ آپ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے مرید ہیں اور حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ نے بھی آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا تھا۔

وفات: آپ نے ۶۴۲ھ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کا مزار نارنول مرجع خاص و عام ہے۔

کرامت: حضرت نصیرالدین محمود چراغ دہلوی کو بادشاہ نے ٹھٹھ جانے کا حکم دیا آپ نارنول ہوتے ہوئے ٹھٹھ جا رہے تھے۔ جب نارنول ایک کوس رہ گیا تو آپ سواری سے اترے اور پیدل چل کر مزار پر حاضر ہوئے۔ آپ کی قبر کے سامنے ایک پتھر لگا ہوا تھا۔ اس پتھر کے سامنے جا کر بہت دیر تک کھڑے رہے پھر فرار ہو گئے۔ لوگوں نے پتھر کے سامنے کھڑے رہنے کی وجہ پوچھی:

حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی نے فرمایا کہ:

''خوش نصیب ہے وہ خادم جس کی نوازش کے لئے خود مخدوم اس کے گھر آئے اور اس کو سرفراز کرے۔ میں نے جناب سید کائنات ﷺ کی روحانیت کو اس پتھر جلوہ افروز دیکھا اور جب تک وہ معنی مجھ پر منکشف رہے ہیں اس پتھر کی طرف متوجہ ہوا۔ جب وہ معنی میری بصیرت سے غائب ہو گئے میں شیخ کی قبر کی جانب متوجہ ہوا۔'' (اخبارالاخیار، اردو ترجمہ)

بعد ازاں حضرت نصیرالدین چراغ دہلی نے مراقبہ کیا۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر

Marfat.com

فرمایا:

''جس کسی کو کوئی سخت مشکل درپیش ہو اور وہ اس روضہ کی طرف متوجہ ہو امید ہے وہ مشکل آسان ہو جائے گی۔''

یہ سن کر ایک شخص نے کہا کہ وہ خود مصیبت میں ہیں اور زبردستی ٹھٹھ بھیجے جا رہے ہیں۔ حضرت نصیرالدین چراغ دہلی نے جواب دیا:

''اسی سبب سے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کی برکت ہے میری مشکل آسان کر دے گا۔''

حضرت نصیرالدین چراغ دہلیؒ نارنول سے ٹھٹھ روانہ ہوئے۔ دو تین منزل ہی گئے ہوں گے کہ بادشاہ کے انتقال کی خبر ملی۔ بجائے ٹھٹھ جانے کے وہ دہلی واپس تشریف لے آئے۔

Marfat.com

باب ۴

حضرت خواجہ محمود موئینہ دوز

حضرت خواجہ محمود موئینہ دوز کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے بے حد عقیدت تھی۔

بیعت وخلافت: آپ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری کے مرید ہیں۔

وفات: آپ کی وفات ۶۵۵ھ میں ہوئی مزار دہلی میں واقع ہے۔ (اخبارالاخیار، اردو ترجمہ ۹۹)

کرامات: جب کسی کا کوئی غلام بھاگ جاتا، وہ آپ کے پاس آتا، دعا کراتا اور غلام آ جاتا۔ ایک مرتبہ ایک شخص کا غلام بھاگ گیا۔ وہ آپ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا کہ غلام فلاں دن آجائے گا۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ غلام کے آنے کی اطلاع کرنا۔ اس شخص کا غلام آ گیا۔ لیکن اس سے غلطی یہ ہوئی کہ اس نے غلام کے آنے کی اطلاع آپ کو نہ کی نتیجہ یہ ہوا کہ غلام پھر بھاگ گیا۔ اس نے آپ سے جا کر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ چونکہ پہلے خبر نہ دی تھی اب وہ نہ آئے گا۔'' لوگ حاجت برآری کے واسطے آپ کے مزار سے ایک پتھر لے جا کر علیحدہ رکھ دیتے ہیں۔ مراد پوری ہونے پر اس پتھر کے برابر شکر تول کر تقسیم کر دیتے ہیں۔

Marfat.com

باب۵

حضرت خواجہ فخر الدین ابوالخیر

حضرت خواجہ فخر الدین ابوالخیر شاہ زمین وزمن ہیں

خاندانی حالات: والد ماجد کی طرف سے آپ حضرت امام حسینؓ کی اولاد میں سے ہیں پس آپ حسینی ہیں۔

والد ماجد: خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کے آپ بڑے صاحبزادے ہیں۔

والدہ ماجدہ: آپ بی بی امتہ اللہ کے بطن سے پیدا ہوئے

(معین الہند، از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب ص ۱۱۱، ۱۱۹)

پیدائش: آپ کی ولادت باسعادت ۵۹۱ھ میں ہوئی۔

بھائی: آپ کے دو بھائی تھے۔ ایک حقیقی اور دوسرے سوتیلے، حقیقی بھائی کا نام خواجہ حسام الدین ابوصالح ہے۔ خواجہ ضیاء الدین ابوسعید آپ کے سوتیلے بھائی ہیں۔

بہن: بی بی حافظہ جمال آپ کی حقیقی بہن ہیں۔

تعلیم وتربیت: آپ نے اپنے والد ماجد کے سایہ عاطفت میں تعلیم وتربیت پائی۔

ذریعہ معاش: آپ موضع مانڈل میں کاشت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حاکم وقت نے کچھ مزاحمت کرنا چاہی (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۱۰۵)

آپ نے اپنے والد ماجد خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے عرض کیا۔ حضرت خواجہ غریب نواز ایک کسان کی سفارش کے لئے دہلی تشریف لے جا رہے تھے۔ حضرت خواجہ غریب نواز کے دہلی پہنچنے پر موضع ماندن (مانڈل) کی معافی کا فرمان آپ (حضرت خواجہ فخر الدین) کے حق میں مل گیا۔ (سیر الاولیاء ص ۵۳)

وفات شریف: آپ ۵ شعبان ۶۶۱ ھ کو رحمت حق میں پیوست ہوئے۔ بوقت وفات آپ کی عمر ستر سال کی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کا وصال حضرت خواجہ غریب نواز کی وفات کے بیس سال بعد ہوا مزار پر انوار سروار میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔ آپ کا عرس مبارک بڑے تزک و احتشام سے ہر سال ہوتا ہے۔ (اخبار الاخیار اردو ترجمہ ص ۱۰۵)

سیرت پاک: آپ صاحب نسبت اور صاحب عظمت بزرگ ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی اور کمالات صوری و معنوی سے آراستہ تھے۔ آپ دنیا سے بے نیاز تھے۔ عشق الٰہی میں سرشار تھے۔

Marfat.com

باب ۶

حضرت شیخ احمد نہروانی

حضرت شیخ احمد نہروانی اس مجلس سماع میں موجود تھے کہ جس میں قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے وصال فرمایا۔

بیعت وخلافت: آپ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری کے مرید ہیں۔

پیشہ: آب بافندگی کا کام کرتے تھے۔

زندگی میں کایا پلٹ: آپ کے پیرومرشد حضرت قاضی حمید الدین ناگوری ایک مرتبہ آپ کے مکان پر تشریف لائے۔ آپ اپنا کام کر رہے تھے۔ اپنے پیرومرشد کی تعظیم بجا لائے۔ حضرت قاضی صاحب جب چلنے لگے تو انہوں نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ:

''احمد! یہ کام کب تک کرتے رہو گے۔'' (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۹۳)

حضرت قاضی صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد آپ کہنے لگے۔ آپ کا ہاتھ میخ پر اتفاقاً جا لگا، ہاتھ ٹوٹ گیا۔ آپ مسکرائے اور فرمایا:

''اس بوڑھے (قاضی حمید الدین) نے میرا ہاتھ توڑ ڈالا۔''

اس دن سے آپ نے بافندگی کا کام چھوڑ دیا۔ دنیا کو ترک کر کے یادِ الٰہی میں مشغول ہوئے۔

وفات: آپ نے ۶۶۱ھ میں وفات پائی۔ مزار بدایوں میں ہے۔ (اخبار الاخیار اردو ترجمہ، ص ۹۳)

سیرت: حضرت بہاؤالدی زکریا ملتانی فرماتے ہیں کہ

''اگر احمد کی مشغولی وزن کی جائے تو دس صوفیوں کی مشغولی کے برابر ہوگی۔''

کرامت: کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ آپ اپنا کام کرتے کرتے از خود رفتہ ہو جاتے تھے۔ آپ کام بند کر دیتے تھے لیکن کپڑا بغیر آپ کی امداد کے بنتا جاتا تھا۔

Marfat.com

باب ۷

حضرت شیخ بہاءالدین زکریا

حضرت بہاءالدین زکریا ملتانی، پیرلاثانی ہیں، مقبول بارگاہ رحمانی ہیں، آپ رہان ملت ہیں، گنج عزلت ہیں۔

آپ مخزن سخا ہیں۔ معدن وفا ہیں، کانِ صفا ہیں۔

آپ قطب الاولیاء شیخ الاتقیاء ہیں، قدوۃ الاصفیاء ہیں۔

کابر واولیاء ہیں آپ کا شمار ہے۔ آپ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے مرید اور لیفہ ہیں۔

سب ونسب: آپ قریشی، اسدی، ہاشمی تھے۔ (انوارغوثیہ)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ مہیار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالغریٰ بن قصیٰ کی اولاد سے تھے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

بعض نے آپ کا ''القرسی الاسدی ہونا تسلیم کیا ہے۔ (اخبارالاخیار، اردو ترجمہ ص ۵۹ زالواصلین) بعض نے آپ کے سلسلہ نسب کے متعلق لکھا ہے۔

''.....سلسلہ نسب او باسد قریشی کہ جد مادری حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ تہی می شود'' (تکملہ سیرالاولیاء، فارسی ص ۳۹)

ترجمہ: ان کا سلسلہ نسب اسد قریشی پر کہ جو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے جد دری (تھے) منتہی ہوتا ہے۔ آپ ہاشمی ہیں اور آپ کے ہاشمی ہونے میں کوئی شک وشبہ یں۔ (سالک السالکین جلد دوم ص ۵۰۹)

ماندانی حالات: آپ کے جدامجد حضرت مولانا شیخ کمال الدین علی شاہ ایک درویش ش بزرگ تھے۔ وہ خاندان قریش کے معزز فرد تھے۔ انہوں نے مکہ سے سکونت ترک کر

Marfat.com

کے خوارزم میں رہے۔ پھر خوارزم سے ملتان تشریف لائے اور وہاں مستقل سکونت اختیار کی (سالک السالکین جلد دوم ص ۵۱۰) ملتان اس زمانہ میں اسلامی علوم و معارف کا مرکز تھا۔ ملتان میں بہت لوگ ان کے معتقد ہوئے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام شیخ وجہہ الدین تھا۔

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ ہے جو مولانا حسام الدین ترمذی کی دختر تھیں۔ جب تاتاریوں کی لوٹ مار شروع ہوئی اور بدامنی پھیلی تو مولانا حسام الدین اپنے وطن ترمذ سے قلعہ کوٹ کڑوڑ جس کو سلطان محمود غزنوی نے فتح کیا تھا، تشریف لائے اور وہیں رہنے لگے۔ (سالک السالکین جلد دوم ص ۵۱)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی والدہ بی بی فاطمہ کے والد کا نام حضرت عیسیٰ ہے جو حضرت غوث الاعظم حضرت شیخ جیلانی کی اولاد میں تھے۔ وہ ہامہ رہتے تھے۔ جب آپکے والد شیخ وجیہہ الدین ہامہ گئے تو حضرت عیسیٰ نے اپنی لڑکی بی بی فاطمہ کی شادی ان سے کر دی۔ وہ کچھ دن ہامہ رہے اور پھر کوٹ کڑوڑ آئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کی۔

پیدائش: آپ صبح کے وقت، جمعہ کے دن ۲۷ رمضان ۵۶۶ھ کو کوٹ کڑوڑ میں پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا نام بہاء الدین ہے۔

کنیت: آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ بعض نے آپ کی کنیت ابوالبرکات بھی لکھی ہے۔

(سالک السالکین جلد دوم ص ۵۰۹)

ابتدائی زندگی: آپ مادرزاد ولی تھے۔ بچپن سے ہی آپ میں آثار بزرگی نمایاں تھے آپ کے والد ماجد جب قرآن شریف پڑھتے اور آپ آواز سنتے تو آپ فوراً دودھ پینا چھوڑ دیتے تھے اور قرآن شریف سننے میں محو ہو جاتے تھے۔ ابھی آپ مکتب ہی میں پڑھتے تھے کہ ایک دن آپ نے فرمایا کہ

"جس وقت خدا تعالیٰ نے "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" فرمایا تھا، اس وقت سے لے

اب تک کے واقعات مجھے یاد ہیں۔" (سالک السالکین جلد دوم ص ۵۱۱)

آپ نے والدین اور دادا، اور نانا کی نگرانی میں پرورش پائی۔

بچپن کا صدمہ: آپ جب بارہ سال کے ہوئے والد ماجد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔

تعلیم و تربیت: آپ کی تعلیم و تربیت پر آپ کے والدین نے کافی توجہ دی۔ آپ کی تعلیم چھوٹی عمر سے شروع ہوئی۔ آپ نے سات سال کی عمر میں سات قرآت کے ساتھ قرآن حفظ کیا۔

والد ماجد کی وفات کے بعد آپ خراساں تشریف لے گئے۔ (سیرۃ العارفین۔ فرشتہ)

وہاں سات سال درس ظاہر میں مشغول رہے۔ بعد ازاں بخارا آ گئے اور وہاں علم کی تکمیل کی۔ وہاں آپ "بہاء الدین فرشتہ" کے نام سے مشہور ہوئے۔ مدینہ پہنچ کر آپ نے شیخ کمال الدین محمد یمنی سے جن کا شمار محدثین کبار میں تھا درس حدیث لیا اور اجازت نامہ بھی حاصل کیا۔ آپ نے مدینہ میں پانچ سال قیام کیا۔

سیر و سیاحت: آپ نے خراساں، بخارا، مکہ، مدینہ اور بیت المقدس میں بہت سے درویشوں سے ملاقات کی، اور ان سے بہت سے فیوض حاصل کیے۔

بیعت و خلافت: بغداد آ کر آپ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے بیعت ہوئے حضرت نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ آپ سترہ روز تک حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی خدمت میں رہے اور بہت نعمت ان سے پائی۔ یہ دیکھ کر حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کے اور مریدوں کو یہ بات ناگوار ہوئی۔ انہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ ان کی شکایت بے جا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ

"تم مثل لکڑی کے تر ہو اور زکریا مثل لکڑی خشک کے ہے۔ پس آگ خشک لکڑی کو جلد پکڑتی ہے۔ (سیر العارفین)

مرید ہونے کے بعد آپ خرقہ خلافت کی آرزو ہوئی۔ ایک رات آپ نے خواب

میں دیکھا کہ ایک مکان نور کا ہے اور اس مکان میں سرور عالم ﷺ تشریف رکھتے ہیں۔ اور آپ کے پیرومرشد حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ مودب کھڑے ہیں۔ ایک طناب ہے اور اس پر بہت سے خرقے لٹک رہے ہیں۔ اسی درمیان میں آپ کی طلبی ہوئی۔ آپ کے پیرومرشد نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر سرور عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور قدم بوس کرایا۔ سرور عالم ﷺ نے ایک خرقہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا۔

''اے عمر! اس خرقہ کو شیخ بہاء الدین غوث العالم کو پہنا دو۔'' (سالک السالکین جلد دوم ص ۵۱۲)

آپ کے پیرومرشد نے حسب فرمان سرور عالم اس خرقہ کو طناب سے اتار کر آپ کو پہنا دیا۔ پھر قدموں پر گرایا اور قدس بوس کرایا۔

جب صبح ہوئی تو آپ کے پیرومرشد نے آپ کو اپنے پاس بلایا۔ آپ نے مکان اسی طرح کا پایا جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا۔ آپ کے پیرومرشد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے اس خرقہ کو جس کو سرور عالم نے پہنانے کا حکم دیا تھا۔ طناب سے اتار کر اپنے ہاتھ سے آپ کو پہنایا اور فرمایا کہ

''بابا بہاء الدین! یہ سب خرقے سرور عالم کے ہیں میں تو درمیان میں صرف ایک واسطہ ہوں بے اجازت سرور عالم ﷺ کے کسی کو نہیں پہنا سکتا جیسا تم نے معاملہ شب گزشتہ میں اپنی آنکھوں سے معائنہ کیا ہے۔''

خرقہ خلافت عطا کرنے کے بعد آپ کے پیرومرشد نے آپ کو ملتان جانے کی تاکید فرمائی۔

روانگی ملتان: اپنے پیرومرشد سے رخصت ہو کر آپ ملتان روانہ ہوئے۔ راہ میں آپ کی ملاقات ایک عالم فاضل قلندر سے ہوئی ان کا نام سید عبدالقدوس تھا۔ وہ موصل کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے سید جمال الدین مجرد کی قبر پر جا کر قلندروں کا جامہ پہن لیا تھا۔ آپ نے ان کا قلندرانہ جامہ اتروایا اور عالم جذب سے ان کو عالم سلوک کو پہنچایا (سالک السالکین جلد

Marfat.com

دوم ص۵۱۲) نیشاپور تک حضرت شیخ جلال الدین تبریزیؒ آپ کے ہمراہ آئے۔ نیشاپور پہنچ کر آپ ان سے الگ ہو گئے۔

ملتان میں آمد: آپ نے ملتان پہنچ کر مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ ملتان کے درویشوں کو آپ کا آنا ناگوار گزرا۔ انہوں نے کوشش کی کہ آپ ملتان سے چلے جائیں۔ ایک پیالہ دودھ سے بھر کر آپ کے پاس بھیجا اس سے مطلب یہ تھا کہ اس شہر میں دوسرے کی گنجائش نہیں ہے آپ اس کنایہ کا مطلب سمجھ گئے۔ آپ نے ایک پھول اس پیالے میں رکھ دیا اور وہ پیالہ واپس کر دیا۔ آپ نے اس طرح سے اس بات کا اظہار کیا کہ ان کی جگہ اس شہر میں اس طرح ہو گی جیسے کے پھول دودھ پر ہے۔ ملتان کے درویشوں کو تعجب ہوا۔ وہ آپ کے معتقد ہوئے۔

عہدہ: سلطان شمس الدین التمش نے نجم الدین صغریٰ کو شیخ الاسلامی کے عہدے سے علیحدہ کر دیا۔ نجم الدین صغریٰ نے حضرت جلال الدین تبریزی پر ایک طوائف سے جس کا نام گوہر تھا زنا کا الزام لگایا۔ طوائف نے بعد میں بتایا کہ الزام غلط ہے اور نجم الدین صغریٰ کے پانسو اشرفیاں دینے کے لالچ میں اس نے ایسا کیا۔ اس جھوٹے بہتان کی سزا میں نجم الدین صغریٰ کو اپنے عہدے سے دست بردار ہونا پڑا۔ نجم الدین صغریٰ کے بجائے آپ شیخ الاسلام مقرر ہوئے (سالک السالکین جلد دوص ۵۱۵)

اولاد: آپ کے ساتھ لڑکے تھے جن کے نام حسب ذیل ہیں:

حضرت شیخ صدر الدین عارف، شیخ برہان الدین، شیخ ضیاء الدین، شیخ علاؤ الدین، شیخ شہاب الدین، شیخ قدوۃ الدین، شیخ شمس الدین۔

وفات شریف: آپ ۷ صفر ۶۶۶ھ کو بروز جمعرات جوار رحمت میں داخل ہوئے آپ کی عمر سو سال کی تھی۔ (سالک السالکین جلد دوم صفحہ ۵۰۹)

خلفاء: آپ کے لڑکے حضرت شیخ صدر الدین عارف آپ کے خلیفہ اور سجادہ نشین تھے۔

Marfat.com

آپ کے مقتدر خلفاء حسب ذیل ہیں۔

حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری، حضرت شیخ حسن افغان، حضرت سید عثمان معروف بہ لعل شہباز سندھی، حضرت شیخ فخر الدین ابراہیم عراقی، حضرت سید صدر الدین احمد معروف بہ سید حسین (سالک السالکین جلد دوم ص ۵۶۰)

سیرت پاک: آپ کے یہاں زراعت اور تجارت بڑے پیمانے پر ہوتی تھی۔ ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرتے تھے۔ آپ کا لنگر عام تھا۔ آپ بہت مخیّر تھے۔ دنیا سے بے پروا تھے سادگی اور قناعت کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔ بہت کم کھاتے تھے۔ لیکن قوی غذا کھاتے تھے۔ علماء کرام، مشائخ عظام اور مہمانوں کی بہت عزت اور خاطر کرتے تھے۔ شروع زندگی میں روزے بہت رکھتے تھے۔ آخری عمر میں روزانہ روزہ نہ رکھتے تھے۔ (سیر العارفین)

ہر شب ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ تحمل و بردباری، ذوق وشوق، بے ہوشی و مدہوشی اور استغراق آپ کی نمایاں خصوصیات تھی۔ آپ کو سماع کا شوق تھا۔

شعر و شاعری: آپ شاعر بھی تھے۔ غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی شان میں آپ کی ایک بہت مشہور منقبت ہے۔ جس کے چند اشعار ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں

معلا حب سبحانی مقدس قطب ربانی — علی سیرت حسن ثانی محی الدین جیلانی
مدد یا شاہ جیلانی بریں افتادہ حیرانی — تو ملجائی و جانانی محی الدین جیلانی
چہ تا بدیا ثنا خوانی اگر خواہد ہمیدانی — کنی ہر مشکل آسانی محی الدین جیلانی
مدد یا شاہ جیلانی نظر یا شاہ صمدانی — کرم یا شیخ ربانی محی الدین جیلانی
بکن کارم گہ بتوانی غریبم در پریشانی — جہاں را پیر و پیرانی محی الدین جیلانی
بدل از صدق روحانی چوں مدح پیر پیرانی — مرا از غم تو برہانی محی الدین جیلانی
سگ درگاہ جیلانی بہاء الدین ملتانی
لقائے دین سلطان محی الدین جیلانی

Marfat.com

تعلیمات: آپ نے فرمایا کہ

''مال دنیا کتنا ہی کیوں نہ ہو تاہم قلیل ہے اور سانپ کی صحبت اس شخص کو نقصان پہنچاتی ہے جو افسوں اس کا نہ جانتا ہو، میرے نزدیک مال دنیا کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہ تو ایک میل میرے رخسارہ حال کی ہے۔'' (سالک السالکین جلد دوم ص ۵۱۵)

آپ نے فرمایا:

''فقیروں کے نزدیک عدم اور وجود مال دنیا کا یکساں ہے، نہ جانے کا غم نہ آنے کی خوشی۔''

اقوال زریں: آپ کے چند اقوال پیش کیے جاتے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

☆ زہد تین چیزیں ہیں، جس میں یہ نہیں وہ زاہد نہیں

☆ اول شناخت حق دنیا اور دست بردار ہونا اس سے

☆ دوم خدمت مولیٰ اور نگاہ رکھنا اس کے آداب کا

☆ سویم آرزومند رہنا آخرت کا اور طلب کرنا اس کا۔

☆ سلامتی جس کی قلت طعام میں ہے اور سلامتی روح کی ترک انام میں اور سلامتی دین کی صلوۃ حضرت خیر الانام میں۔

کشف و کرامات: حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری جب ملتان آئے تو ایک روز گرمی سے تنگ آ کر بخارا کے موسم کو یاد کرنے لگے۔ آپ کو یہ بات کشف سے معلوم ہوگئی۔ آپ نے اپنے ایک خادم کو مسجد میں بھیجا اور یہ تاکید فرمائی کہ صفیں لپیٹ کر مسجد میں صحن میں جھاڑو دیں اتنے میں بادل نمودار ہوا، خوب بارش ہوئی، اولے گرے، مسجد سے باہر نہ بارش ہوئی اور نہ اولے ظہر کی نماز کے وقت آپ مسجد میں آئے اور حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری سے مسکرا کر فرمایا۔

''کہیے سید! اولے ملتان کے بہتر ہیں یا برف بخارا کا''

Marfat.com

انہوں نے عرض کیا:

''اس صورت میں تو اولے ملتان کے سودرجہ بہتر ہیں۔''

آپ نے ان کو اسی روز خرقہ خلافت سے مشرف فرمایا۔

آپ کے ایک مرید خواجہ کمال الدین مسعود شیرازی جواہرات کی تجارت کرتے تھے۔ ایک بار ان کا جہاز طوفان میں گھر گیا۔ انہوں نے آپ کو یاد کیا اور آپ سے امداد چاہی آپ جہاز پر نمودار ہوئے۔ سب مسافروں نے آپ کو بخوبی دیکھا۔ آپ نے سلامتی کی بشارت دی۔ جہاز بخیر وخوبی عدن پہنچا۔ عدن پہنچ کر مسافروں نے اپنا تہائی مال خواجہ کمال الدین کو بطور نذرانہ وشکرانہ دیا۔

خواجہ کمال الدین نے وہ سب مال اور اپنے نصف جواہرات اپنے بھانجہ خواجہ فخر الدین گیلانی کو دے کر ان کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ خواجہ فخر الدین وہ مال جواہرات لے کر ملتان آئے۔ انہوں نے جب آپ کو دیکھا فوراً پہچان لیا اور اسی لباس میں پایا جس میں انہوں نے آپ کو جہاز پر دیکھا تھا۔

وہ مال وجواہرات آپ نے تیس دن کے اندر تقسیم کر دیا۔

اس مال کی قیمت ستر لاکھ تنکہ تھی، خواجہ فخر الدین نے جب آپ کی یہ فیاضی دیکھی تو اپنا مال بھی تقسیم کر دیا۔ فقیری اختیار کی۔ آپ کے مرید ہوئے بعد ازاں حج کو گئے اور جدہ میں وفات پائی۔ (سالک السالکین جلد دوم ص ۵۲۱، ۵۲۲)

Marfat.com

باب ۸

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر برہان الشریعت ہیں سلطان الطریقت ہیں۔گنج حقیقت ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کا نسب پدری امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب تک پہنچتا ہے آپ کابل کے بادشاہ فرخ شاہ کے خاندان سے تھے۔(سیر الاولیاء، فارسی)

کابل کی لڑائی میں آپ کے مورث اعلیٰ نے شہادت پائی۔آپ کے دادا حضرت قاضی شعیب فاروقی مع تین لڑکوں اور سامان کے لاہور تشریف لائے۔لاہور سے قصور تشریف لے گئے۔ان کو کھتوال کا قاضی مقرر کیا گیا۔وہ کھتوال میں رہنے لگے۔

والد: آپ کے والد ماجد کا نام شیخ جمال الدین سلیمان ہے۔

والدہ: آپ کی والدہ ماجدہ بی بی قرسم خاتون مولانا وجیہ الدین خجندی کی دختر تھی۔

(جواہر فریدی ص ۱۱۹.....فرشتہ جلد دوم فارسی ص ۲۸۲)

بھائی: آپ کے بڑے بھائی کا نام اعزالدین محمود ہے۔آپ کے چھوٹے بھائی حضرت نجیب الدین متوکل آپ کے مرید اور خلیفہ تھے۔

بہن: آپ کی بہن کا نام، ہاجرہ تھا جو جمیلہ خاتون کے لقب سے مشہور ہیں۔

ولادت مبارک: آپ نے ۵۷۵ھ میں اس عالم کو زینت بخشی (سالک السالکین جلد دوم) بعض نے آپ کی پیدائش ۵۶۹ھ میں ہونا لکھا ہے۔(سیر الاولیاء، فارسی ص ۹۱)

کرامت: رمضان کے چاند میں شک تھا۔ایک بزرگ وہاں مقیم تھے۔لوگوں نے ان سے پوچھا کہ روزہ رکھا جائے یا نہیں۔انہوں نے فرمایا کہ قاضی (آپ کے والد) کے یہاں ایک بچہ ہوگا۔اگر اس نے دودھ پیا تو روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔اسی رات کو آپ کی

ولادت واقعہ ہوئی، آپ نے دودھ نہیں پیا۔لوگوں نے روزہ رکھا۔

نام: آپ کا نام ''مسعود'' ہے۔

فریدالدین کہلانے کی وجہ: حضرت فریدالدین عطار نے آپ کو فریدالدین کا نام عنایت کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فریدالدین لقب ہے جو بارگاہ ایزدی سے آپ کو عطا ہوا۔

(انوارالعارفین، فارسی ص۲۹۲)

لقب: آپ ''گنج شکر'' کے لقب سے مشہور ہیں۔

لقب کی وجوہات: آپ دہلی میں مقیم تھے۔ایک دن خوب بارش ہوئی۔کیچڑ کی وجہ سے چلنا پھرنا دشوار ہوگیا۔آپؒ کو اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی قدم بوسی کا شوق ہوا۔کھڑاؤں پہنے روانہ ہوئے۔سات روز سے کچھ نہیں کھایا تھا۔روزے رکھ رہے تھے۔آپ کا پاؤں پھسل گیا۔آپ کے مونہہ میں تھوڑی کیچڑ جا پڑی۔وہ کیچڑ خداوند تعالیٰ کے حکم سے شکر ہوگئی۔جب آپ اپنے پیرومرشد کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے فرمایا۔

''اے فرید! جب کہ تھوڑی کیچڑ تیرے مونہہ میں پہنچی اور وہ شکر ہوگئی۔خداوند تعالیٰ نے تیرے وجود کو شکر بنایا، اور خداوند تعالیٰ تجھ کو ہمیشہ میٹھا رکھے گا۔''

اس کے بعد آپ جہاں بھی جاتے لوگ کہتے کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر آتے ہیں۔(تاریخ فرشتہ، فارسی جلد دوم ص۳۸۸)

دوسری وجہ یہ ہے کہ سوداگر بیلوں پر شکر لادے لے جارہا تھا۔آپ نے اس سے شکر مانگی، اس سوداگر نے کہا ''کہ ''نمک ہے''۔شکر نہیں ہے، آپ نے فرمایا کہ ''اچھا نمک ہی ہوگا'' وہ سوداگر جب منزل مقصود پر پہنچا اور بورے کھولے تو دیکھا کہ سب میں بجائے شکر کے نمک تھا۔وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کا طالب ہوا، آپ نے فرمایا:

''شکر ہوجائے گی'' (اخبارالاخیار، اردو ترجمہ ص۱۰۹)

چنانچہ وہ نمک شکر ہوگیا۔اس روز سے آپ ''گنج شکر'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

بچپن کا صدمہ: ابھی آپ نے ہوش بھی نہ سنبھالا تھا کہ آپ کے والد ماجد نے اس دار فانی سے کوچ کیا۔

تعلیم وتربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ بارہ سال کی عمر میں آپ نے قرآن شریف حفظ کیا۔ جب آپ کی عمر پندرہ سال کی ہوئی تو ملتان تشریف لائے اور مولانا منہاج الدین ترمذی سے فقہ کی مشہور کتاب ''نافع'' پڑھی اور علوم دینیہ حاصل کئے، پھر آپ قندھار تشریف لے گئے۔ وہاں پانچ سال قیام فرمایا، تفسیر، حدیث، فقہ، صرف ونحو، منطق وغیرہ میں اعلیٰ قابلیت حاصل کی۔ (تاریخ فرشتہ ص ۲۸۳)

بیعت وخلافت: ایک دن آپ ایک مسجد میں جو محلّہ سرائے حلوائی میں واقع تھی، بیٹھے ہوئے تھے۔ مولانا منہاج الدین ترمذی اسی مسجد میں درس دیا کرتے تھے۔ آپ ''نافع'' کا مطالعہ کررہے تھے۔

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ جب ملتان تشریف لائے تو پہلے اسی مسجد میں آئے۔ حضرت قطب صاحبؒ نماز سے فارغ ہوکر آپ کے پاس تشریف لائے۔ آپ سے پوچھا (سیر الاولیاء، فارسی ص ۳۸۳)

''مسعود! تو چہ می خوانی''

(مسعود! تم کیا پڑھتے ہو؟)

آپ نے جواب دیا:

''کتاب نافع''

یہ سن کر حضرت قطب صاحب نے فرمایا:

''میدانی کہ نفع تو ازیں نافع خواہد بود''

(تم جانتے ہو کہ نافع سے تمہیں نفع ہوگا)

Marfat.com

آپ نے عرض کیا:

''مجھے تو حضرت کی قدمبوسی سے نفع ہوگا۔''

یہ کہہ کر آپ اٹھے اور سر نیاز حضرت قطب صاحب کے قدموں پر رکھا۔

ملتان میں کچھ دن قیام کر کے حضرت قطب صاحب دہلی روانہ ہو گئے۔ آپ نے بھی دہلی جانا چاہا۔ لیکن حضرت قطب نے آپ کو اجازت نہ دی۔

آپ نے تعلیم جاری رکھنے کی تاکید فرمائی۔ آپ قطب صاحب کے ہمراہ تیس منزل تک آئے (دلی کے بائیس خواجہ، از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب ص ۳۸)

آپ ۵۹۰ھ میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی بیعت سے مشرف ہوئے اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ (روضۃ الاقطاب، فارسی ۵۹)

تحصیل علم سے فارغ ہو آپ ۵۹۵ھ میں دہلی آئے اور غزنی کے دروازے کے قریب ایک حجرہ میں رہنے لگے۔

بعد ازاں خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے اپنا خاص مصلیٰ اور عصا آپ کو عنایت فرمایا اور آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''میں تمہاری امانت یعنی سجادہ، دستار اور نعلین جو کہ دست بدست پیران چشت سے مجھ کو پہنچی ہیں، قاضی حمید الدین ناگوری کے سپرد کر دوں گا، اور جب تم پانچویں روز (وفات) کے ہانسی سے میری قبر پر آؤ گے وہ یہ امانت پیران تم کو پہنچا دیں گے۔.....''

حسب فرمان حضرت قطب صاحبؒ وہ تمام تبرکات حضرت قطب صاحب و تمام تبرکات حضرت قاضی حمید الدین ناگوری اور حضرت بدر الدین غزنوی نے آپ کے سپرد کئے آپ نے اپنے پیر و مرشد کا خرقہ پہنا اس مصلے پر ودگانہ ادا کیا اور اپنے پیر و مرشد کے مکان میں قیام کیا۔ (تاریخ فرشتہ، فارسی، ص ۳۸۴، سیر الاولیاء فارسی ص ۷۲، ۷۳)

Marfat.com

پھر آپ دہلی سے ہانسی روانہ ہو گئے۔ اور ہانسی پہنچ کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہوئے۔

سیر و سیاحت: آپ نے عراق، شام، سیوستان، غزنی، بخارا، قندھار وغیرہ کی سیر و سیاحت فرمائی اور حضرت شیخ سیف الدین خضریؒ حضرت شیخ سعید الدین جمویؒ، اور حضرت شیخ بہاء الدین زکریاؒ، حضرت اوحد الدین کرمانیؒ اور حضرت شیخ فرید الدین محمد عطار نیشاپوری کی صحبت سے مستفید ہوئے۔ آپ نے شیخ السلام اجل شیرازی اور شیخ شہاب الدین زندو بس سے بھی فیوض و برکات حاصل کئے۔ (تاریخ فرشتہ، فارسی، ص ۳۸۴، سیر الاولیاء، فارسی ص ۷۲، ۷۳)

اجودھن میں سکونت: ہانسی سے سکونت ترک کر کے آپ اجودھن میں جو آج کل پاک پتن کے نام سے مشہور ہے رونق افروز ہوئے۔ قاضی اجودھن آپ کا سخت مخالف تھا، لیکن اس کی مخالفت کارگر نہ ہوئی، آپ برابر رشد و ہدایت فرماتے رہے۔

شہاب الدین ساحر کے لڑکے نے آپ پر جادو کیا، آپ نے اس کا قصور معاف کیا۔

عبادات و مجاہدات: آپ خود فرماتے ہیں۔

''میں بیس برس عالم تفکر میں کھڑا رہا بالکل نہیں بیٹھا، میرے پاؤں سوج گئے تھے اور خون ان سے بہتا تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ ان بیس سال میں میں نے کچھ کھایا ہو یا نہیں۔''

آپ نے ایک مرتبہ طے کا روزہ رکھا۔ ایک مرتبہ آپ نے چلہ معکوس کیا۔ ایک مرتبہ آپ نے روزہ داؤدی رکھا۔ (راحت القلوب، اردو ترجمہ) ص ۲۰۰)

انشراح: حضرت جلال الدین تبریزی آپ سے کہتوال میں ملے وہ جو انار لائے تھے اس کا ایک دانہ زمین پر پڑا رہ گیا تھا، آپ نے وہ دانہ اٹھا کر دستار میں رکھا اور اس دانے سے افطار کیا۔ طبیعت میں انشراح محسوس ہوا جب اس کا ذکر اپنے پیر و دستگیر سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ سب کچھ اسی ایک دانے میں تھا۔

خواجہ غریب نوازؒ کا لطف و کرم: جس زمانے میں آپ دہلی میں ریاضت و مجاہدہ میں

Marfat.com

مشغول تھے۔ خواجہ خواجگان حضرت معین الدین حسن چشتیؒ دہلی میں رونق افروز ہوئے۔ اور حضرت قطب صاحب کی خانقاہ میں قیام فرمایا۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے حضرت خواجہ قطب صاحب کے سب مریدوں کو نعمت سے مالا مال کیا۔

جب سب نعمت پا چکے تو غریب نواز نے حضرت قطب صاحب سے دریافت فرمایا

''تمہارے مریدوں میں سے کیا کوئی نعمت پانے سے رہ گیا ہے؟'' حضرت قطب صاحب نے عرض کیا۔

''جی ہاں مسعود (بابا فرید الدین گنج شکر) رہ گیا ہے۔ وہ چلہ میں بیٹھا ہے۔''

(معین الہند'' از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب ص ۹۸)

حضرت خواجہ غریب نواز اور حضرت قطب صاحب آپ کے حجرہ پر تشریف لے گئے۔ حضرت غریب نواز نے آسمان کی طرف مونہہ کر کے آپ کے واسطے دعا فرمائی اور بارگاہ ایزدی میں عرض کیا۔

''خدایا! ہمارے فرید کو قبول فرما اور اکمل درویش کے مرتبہ پر پہنچا۔''

غیب سے آواز آئی:

''ہم نے فرید کو قبول کیا۔ وہ وحید عصر ہوگا۔

خواجہ غریب نواز نے حضرت قطب صاحب کو ہدایت فرمائی:

''اسم اعظم جو خواجگان چشت میں سینہ بسینہ چلا آتا ہے اسے تلقین کرو۔'' آپ پر علم لدنی کا انکشاف ہوا اور حجابات کے پردے اٹھ گئے۔

پیشینگوئی: حضرت خواجہ غریب نواز نے آپ کے متعلق پیشین گوئی فرمائی اور قطب صاحب سے آپ کے متعلق فرمایا: ''قطب! بڑے شہباز کو دام میں لائے اس کا آشیانہ سدرۃ المنتہیٰ ہوگا۔''

بخشش: حضرت خواجہ غریب نواز نے آپ کو خلعت عطا فرما کر سرفراز فرمایا۔ حضرت

Marfat.com

قطب صاحب نے آپ کو دستار، مثال اور خلافت کے دیگر لوازمات عطا فرمائے۔

ایک شاعر نے جو اس موقع پر موجود تھا فی البدیہہ حسب ذیل اشعار پڑھے۔

بخشش کونین از شیخیں شد در باب تو
بادشاہی یا فتن از بادشاہانِ جہاں
مملکت دنیاؤ ، دیں گشتہ مسلم بر ترا
عالم کن گشتہ اقطاع تواے شاہِ جہاں

سلاطین کی بازیابی: سلطان ناصر الدین جب اوچہ وملتان گیا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ واپسی پر اس نے چار گاؤں کا فرمان اور کچھ نقدی آپ کی خدمت میں بھیجی آپ نے گاؤں کی مثال واپس کر دی اور نقدی وصول فرما کر درویشوں پر خرچ کی۔ (تاریخ فرشتہ، فارسی ص ۳۸۸)

سلطان بلبن کو مژدہ: الفخان کو جو بعد میں سلطان غیاث الدین بلبن کے لقب سے مشہور ہوا۔ آپ نے تاج وتخت کا مژدہ دیا۔ چنانچہ وہ بادشاہ ہوا۔ اس نے اپنی لڑکی بی بی نہریزہ کی شادی آپ سے کی۔

ازواج واولاد: آپ نے چار شادیاں کیں۔ آپ کی پہلی شادی بی بی نہریزہ سے ہوئی۔ بی بی نہرہزہ سلطان غیاث الدین بلبن کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کی دوسری شادی بی بی کلثوم سے ہوئی جو شیخ نصر اللہ کی والدہ ہیں۔

آپ کی تیسری شادی بی بی شارو سے ہوئی اور چوتھی بی بی سکر سے آپ کے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں آپ کے صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

خواجہ نصیر الدین نصر اللہ، شیخ شہاب الدین، شیخ بدر الدین سلیمان، شیخ نظام الدین اور شیخ یعقوب۔ آپ کے صاحبزادے شیخ عبداللہ کا صغرسنی میں انتقال ہو گیا تھا۔

آپ کی صاحب زادیوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

بی بی مستورہ، بی بی شریفہ، بی بی فاطمہ۔

(سیر الاولیاء، فارسی ص ۱۹۱ اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۱۱۱ سفینۃ الاولیاء فارسی ص ۹۷)

Marfat.com

وفات شریف: آپ یا حیُّ یا قیوُّم کہتے ہوئے ۵ محرم الحرام ۶۷۰ھ کو جوار رحمت میں داخل ہوئے۔ بعض نے آپ کا سنہ وفات ۶۶۴ھ لکھا ہے۔ مزار پرانوار پاکپٹن میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔ (سیر الاولیاء، فارسی ص ۹۱)

خلفاء: آپ کے صاحبزادے حضرت بدرالدین سلیمان آپ کے سجادہ نشین ہوئے بعض نے لکھا ہے کہ آپ کے خلفاء پچاس ہزار سے زیادہ تھے۔ آپ کے مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں۔

آپ کے پانچوں صاحبزادے، شیخ نصیرالدین نصراللہؒ، شیخ شہاب الدینؒ، شیخ بدرالدین سلیمانؒ شیخ نظام الدینؒ اور شیخ یعقوب، آپ کے داماد بدرالدین اسحٰقؒ آپ کے چھوٹے بھائی۔ نجیب الدین متوکلؒ آپ کے بھانجے علی احمد صابر، ان خاندانی افراد کے علاوہ حضرت جمال الدین ہانسویؒ حضرت نظام الدین اولیاءؒ شیخ محمد سراج علی شکر ریز، دھنی جلال الدین، شیخ علی شکر بار، شیخ زکریا، شیخ زین الدین دمشقی، شیخ بابا دہار، جمال کابلی، شیخ جلال الدین، شیخ صدر دیوانہ، شیخ رکن الدین۔

آپ کی وفات کے بعد حضرت نظام الدین اولیاءؒ اجودھن آئے تو آپ کے داماد حضرت بدرالدین اسحٰق نے آپ کی وصیت کے مطابق جامہ ان کو دیا۔

سیرت پاک: آپ ریاضت، عبادت، مجاہدہ، فقر اور ترک و تجرید میں بے نظیر تھے۔ شہرت پسند نہ فرماتے تھے۔ آپ کو استغراق بہت تھا۔ تحمل، بردباری، قناعت، توکل، تقویٰ ورع، عشق، ذوق وشوق کا مجسمہ تھے۔ آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔ آپ حسب ذیل رباعی بہت پڑھتے تھے۔

خواہم کہ ہمیشہ در رضائے توزیم خاکی شوم و بزیر پائے توزیم
مقصود من خستہ زکونین توئی از بہر تو میرم و برائے توزیم

آپ اپنے پیرومرشد کے نہایت فرماں بردار تھے۔ آپ کے گھر میں فقر و فاقہ رہتا تھا۔ جب آپ کا وصال ہوا گھر میں کفن کے لئے پیسہ نہ تھا۔ مکان کا دروازہ توڑ کر اس

کی اینٹیں قبر میں لگائی گئیں۔ (فوائدالفوائد، اردو ص ۱۷۳)

آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ شربت کے ایک پیالے سے جس میں منقی ہوتی تھی افطار کرتے تھے۔ تھوڑا خود پیتے تھے باقی حاضرین کو تقسیم کر دیتے تھے۔ دو روغنی روٹیوں میں سے ایک خود تناول فرماتے تھے اور دوسری روٹی کے ٹکڑے کر کے حاضرین کو تقسیم کر دیتے تھے۔ جب آپ اجودھن تشریف لائے تو شروع میں آپ اور آپ کے متعلقین پیلو اور ویلہ پر گزارہ کرتے تھے۔ آپ کے مریدوں نے سالہا سال زنبیل گردان کی ہے کھانے میں نمک نہیں ہوتا تھا۔

آپ کی پوشاک شکستہ ہوتی تھی۔ آپ کے پاس ایک کمبل تھا جو اتنا چھوٹا تھا کہ جب پیروں پر ڈالتے تو سر کھل جاتا اور جب سر پر ڈالتے تو پیر کھل جاتے۔ توکل کا یہ حال تھا کہ جو کچھ آتا وہ خرچ کر دیتے تھے۔ آپ ایک عالم بھی تھے۔ فصاحت و بلاغت میں بے مثال تھے۔

علمی ذوق: آپ نے اپنی مشہور کتاب ''فوائد السالکین'' میں اپنے پیر و مرشد کے ملفوظات جمع کئے ہیں۔ رسالہ ''موجود و جود'' رسالہ ''گفتار'' اور ''الٰہی نامہ'' بھی آپ کی تصانیف بتائی جاتی ہے۔ آپ شاعر بھی تھے۔

فہم و ادراک: حضرت بہاؤالدین زکریاؒ نے اپنے ایک خط میں آپ کو لکھا:

''میان ما و شما عشق بازی است'' (سیر الاولیاء فارسی ص ۷۷)

(ہمارے اور تمہارے درمیان عشق ہے بازی نہیں ہے)

آپ نے جواب دیا

''میاں ما و شما عشق مست و بازی نیست''

(ہمارے اور تمہارے درمیان عشق بازی ہے)

تعلیمات: آپ کی تعلیمات تصوف کا بیش بہا خزانہ ہیں

توبہ کی قسمیں: آپ فرماتے ہیں (سرار الاولیاء، اردو ترجمہ ص ۲۴)

Marfat.com

توبہ کی چھ قسمیں ہیں۔ اول دل اور زبان سے توبہ کرنا، دوسرے آنکھ کی۔ تیسرے کان کی، چوتھے ہاتھ کی، پانچویں پاؤں کی چھٹے نفس کی۔

درویش: آپ فرماتے ہیں (راحت القلوب، اردو ترجمہ ص ۱۴۴)

''درویش جو اس دنیائے دنی کی رفعت و جاہ کا خواستگار ہوا اور اپنی ذات کو لطف مردماں کا اسیر کرنے کی کوشش کرے پس اس کی نسبت جاننا چاہیے کہ وہ درویش نہیں ہے، درویشوں کا نام بدنام کرنے والا ہے اور مرتد طریقت ہے، کیونکہ فقراء کو دنیا سے اعراض ہے''

محبت کے مقامات: آپ فرماتے ہیں

''محبت کے سات سو مقام ہیں۔ پہلا مقام یہ ہے کہ جو بلا دوست کی طرف سے اس پر نازل ہو اس پر صبر کرے۔'' (سر الاولیاء، اردو ترجمہ ص ۲۴)

کلاہ: آپ فرماتے ہیں:

''جب تک ان چار عالم سے اپنے تئیں نگاہ نہیں رکھ سکتا تیرے لئے کلاہ پہننا واجب نہیں۔ (اسرار الاولیاء، اردو ترجمہ ص ۴۷)

۱۔ عالم چشم یعنی آنکھ کو نا قابل دید چیزوں کے دیکھنے سے روکے۔

۲۔ عالم گوش یعنی کانوں کو نا قابل شنید باتوں۔ کے سننے سے روکے۔

۳۔ عالم زبان جب تک تو زبان کو گونگا نہ بنائے گلا کلاہ کا مستحق نہیں۔

۴۔ عالم دست و پا جب تک ہاتھ پاؤں کو ممنوعہ اعمال سے نہ روکے گا۔ کلاہ کے لائق نہیں۔

ایک جواب: آپ فرماتے ہیں

''چار چیزوں کے متعلق سات سو پیران طریقت سے پوچھا گیا سب نے ایک سا جواب دیا۔ (سیر الاولیاء، فارسی، ص ۴۷)

س: آدمیوں میں سے سب سے زیادہ عقل مند کون ہے؟

ج: گناہوں کو ترک کرنے والا۔

Marfat.com

س: آدمیوں میں سب سے زیادہ ہوشیار کون ہے؟

ج: جو کسی چیز سے پریشان نہ ہو۔

س: آدمیوں میں سے سب سے زیادہ غنی کون ہے؟

ج: قناعت کرنے والا۔

س: آدمیوں میں سب سے محتاج کون ہے؟

ج: قناعت کو ترک کرنے والا۔

قوال: کام سے واقف وہی لوگ ہیں جن میں یہ دونوں باتیں یعنی عشق اور عقل پائی جاتی ہے

☆ تصوف مولیٰ کی صفا دوستی کا نام ہے۔

☆ زندہ دل وہ ہے جس میں محبت خدا ہے۔

☆ سماع راحت دل ہے اور اہل محبت کو جنبش دینے والا ہے جو بحر محبت میں شناوری کرتا ہے۔

☆ اگر زندگی ہے تو علم میں ہے۔ اگر راحت ہے تو معرفت میں ہے۔ اگر شوق ہے تو محبت میں ہے، اگر ذوق ہے تو ذکر میں ہے۔

اوراد و ظائف: چند اوراد و ظائف ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

حاجت پوری ہونے کے واسطے

آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص صبح کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان تین روز تک سورہ بقرہ پڑھے اس کا مقصد پورا ہو۔ (اسرار الاولیاء، اردو ترجمہ ص ۳۸)

آپ فرماتے ہیں: جو شخص ستر بار سورہ انعام پڑھے اس کی حاجت پوری ہو۔

(اسرار الاولیاء، اردو ترجمہ ص ۳۹)

غم و فکر دور کرنے کے لئے: آپ فرماتے ہیں جو شخص "لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ط پڑھے غم و فکر سے نجات پائے۔ (راحت القلوب، اردو ترجمہ ص ۲۰۴)

معاش میں تنگی دور کرنے کے لئے: آپ فرماتے ہیں کہ حسب ذیل دعا اکثر پڑھنے

Marfat.com

سے معاش میں تنگی دور ہوتی ہے (راحت القلوب، اردو ترجمہ ص ۲۱۴)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا دَائِمُ الْعِزُّ وَالْمُلْکِ وَالْبَقَاءِ یا ذُوالْجَلَالِ وَالْجُوْدِ وَالْفَضْلِ وَالعَطاءِ یَاوَدُوْدُذُوْ الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ یَا فَعَال" اِلّمَا یُرِیْدُ

کشف و کرامات: ایک درویش آپ کے پاس آیا آپ نے اس کو کچھ دے کر رخصت کرنا چاہا، وہ نہیں گیا۔ اس نے کنگھی جو مصلے پر رکھی تھی، مانگی آپ نے کوئی جواب نہ دیا، پھر اس نے کہا آپ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ پھر اس نے کہا آپ خاموش رہے۔

"آخری بار اس نے با آواز بلند کہا کہ:

"کنگھی مجھ کو دو۔ تمہارے واسطے برکت ہوگی۔"

آپ نے فرمایا

"جاؤ۔ میرے حال میں دخل نہ دو۔ تجھ کو اور تیری برکت کو میں نے آب رواں میں ڈال دیا۔" (تاریخ فرشتہ، فارسی ص ۳۸۵)

آخر کار وہ درویش رخصت ہوا۔ جب اجودھن کے باہر پہنچا تو دریا میں نہانے لگا۔ وہ پھر دریا سے باہر نہ آسکا۔ ڈوب کر مر گیا۔ (خیر المجالس، اردو ترجمہ ص ۱۵۵)

ایک مرتبہ چھ درویش آپ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ مسافر ہیں زاد راہ چاہتے ہیں۔ اس وقت آپ کے سامنے چند خرمے رکھے ہوئے تھے۔

آپ نے وہ خرمے اٹھا کر دے دئے۔ ان درویشوں کو ناگواری ہوئی کہ بجائے زادہ راہ کے خرمے دئے۔ انہوں نے ان خرموں کو پھینکنا چاہا۔ پھینکنے وقت جو ان کی نظر خرموں پر پڑی تو ان کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا اور خوشی بھی کہ وہ خرمے زر خالص کے ہوئے ہیں

(راحت القلوب، اردو ترجمہ ص ۱۵۱)

Marfat.com

باب نہم

حضرت صوفی حمید الدین ناگوری

حضرت صوفی حمید الدین ناگوری اولیاء کبار میں سے ہیں۔

خاندانی حالات: آپ حضرت سعد بن زید کی اولاد سے ہیں جن کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہے۔

نام: آپ کا نام حمید الدین ہے۔

لقب: آپ ''سلطان التارکین'' کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔

کنیت: آپ کی کنیت ''ابواحمد'' ہے۔

لقب کی وجہ تسمیہ: ایک دن کا واقعہ ہے کہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ بہت خوش تھے۔ حاضرین سے فرمایا کہ اس وقت اجازت کے دروازے کھلے ہیں جس کا جو دل چاہے مانگے جو مانگے سو پائے۔

ایک شخص نے دعا مانگی اور دوسرے نے عقبیٰ کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''تم کیا چاہتے ہو؟ کیا تم دنیا و عقبیٰ میں عزت و مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہو!''

آپ نے نہایت ادب کے ساتھ عرض کیا

''بندہ را خواستی نباشد خواست مولیٰ ست'' (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۶۷)

ترجمہ: بندہ کی کوئی خواہش نہیں ہے جو خواہش ہے وہ مولیٰ کی خواہش کے مطابق ہے۔

یہ سن کر حضرت خواجہ غریب نواز بہت خوش ہوئے اور فرمایا:

''التارک الدنیا والفارغ عن العقبیٰ سلطان التارکین حمید الدین الصوفی'' (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۶۷)

پس خواجہ غریب نواز کے کردہ لقب ''سلطان التارکین'' سے آپ مشہور ہوئے۔

Marfat.com

بیعت وخلافت: آپ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ کے مرید خلیفہ ہیں۔

ذریعہ معاش: موضع سوالی (ناگور) میں آپ کے پاس کچھ زمین تھی۔آپ کاشت کرتے تھے،آپ خود ہل چلاتے تھے۔

وفات: آپ ۲۹ ربیع الاخر ۶۷۳ھ کو واصل بحق ہوئے مزار ناگور میں واقع ہے۔

(اصول الطریقہ)

سیرت: آپ بہت بڑے عالم،صوفی اور صاحب دل اور صاحب نسبت بزرگ تھے طریقت میں آپ کا مقام اونچا ہے۔آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔آپ کی سب سے زیادہ مشہور کتاب ''اصول طریقہ'' ہے۔آپ شاعر بھی تھے۔آپ کے مکتوبات تصوف کا خزانہ ہیں۔

تعلیمات: آپ فرماتے ہیں

''مردان را،جن کا مقصد درگاہ الٰہی تک رسائل حاصل کرنا ہے۔تین گروہوں میں تقسیم ہیں۔جیسا کہ کلام مجید میں آتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبادِنا مِنْهُمْ ظالِم لِنفسِهٖ وَمِنْهُمْ مُقتَصِد'' وَمِنهُم سَابِق'' بِالْخَیْراتِ:

ترجمہ: ہم نے اپنے بندوں کو چن لیا ہے جس میں کچھ وہ لوگ ہیں جو اپنے نفس پر زیادتی کرتے ہیں، کچھ بہت محتاط ہیں اور کچھ نیکیوں میں بہت سبقت لے جاتے ہیں۔

''یعنی معذور، مشکور اور فانی.....''

آپ فرماتے ہیں:

''مراتبِ راہ کا پہلا مرتبہ علم ہے۔علم حاصل کرنا ضروری ہے۔کیونکہ علم کے بغیر عمل درست نہیں ہوتا۔

مراتبِ طریقت کا دوسرا مرتبہ عمل ہے۔ کیونکہ عمل کے بغیر نیت کا وجود نہیں۔

مراتبِ درگاہ کا تیسرا مرتبہ نیت ہے۔ نیت صحیح ہونی چاہے کیوں کہ صحیح نیت کے بغیر باطل کے سوا اور کوئی عمل نہیں ہوتا۔

چوتھا مرتبہ صدق ہے، صدق کا ہونا ضروری ہے، کیوں کہ اس کے بغیر عشق رونما نہیں ہوتا۔

پانچواں مرتبہ عشق ہے، عشق اس لئے ہونا چاہیے کیوں کہ اس کے بغیر توجہ درست نہیں ہوتی۔

چھٹا مرتبہ توجہ ہے۔ توجہ اس لئے ضروری ہے کیوں کہ اس کے بغیر سلوک حاصل نہیں ہوتا۔

ساتواں مرتبہ سلوک ہے سلوک اس لئے درکار ہے کیوں کہ اس کے بغیر پیش گاہ کا دروازہ نہیں کھلتا۔

آٹھواں مرتبہ پیش گاہ کا کھلنا ہے۔ پیش گاہ کا دروازہ کھلنا چاہیے تا کہ مقصود ظاہر ہو۔

اقوال: ☆ جو شخص محبت کا دعوی کرے اور جب رات آئے تو اپنے محبوب کے ساتھ نہ سوئے اس کا نام جھوٹوں کے دفتر میں لکھا جائے گا۔

☆ ارباب شریعت کی راہ منزل تو نفس و مال سے باہر آنا ہے اور نعیم مقام میں داخل ہونا۔ اور اصحاب طریقت کی راہ و منزل جان و دل سے باہر آنا اور وحدت کے اعلی مقام پر پہنچ جانا ہے۔

Marfat.com

باب ۱۰

حضرت شیخ نظام الدین ابوالمؤید

حضرت شیخ نظام الدین ابوالمؤید کے دادا کو لوگ ''شمس العارفین'' کے لقب سے پکارتے تھے۔ (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۹۰)

والدہ: آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی سارا تھا۔

بیعت وخلافت: آپ قطب الاقطابؒ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔

وفات: آپ نے ۶۷۳ھ میں انتقال فرمایا: شیخ جمال الدین کولوی آپ کی اولاد سے تھے۔

سیرت: آپ فضائل صوری ومعنوی سے آراستہ تھے۔ آپ شیخ احمد غزنوی اور شیخ عبد الواحد سے مستفید و مستفیض ہوئے۔ آپ وعظ کہتے تھے۔ لوگ آپ کا وعظ سن کر از خود رفتہ ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ منبر پر چڑھے اور اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ ''میں نے اپنے بابا کا ہاتھ سے لکھا ہوا دیکھا ہے۔'' کہ لوگوں پر گریہ طاری ہوا۔ جب آپ نے یہ شعر پڑھا:

بر عشق تو وبر تو نظر خواہم کرد جاں در غم تو زیروزبر خواہم کرد

تو لوگوں میں وجدانی کیفیت پیدا ہوئی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگلا شعر یاد نہیں قاسم نے آپ کو اگلا شعر یاد دلایا۔

پر دزدو لے بخاک در خاہم شد پر عشق سرے زگور بر خواہم کرد

یہ شعر سن کر لوگ رونے لگے اور آپ منبر سے اتر آئے۔

کرامت: ایک مرتبہ دہلی میں بارش نہیں ہوئی۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کے طالب ہوئے آپ منبر پر چڑھے اور اپنی آستین سے ایک دامن نکالا جس کا ایک تار جدا ہو گیا تھا۔ وہ تار آپ نے آسمان کی طرف کیا اور باری تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا:

Marfat.com

''الٰہی بحرمت اس بڑھیا کے دامن کے اس تار کے کہ جس نے نامحرم مرد کو زندگی میں کبھی نہیں دیکھا اور بحرمت اس راز و نیاز کے جو وہ بڑھیا تیرے ساتھ رکھتی تھی پانی برسا اگر بارش نہیں ہوتی تو میں شہر چھوڑ کر جنگل میں چلا جاؤں گا۔''

ابھی آپ کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ بارش ہوئی۔

''لوگوں نے جب اس دامن کے متعلق آپ سے پوچھا تو آپ نے جواب دیا'' کیا تم لوگ جانتے کہ وہ دامن کس کا ہے۔ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے وہ دامن میری والدہ ماجدہ کو دیا تھا۔ میری والدہ اس دامن کو سر پر رکھتی تھیں اور اس طرح سے عبادت کرتی تھیں۔

Marfat.com

باب ۱۱

حضرت شیخ صدرالدین عارف

حضرت شیخ صدرالدین عارف اپنے والد ماجد حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے فرزند، مرید، خلیفہ اور جانشین ہیں۔

نام: آپ کا نام صدرالدین ہے۔

لقب: آپ کا لقب عارف ہے۔

کنیت: آپ کی کنیت ابوالمغانم ہے۔

لقب کی وجہ تسمیہ: جب آپ قرآن شریف پڑھتے تو اس کے معنی، مطالب اور مضمرات پر بہت غور و فکر فرماتے۔ اس غور و فکر سے آپ کا دل و دماغ روشن ہو جاتا۔ جتنی بار آپ قرآن پڑھتے، آپ کو نئے معنی معلوم ہوتے۔ اس وجہ سے آپ ''عارف'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔ (جامع العلوم)

بیعت و خلافت: اپنے والد حضرت بہاء الدین زکریاؒ سے بیعت ہوئے اور انہیں سے خرقہ خلافت پایا۔

ترکہ پدری: والد کی وفات کے بعد ستر لاکھ تنکہ آپ کے حصہ میں آیا جو آپ نے فقراء کو تقسیم کر دیا۔ آپ نے جواب دیا (سالک السالکین، جلد دوم ص ۵۲۴)

''میرے والد دنیا پر غالب تھے۔ اس لئے مال و زر کی موجودگی ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکتی تھی۔ اگرچہ میں بفضلہٖ تعالیٰ دنیا پر بیشتر غالب ہوں مگر کبھی کبھی درجہ مساویت بھی ہو جاتا ہے۔ اس واسطے میں اس اندیشے سے کہ مبادا کبھی دنیا مجھ پر غالب آجائے مطمئن نہیں ہوں۔ اس واسطے میں نے اسباب دنیاوی کو اپنے پاس سے دور پھینک دیا اور اس کے کھٹکے سے دل کو فارغ کر لیا۔''

وفات: آپ نے ۲۳ ذی الحجہ ۶۸۴ھ کو وفات پائی۔ مزار ملتان میں ہے۔

شادی اور اولاد: آپ کی شادی بی بی راستی سے ہوئی۔ ان کے بطن سے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح پیدا ہوئے۔

خلفاء: آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح آپ کے سجادہ نشین تھے آپ کے اور خلفاء حسب ذیل ہیں۔

حضرت شیخ جمال الدین خنداں اوچھوی، حضرت شیخ احمد معشوق، حضرت شیخ صلاح الدین درویش، حضرت شیخ علاء الدین المخاطب بہ محبوب اللہ، حضرت شیخ حسام الدین بداولی۔

سیرت: آپ بحر معرفت میں ایسے مستغرق تھے کہ بعض اوقات آپ کو اپنی خبر نہ ہوتی تھی۔ ترک وتفرید میں یگانہ روزگار تھے۔ پرہیز گاری، جود وسخا، لطف وبخشش، مہمان نوازی آپ کی خصوصیات تھیں۔

تعلیمات: آپ فرماتے ہیں کہ

''استقامت ایمان کی یہ ہے کہ خدا اور رسول سارے جہاں سے پیارے معلوم ہوں۔'' (سالک السالکین، جلد دوم ص ۵۶۲)

اقوال: ☆ مرگ سے پہلے جو کچھ واقع ہوتا ہے وہ جاودانی نہیں اس پر عدم کا قلم ضرور پھیرا جائے گا۔

☆ صحتِ ایمان کی نشانی یہ ہے کہ نیکی سے خوشی حاصل ہو، اور بدی بری معلوم ہو۔

کرامات: ایک روز آپ دریا کے کنارے تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح تھے۔ آپ نے وضو کیا اور نماز ادا کی۔ اتنے میں ہرن کا ایک غول ادھر سے گزرا۔ اس غول میں ہرنی کا ایک بچہ بھی تھا، حضرت رکن الدین ابو الفتح جن کی عمر اس وقت سات سال کی تھی۔ اس بچے کو پکڑنا چاہتے تھے لیکن وہ بچہ ہاتھ نہ آیا

Marfat.com

،نماز سے فارغ ہو کر آپ نے حضرت شیخ ابوالفتح کو قرآن شریف کا سبق دیا۔ ان کو دس مرتبہ پڑھنے پر بھی یاد نہ ہوا۔ حالانکہ وہ تین مرتبہ پڑھ کر یاد کر لیتے تھے۔

آپ نے وجہ معلوم کی، جب آپ کو ہرن کے غول اور بچے کا اس طرف آنا معلوم ہوا تو آپ نے پوچھا'' کہ وہ ہرن کا غول کس طرف گیا، حضرت شیخ رکن الدین نے سمت بنائی آپ نے اس طرف کچھ پڑھ کر پھونکا غول واپس ہوا۔ حضرت رکن الدین نے دوڑ کر اس بچے کو پکڑ لیا اور بہت خوش ہوئے۔ اس خوشی میں انہوں نے ایک سیپارہ حفظ کیا۔ ہرنی کو مع بچے کے خانقاہ میں لے آئے (سالک السالکین جلد دوم ص ۵۲۴، ۵۲۵)

حضرت مولانا حسام الدینؒ فرماتے ہیں کہ جب وہ ملتان میں تھے تو ایک دن وہ حضرت بہاءالدین زکریاؒ کے مزار سے واپس ہو رہے تھے کہ ان کو خیال آیا کہ وہ اپنی قبر کے واسطے ایک قطعہ زمین مانگیں آپ کو یہ بات کشف کے ذریعے معلوم ہو گئی۔

آپ نے فرمایا کہ

''مجھے ایک قبر کی جگہ آپ کو دینی مشکل نہیں۔ اور نہ عذر ہے، لیکن آپ کے واسطے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ بدایوں میں تجویز فرمائی ہے، آپ کا مدفن اس جگہ ہو گا۔'' چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (سالک السالکین، جلد دوم ص ۵۲۵)

باب ۱۲

حضرت علاؤالدین احمد صابر

حضرت علاؤالدین علی احمد صابرؒ سلطان الاصفیاء ہیں۔تاج الاولیاء ہیں۔

خاندانی حالات: والد ماجد کی طرف سے آپ سید ہیں اور غوث الاعظم میران محی الدین حضرت عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں سے ہیں۔والدہ ماجدہ کی طرف آپ کا سلسلہ نسب امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب پر منتہی ہوتا ہے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام عبدالرحیم تھا۔

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ہاجرہ ہے اور جمیلہ خاتون کے لقب سے مشہور ہیں۔

ولادت مبارک: آپ نے ۱۹ ربیع الاول ۵۹۲ھ کو ہرات میں اس عالم کو زینت بخشی۔

نام نامی: آپ کا نام علی احمد ہے۔

خطابات: آپ کے خطابات ''مخدوم'' اور ''صابر'' ہیں۔

لقب: آپ کا لقب ''علاؤالدین'' ہے۔

بچپن: زندگی کے پہلے سال میں آپ ایک دن دودھ پیتے تھے۔اور دوسرے دن دودھ نہیں پیتے تھے۔گویا اس دن روزہ رکھتے تھے۔

جب زندگی کا دوسرا سال شروع ہوا تو تیسرے دن دودھ پیتے تھے اور دو روز نہیں پیتے تھے۔گویا دو دن روزہ رکھتے تھے، جب آپ دو سال کے ہوئے تو دودھ پینا چھوڑ دیا۔ جب چوتھا سال شروع ہوا اور آپ کی زبان کھلی تو سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا: لَا مَوجُود'' اِلَّا اللّٰہُ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

آپ جب چھ سال کے ہوئے کھانا پینا برائے نام رہ گیا۔رات کا زیادہ حصہ عبادت میں گزارنے لگے۔جب ساتواں سال شروع ہوا تو آپ نے تہجد پابندی سے

Marfat.com

پڑھنا شروع کیا۔

بچپن کا صدمہ: پانچ سال کی عمر میں ۱۷ ربیع الاول ۵۹۷ھ کو والد ماجد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔

تعلیم و تربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد کے سائے میں ہوئی۔ والد کے انتقال کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی تعلیم و تربیت پر کافی توجہ دی۔ اجودھن میں آپ کی تعلیم و تربیت حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی نگرانی میں ہوئی۔ عربی، فارسی کے علاوہ آپ نے فقہ، حدیث، تفسیر، منطق معانی وغیرہ میں دستگاہ حاصل کی۔

اجودھن میں آمد: آپ اپنی والدہ کے ساتھ اجودھن آئے اور آپ اپنے ماموں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے پاس رہنے لگے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے لنگر تقسیم کرنے کی خدمت آپ کے سپرد فرمائی۔ آپ نے ۱۲ سال کے عرصہ میں کچھ نہیں کھایا۔ حضرت بابا صاحب کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا ''علاء الدین احمد صابر ہیں۔'' اس روز سے آپ ''صابر'' کے خطاب سے مشہور ہوئے۔

والدہ کا وصال: آپ کی والدہ اجودھن میں کچھ عرصہ قیام کر کے ہرات چلی گئیں تھیں۔ ہرات سے پھر اجودھن واپس تشریف لائیں اور ۲ محرم ۶۱۴ھ کو انتقال فرمایا۔

بیعت و خلافت: حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور ۱۴ ذی الحجہ ۶۵۰ھ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ دہلی کی ولایت آپ کے سپرد فرمائی کہ دہلی جانے سے قبل ہانسی جا کر حضرت جمال الدین سے خلافت نامہ پر مہر لگوائیں۔ اور پھر دہلی چلے جائیں۔

ہانسی پہنچ کر آپ حضرت جمال الدین کی خانقاہ میں چنڈول پر سوار داخل ہوئے خانقاہ میں چنڈول سے اترے یہ بات جمال الدین ہانسوی کو ناگوار ہوئی۔ نماز کے بعد آپ نے اپنے پیر و مرشد کی عطا کی ہوئی شال نکالی اور حضرت جمال الدین ہانسوی سے

Marfat.com

ں پر مہر لگانے کو کہا۔ حضرت جمال الدین ہانسوی نے چراغ منگوایا اور خلافت نامہ کو پڑھنا
شروع کیا۔ ہوا تیز چل رہی تھی۔ چراغ کا یکا یک گل ہو گیا۔ (سیر الاقطاب، فارسی، ص ۱۸۰)

حضرت جمال الدین ہانسوی نے آپ سے کہا کہ چونکہ چراغ گل ہو گیا ہے لہذا
ب خلافت نامہ پر کل دستخط کر دیئے جائیں گے آپ نے جب یہ سنا تو پھونر ماری اور چراغ
وشن ہو گیا۔ (سیر الاقطاب، فارسی ص ۱۸۰)

ضرت جمال الدین ہانسوی کو یہ بات ناگوار ہوئی اور انہوں نے آپ سے کہا

''تاب دم زدن شما دہلی کجا دارو کہ بیک دم زون تمام دہلی را خواہید سوخت''

دہلی والے کب آپ کو برداشت کر سکیں گے۔ آپ تو ذرا سی دیر میں دہلی کو جلا کر خاک
کر دیں گے۔'' (سیر الاقطاب، فارسی ص ۱۸۰)

یہ کہہ کر حضرت جمال الدین ہانسوی نے آپ کا خلافت نامہ پھاڑ دیا، خلافت
امہ پر مہر نہیں لگائی۔ آپ نے غصہ کی حالت میں حضرت جمال الدین ہانسوی سے فرمایا:

'چوں تو مثال من پارہ کردی من سلسلہ تو پارہ کردم۔''

'چونکہ تم نے میری مثال کو چاک ردیا، میں نے تمہارے سلسلہ کو مٹا دیا''۔

ضرت جمال الدین ہانسوی نے پوچھا

'از اول یا از اخر''

(شروع سے یا آخر سے)

آپ نے جواب دیا: ''از اول'' (شروع سے)

واپسی: آپ اجودھن واپس آئے اور سارا ماجرا حضرت بابا صاحب کے گوش گزار کیا،

حضرت بابا صاحب نے فرمایا:

'پارہ کردہ جمال را فرید نتواں دوخت''

(جمال کے پارہ کیے ہوئے کو فرید نہیں سی سکتا۔)

Marfat.com

حضرت بابا صاحب نے آپ کو کلیر کی ولایت سپرد فرمائی۔ آپ کی مثال پر اپنے دستخط کئے اور اس مرتبہ آپ کو حضرت جمال الدین ہانسوی کے پاس جانے کی تاکید نہیں فرمائی۔

کلیر میں قیام: بحکم اپنے پیرومرشد آپ کلیر پہنچے۔ کلیر اس زمانے میں ایک بڑا شہر تھا۔ اس کی آبادی بھی کافی تھی۔ علماء، فضلاء اور مشائخ کافی تعداد میں وہاں رہتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے لئے چار سو چنڈول آئے تھے (سیر الاقطاب، فارسی ص ۱۸۱) رئیس کلیر اور قاضی شہر پر آپ کی رشد وہدایت کا کوئی اثر نہ ہوا۔

جب کلیر کے لوگوں کی نافرمانی اور سرکشی حد سے بڑھ چکی تو آپ کو ضبط کا یارانہ رہا۔ آپ جمعہ کی نماز کے واسطے جامع مسجد گئے اور پہلی صف میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں رئیس کلیر اور قاضی شہر مسجد میں آئے۔ آپ کو پہلی صف میں بیٹھا دیکھ کر آپ کو اور آپ کے معتقدین کو برا بھلا کہا اور پہلی صف سے ہٹا دیا۔

آپ وہاں سے اٹھ کر مسجد سے باہر آ کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ آپ نے مسجد کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ ''تو نے ان لوگوں کو صحیح سلامت چھوڑ دیا۔'' آپ کا یہ فرمانا تھا کہ مسجد ایک دم گری وہ سب لوگ دب کر مر گئے (سیر الاقطاب، فارسی ص ۱۸۲)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب لوگ رکوع میں گئے تو آپ نے مسجد کو حکم دیا کہ وہ بھی سجدہ کرے۔ اس فرمان کے مطابق مسجد گری اور وہ سب لوگ دب کر مر گئے۔

شادی: آپ کی والدہ کے اصرار پر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے اپنی لڑکی خدیجہ بیگم عرف شریفہ کا نکاح آپ سے کر دیا تھا۔ آپ اس زمانے میں حضرت بابا صاحب کے پاس اجودھن میں تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے حجرے میں روشنی کی اور دلہن کو حجرے میں لا کر بٹھا دیا۔ جب آپ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے تو حجرے میں روشنی اور ایک عورت کو بیٹھا ہوا دیکھ کر متعجب ہوئے۔

Marfat.com

آپ نے پوچھا۔

''تم کون ہو''

ن نے جواب دیا کہ

آپ کی بیوی ہوں''

ن کر آپ نے فرمایا:

''یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک دل میں دو کی محبت کو جگہ دوں۔ میں تو ایک کو دل میں
ہ دے چکا ہوں۔ دوسرے کی قطعاً گنجائش نہیں۔''

آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہی حجرے میں سے ایک آگ نمودار ہوئی جس
ے دلہن کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

ات شریف: آپ ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ کو واصل بحق ہوئے آپ کا مزار انوار کلیر میں
ض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

یفہ: حضرت شمس الدین ترک پانی پتی آپ کے خلیفہ ہیں۔

برت مبارک: آپ میں شان جلالی درجہ اتم تھی۔ آپ کو نسبت فنا اعلیٰ درجہ کی حاصل تھی
یاضت عبادت اور مجاہدہ میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت بابا
یدالدین گنج شکرؒ آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ جیسا کہ ان کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

(انوار العارفین، فارسی ص ۲۹۹)

''علم ظاہر و باطن میں نیز شیخ نظام الدین بدیوانی رسید و علم ظاہری و باطنی نیز شیخ
وَالدین علی احمد صابر برد''

(میرا ظاہر و باطن علم شیخ نظام الدین بدیوانی کو پہنچا اور علم ظاہری و باطنی علاؤ
ین احمد لے گئے)

ضرت بابا صاحب یہ بھی فرماتے تھے۔

Marfat.com

علم سینہ من در ذات شیخ نظام الدین بدیوانی وعلم دل من وذات شیخ علاء الدین احمد سرایت کردہ۔" (انوار العارفین، فارسی ص ۲۹۹)

(میرے سینے کے علم نے شیخ نظام الدین بدیوانی کی ذات میں اور میرے دل کے علم نے شیخ علاؤالدین علی احمد صابر کی ذات میں سرایت کی ہے۔)

آپ کی ولایت کا تعلق ولایت موسیٰ سے ہے اور قلب آپ کا قلب اسرافیل علیہ السلام پر واقع ہوا تھا۔ آپ طریقت میں حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ سے مناسبت رکھتے ہیں۔

خوراک: آپ روزے بکثرت رکھتے تھے۔ پانی میں ابلے ہوئے گولر بغیر نمک ملا کھاتے تھے۔

پوشاک: آپ صرف تہہ بند باندھتے تھے اور رنگین خرقہ گل ارمنی کا پہنتے تھے۔ جوتا نہیں پہنتے تھے۔

مقبولیت: آپ کو بارگاہ ایزدی میں مقبولیت حاصل تھی۔ آپ کی دعا قبول ہوتی تھی آپ جو کچھ فرماتے ویسا ہی ہوتا۔

شعر وشاعری: آپ کو شعر وشاعری کا شوق تھا، فارسی میں آپ کا تخلص "احمد" ہے۔ ہندی میں آپ کا تخلص کہیں "صابر" ہے اور کہیں "علاؤالدین"۔

آپ کا ایک شعر جس میں "صابر" تخلص استعمال کیا ہے حسب ذیل ہے۔

اس طرح ڈوب اس میں اے صابر
کہ بجز، ہو کے غیر ہو، نہ رہے

آپ کا یہ شعر جس میں "علاؤالدین" تخلص استعمال کیا ہے حسب ذیل ہے۔

یہ تن ہروا یکھ تھا تیں بول کردیں
گنے میں گڑ پرکھ لو کہیں علاؤ الدین

آپ کی مشہور غزل حسب ذیل ہے۔

امروز شاہ شاہاں مہماں شدست مارا
جبرئیل با ملائک درباں شدست مارا
درجلوہ گاہ وحدت کثرت کجا بگنجد
مژدہ ہزار عالم یکساں شدست مارا
ماخانہ جہاں را بسیار سیرکردیم
اے شیخ بت پرستی ایماں شدست مارا
در محفل گدایاں مرسل کجا بگنجد
بے برگ و بے نوائی ساماں شدست مارا
احمد بہشت و دوزخ بر عاشقاں حرام است
ایں را رضائے جاناں رضواں شدست مارا

کشف و کرامات: آپ کی بد دعا سے کلیر ویران ہوا، دور دور تک آبادی کا نشان نہیں رہا۔ حسن قوال کو چند گولر دے کر رخصت فرمایا۔ گولر لے کر وہ حضرت بابا صاحب کی خدمت میں اجودھن میں حاضر ہوا۔ حضرت بابا صاحب نے وہ گولر حاضرین کو تقسیم فرمائے، جس نے بھی وہ گولر کھائے اس کی کثافت دور ہوئی، اس کو نور باطن حاصل ہوا، حضرت شمس الدین ترک پانی پتی جب آپ کی خدمت میں تھے تو دن میں کئی بار اندھے اور کئی بار لنگڑے ہوتے۔ جب آپ فرماتے "شمس الدین! کیا لنگڑا ہو گیا ہے جو چلا نہیں جاتا۔" وہ فوراً لنگڑے ہو جاتے۔ اور جب آپ فرمایا "شمس الدین کیا اندھا ہو گیا۔" وہ فوراً اندھے ہو جاتے۔

آپ ہر مرتبہ ان کے لئے دعا فرماتے اور وہ آپ کی دعا سے پھر اچھے ہو جاتے۔

Marfat.com

باب ۱۳

حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی

حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی پیشوائے اہل تمکین ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت امام ابوحنیفہ پر منتہی ہوتا ہے۔(سیر الاولیاء، فارسی ص ۱۷۸)

نام: آپ کا نام جمال الدین ہے۔

بیعت وخلافت: آپ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

پیر ومرشد کی شفقت: حضرت بابا فرید صاحب آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔آپ کی خاطر بارہ سال ہانسی میں رہے (سیر الاولیاء، فارسی ص ۱۷۸) کبھی آپ کے متعلق فرماتے تھے۔

''جمال جمال ماست'' (جمال ہمارا جمال ہے) (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۱۴۲)

اور کبھی فرماتے تھے کہ:

''جمال میخو ہم کہ گرد سر تو بگردم۔'' (سیر الاولیاء، فارسی ص ۱۷۸)

(جمال چاہتا ہوں کہ تیرے گرد طواف کروں)

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر جب کسی کو خلافت نامہ عطا فرماتے اس شخص کو تاکید فرماتے کہ ہانسی جا کر آپ (شیخ جمالؒ) سے مہر لگواؤ۔اگر آپ مہر لگا دیتے تو اس کا خلافت نامہ مستند سمجھا جاتا۔اور اگر آپ مہر نہیں لگاتے تو حضرت بابا صاحب بھی قبول نہ فرماتے اور صاف کہہ دیتے کہ:

''پارہ کردہ جمال را نتوانیم درخت۔'' (سیر الاولیاء، فارسی ص ۱۷۹)

(جمال کے پارہ کئے ہوئے کو ہم نہیں سی سکتے)

عبادت وریاضت: آپ کے یہاں ایک کنیز تھی۔وہ پاک دامن خاتون تھیں۔حضرت

بابا فرید الدین گنج شکر ان کو ''مادر مومناں'' کہہ کر پکارتے تھے۔ایک مرتبہ وہ حضرت بابا صاحب کے پاس ہانسی سے آئیں۔حضرت بابا صاحب نے ان سے دریافت کیا۔

''مادر مومناں! جمال ما چہ می کند''

(مادر مومناں! ہمارا جمال کیا کرتا ہے۔)

مادر مومناں نے عرض کیا کہ جس روز سے وہ ان (حضرت بابا صاحب) سے ملے ہیں۔انہوں نے گاؤں، اسباب، جائداد اور شغل خطابت کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ فاقہ کشی اور محنت پر کمر باندھی ہے۔

حضرت بابا صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے انہون نے قبول فرمایا

(سیر الاولیاء، فارسی، ۱۸۱)

''الحمد اللہ، خوش می باشد''

(الحمد اللہ، کیا ہی اچھا ہے)

شادی اور اولاد: آپ کے ایک صاحبزادے دیوانے ہو گئے تھے۔حضرت نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کبھی کبھی ہوش میں آتے اور ایسی باتیں کرتے گویا بالکل اچھے ہیں۔ایک دن جب ہوش میں آئے تو انہوں نے فرمایا۔

اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ اِلَّا کُبَر

(علم اللہ کا بہت بڑا حجاب ہے)

اس کلام کی وضاحت انہوں نے اس طرح کی کہ

''علم دون حق است و ہر چہ دون حق است حجاب حق است'' (سیر الاولیاء، فارسی ص ۱۸۴)

(علم غیر حق ہے اور جو کچھ غیر حق ہے وہی حجاب حق ہے)

حضرت نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ

''میں سمجھ گیا کہ یہ حقیقی مجذوب ہیں۔''

Marfat.com

دوسرے فرزند شیخ برہان الدین صوفی آپ کے وصال کے وقت کم سن تھے حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے آپ کے حال پر نہایت لطف و کرم فرمایا۔ نعمت فقر جو ان کے والد کو دی تھی، ان کو بھی سرفراز فرمایا، ان کو خرقہ خلافت مصلا اور عصا عنایت فرمائی اور ان کو ہدایت فرمائی کہ کچھ مدت حضرت نظام الدین اولیاء کی خدمت بابرکت میں رہیں

وفات: آپ نے ۶۵۹ھ میں وصال فرمایا۔ مزار آپ کا ہانسی میں واقع ہے۔

سیرت: آپ ایک اچھے خطیب تھے۔ حضرت بابا صاحب کی خدمت میں پیوست ہونے کے بعد خطابت چھوڑ دی تھی۔ فقر و فاقہ کو تاج و تخت پر فوقیت دیتے تھے۔ علم ترک و تجرید آپ کا شعار تھا۔ آپ کمالات ظاہری و باطنی میں بے نظیر تھے۔

بے قراری: ایک روز آپ نے حسب ذیل حدیث سنی

اَلْقَبْرُ رَوْضَةً مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَز حُفْرَةً مِّنْ حُفَرَةِ النِّسِيْرَان.

(قبر جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اور دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔)

اس حدیث شریف سے آپ بہت متاثر ہوئے۔ آپ بے چین و بے قرار رہنے لگے۔

علمی ذوق: آپ ایک اچھے عالم بھی تھے۔ آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ ''ملہمات'' آپ کی مشہور کتاب ہے۔

شعر و شاعری: آپ شاعر بھی تھے۔

تعلیم: آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کامل میں چند صفات کا ہونا ضروری ہے جس میں وہ صفات نہ ہوں وہ فقیر کامل نہیں کہا جا سکتا۔ ان صفات کے متعلق جن کا فقیر کامل میں ہونا ضروری ہے آپ فرماتے ہیں۔

''فقر ایک خلق شریف ہے جس سے صلاح، عفت، زہد، ورع، تقوی، طاعت عبادت، جوع، فاقہ، مسکنت، قناعت، مروت، فتوت، دیانت و صیانت، امانت، سہر، تہجد خضوع، خشوع، تذلل، توا[illegible] تحمل، کظم، عفو، اغماض، اشفاق، انفاق، ایثار، اطعام، اکرام

حسان، اعراض، اخلاص، انقطاع، انفصال، صدق، صبر، سکوت، حلم، رضا، حیا، بذل، جود، سخاوت، خشیت، خوف، رجا، ریاضت، مجاہدہ، مراقبہ، موافقت، مرافقت، مداومت، معاملت، توحید، تہذیب، تجرید، تفرید، سکوت، وقار، مدارات، مواسات، عنایت، رعایت، شفقت، شفاعت، لطف، کرم، تفقد، شکر، فکر، ذکر، حرمت، ادب، اعتصام، احترام، طلب، رغبت، غیرت، عبرت، بصیرت، تیقظ، حکمت، حسبت، ہمت، معرفت، حقیقت، خدمت، تسلیم، تفویض، توکل، تبتل، یقین، ثقت، غنا، استقامت، اور حسن خلق پیدا ہوتا ہے۔ پس ان صفات کا ہونا ضروری ہے۔

درود شریف: آپ نماز شام کی سنت سے متصل دو رکعت صلوۃ البروج پڑھتے تھے اور ہر فرض سے متصل ایۃ الکرسی پڑھتے تھے۔ (سیر الاولیاء، فارسی، ص ۱۸۲)

کرامت: ایک گاؤں میں آپ کی ایک شخص نے دعوت کی۔ کھانے سے فارغ ہو کر آپ نے اجازت چاہی۔ میزبان نے کہا جب تک بارش نہیں ہو گی نہ جانے دوں گا۔ اس سال بارش نہیں ہوئی تھی اور قحط کے آثار نمایاں تھے۔ میزبان کے اصرار پر آپ وہیں بیٹھ گئے۔ اسی رات کو خوب بارش ہوئی۔ آپ گھوڑے پر ہانسی واپس تشریف لائے۔ (سیرہ الاولیاء، فارسی ص ۱۸۲)

Marfat.com

مردِ خدا شاد بُود زیر دَلق
مردِ خُدا گنج بُود درخراب
مردِ خدا بحر بود بیکراں
مرد خدا قطرہ بود بے سحاب

حصہ سوم

Marfat.com

باب ۱۴

حضرت خواجہ شمس الدین ترک

حضرت خواجہ شمس الدین ترک محرمِ حریمِ جلاں ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کے آباؤ اجداد ترک کے رہنے والے تھے۔ آپ خاندان سادات سے تھے (سیر الاولیاء، فارسی ص ۱۸۵) آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے، آپ علوی ہیں۔

والد: آپ کے والد کا نام سید احمد ہے۔

نسب نامہ پدری: آپ کا نسب نامہ پدری حسب ذیل ہے شمس الدین ترک ابن سید احمد ابن سید عبدالمومن ابن سید عبدالملک ابن سید سیف الدین ابن خواجہ درعنا ابن باباقر عنا:

(سیر الاقطاب، فارسی، ص ۱۸۵، ۱۸۶)

ولادت: آپ ترکستان میں پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا نام شمش الدین ہے۔ آپ کو شمس الدین ترک بھی کہتے ہیں۔

خطابات: آپ کا خطاب ''مشکل کشا'' ہے (سیر الاقطاب، فارسی، ص ۱۸۵)

''مشکل کشا'' کے خطاب سے آپ کے پکارے جانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے نام میں یہ تاثیر ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کا اسم مبارک کسی مشکل یا مہم کے واسطے ایک لاکھ مرتبہ پڑھے تو آپ کے نام کی برکت سے اس کا کام پورا ہو جائے گا۔ پڑھنے کی ترکیب یہ بتائی جاتی ہے کہ پہلے وضو کرنا چاہیے اور پھر صدق و اخلاق سے ''یا شمس الدین ترک'' ایک لاکھ مرتبہ پڑھنا چاہیے۔ اگر تنہا نہ پڑھ سکے تو اوروں کو شریک کرے۔

لقب: آپ ''شمس الاولیاء'' کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔

تعلیم و تربیت: آپ کی تعلیم و تربیت ترکستان میں ہوئی۔ آپ نے بہت جلد تفسیر،

Marfat.com

حدیث، فقہ، ریاضی، منطق ہیت، ہندسہ میں قابلیت حاصل کی جلد ہی علم معقول و منقول سے فارغ ہوکر علم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ (مراۃ الاسرار)

تلاش حق: تلاش حق کے جذبے سے متاثر ہوکر آپ نے اپنے وطن عزیز کو خیر باد کہا۔ اول ترکستان کی سیر وسیاحت فرمائی۔ جب وہاں کوئی مرشد کامل نہیں ملا تو ماوَالنہر تشریف لائے وہاں بہت سے بزرگوں سے ملے لیکن آپ کو تسکین نہیں ہوئی۔

ہندوستان میں آمد: ماوراالنہر سے ملتان تشریف لائے۔ ملتان سے اجودھن آئے اور حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ آپ نے کچھ عرصہ حضرت بابا گنج شکرؒ کی خدمت بابرکت میں رہ کر فیوض و برکات باطنی حاصل کئے۔

بیعت وخلافت: حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا (سیر الاقطاب، فارسی، ص ۱۸۶) اور آپ سے فرمایا کہ ان کا حصہ دوسرے مرشد کے پاس ہے۔ حضرت بابا صاحب نے آپ کو بتایا کہ: (سیر الاقطاب، فارسی، ۱۸۶)

''حصول نعمت وکمال تو موقوف بر مرشد و دیگر است''

(تمہارا حصول نعمت وکمال دوسرے مرشد پر موقوف ہے)

آپ کو حضرت علاؤالدین احمد صابرؒ کی خدمت میں کلیر روانہ کیا۔

حضرت مخدوم علاؤالدین احمد صابرؒ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا۔

''اے شمس الدین! تو میرا فرزند ہے۔ میں نے خدا سے چاہا کہ میرا سلسلہ تجھ سے جاری ہو اور قیامت تک رہے۔''

آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا۔ کلاہ چہارترکی آپ کے سر پر رکھی۔ مقراض آپ کے سر پر گھمائی۔ آپ گیارہ سال تک اپنے پیر ومرشد کی خدمت میں رہے۔ پیر ومرشد کو وضو کرانے کی خدمت آپ کے سپرد تھی۔ حضرت نے خرقہ خلافت آپ کو عطا فرمایا اور اسم اعظم جو سینہ بسینہ چلا آتا تھا آپ کو تعلیم کیا۔

Marfat.com

پیرومرشد کی ہدایت: آپ کے پیرومرشد نے آپ کو رخصت کرتے وقت آپ کو ہدایت فرمائی کہ پانی پت میں مستقل سکونت اختیار کریں کیوں کہ پانی پت کی ولایت ان کے سپرد کی گئی ہے اور ان کے وصال کے بعد تین دن سے زیادہ کلیر میں نہ رہیں۔

درخواست: آپ نے اپنے پیرومرشد سے عرض کیا کہ ابھی اتنی لیاقت نہیں ہے کہ کار منصبی کو سنبھال سکیں۔ اگر اجازت ہو تو کچھ دن ملازمت کر لیں۔ حضرت مخدوم نے درخواست منظور فرمائی۔

دوسری بات آپ نے اپنے پیر روشن ضمیر سے یہ عرض کی کہ پانی پت کے شاہ ولایت حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر ہیں۔ ان سے ان کی کیسے بنے گی۔ حضرت مخدوم نے فرمایا کہ فکر کی کوئی بات نہیں۔ ان کے پانی پت پہنچنے پر وہ دوسری جگہ چلے جائیں گے۔

ملازمت: اپنے پیرودستگیر سے رخصت ہو کر آپ سلطان غیاث الدین بلبن کے لشکر میں ملازم ہو گئے (سیر الاقطاب، فارسی، ۱۸۶) ریاضت، عبادت اور مجاہدہ کے ساتھ ساتھ آپ اپنے فرائض کو بھی بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔ آپ اپنا حال کسی پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ باوجود امارت واعزاز کے فقر وفاقہ میں گزارتے تھے۔

استعفیٰ: آپ سے جب کرامت کا ظہور ہوا اور سلطان بلبن اور لشکر والے آپ کے حال سے خبردار ہوئے تو آپ ملازمت سے مستعفیٰ ہو کر کلیر آ گئے۔

پانی پت میں آمد: اپنے پیرومرشد کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہو کر چوتھے روز آپ پانی پت روانہ ہو گئے پانی پت پہنچ کر آپ نے ایک دیوار کے سائے کے نیچے قیام فرمایا۔ حضرت شیخ شرف الدین ابوعلی قلندرؒ کو بنور باطن آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی۔

رمز وکنایہ: آپ نے دودھ سے بھرا ہوا ایک پیالہ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندرؒ کی خدمت میں بھیجا اور اپنا سلام کہلوایا حضرت بوعلی قلندرؒ کی خدمت میں جب وہ دودھ بھرا پیالا لایا گیا، وہ مسکرائے اور انہوں نے جو گلاب کا پھول ان کے پاس رکھا تھا اس دودھ

Marfat.com

بھرے پیالے پر رکھ کر پیالہ واپس کر دیا۔ اور اپنا سلام آپ کو کہلوایا۔ جب وہ دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت میں واپس لایا گیا تو آپ بھی مسکرائے۔

حاضرین حیران تھے۔ ان کی سمجھ میں یہ راز و نیاز اور رمز و کنایہ نہ آیا، جب آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مطلب یہ تھا کہ ولایت پانی پت بفرفان میرے پیر و مرشد میرے سپرد ہو چکی ہے دوسرے کی گنجائش نہیں اور حضرت بوعلی قلندرؒ نے جو اس پر پھول رکھ کر واپس کیا تو ان کا مطلب یہ تھا کہ ولایت پانی پت سے ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ وہ پانی پت میں اس طرح رہیں گے جیسے پھول دودھ پر۔

لوگوں نے حضرت بوعلی قلندرؒ سے بھی اس کے متعلق استفسار کیا۔ انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔ (سیر الاقطاب، فارسی ص ۱۸۹)

آپ پانی پت رہتے رہے۔ کار ولایت انجام دیتے رہے۔ کچھ ہی دنوں کے بعد حضرت بوعلی قلندرؒ پانی پت کی حدود سے باہر تشریف لے گئے۔

شادی و اولاد: آپ نے ترکستان میں شادی کی تھی۔ آپ کے صاحب زادے کا نام سید احمد حوار ہے۔ آپ تن تنہا ہندوستان تشریف لائے تھے۔ (سیر الاقطاب، فارسی، ۱۹۶)

وفات: آپ نے ۱۵ جمادی الثنای ۷۱۶ھ کو اس دار فانی سے سفر دار الاخرت فرمایا مزار مبارک پانی پت میں حاجت روائے خلق ہے۔

(بعض نے آپ کی تاریخ وفات ۱۰ شعبان اور بعض نے ۱۹ شعبان لکھی ہے)

خلیفہ: حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء آپ کے خلیفہ ہیں۔

سیرت پاک: آپ صاحب عظمت و ولایت تھے۔ علم ظاہری و باطنی میں اپنی مثال آپ تھے۔ زہد و تقوی آپ کا مشہور تھا۔ ترک و تجرید، ریاضت، مجاہدہ اور عبادت میں بے نظیر تھے۔ وضع قطع سے قلندر معلوم ہوتے تھے اور قلندروں کا سا لباس چرمی پہنتے تھے۔ جو کچھ زبان سے فرماتے ویسا ہی ہو جاتا تھا۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت مخدوم صابر کلیریؒ

آپ کے متعلق فرمایا

"شمس ماوراالاولیاء چوں شمس است" (سیر القطاب، فارسی ص ۱۸۵)

(ہمارا شمس اولیاء میں سورج کی طرح ہے)

کشف و کرامات: ہندوستان میں آنے سے قبل آپ سے ترکستان میں ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ کے سید ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ وہ شخص آپ کے جواب سے مطمئن نہیں ہوا آپ کو غصہ آیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کہا جاتا ہے کہ سید کا بال آگ میں نہیں جلتا، آگ میں چل کر دیکھیں کہ ہم میں سے کون سید ہے۔ آگ روشن کی گئی۔ آپ آگ میں کود گئے۔ آپ کا لباس تک آگ سے محفوظ رہا۔ آپ نے اس شخص کو جو اپنے آپ کو سید کہتا تھا۔ اور جس نے آپ سے سوال کیا تھا آواز دی۔ وہ شخص آگ کے نزدیک ہی آیا تھا کہ آگ کے ایک شعلے نے اس کے کپڑے جلا دئے۔ آپ تنور سے جس میں آگ روشن تھی، نکل کر باہر تشریف لائے اور اس کے کپڑوں کی آگ بجھائی، حاضرین کو آپ کے سید ہونے کا پورا پورا یقین ہو گیا۔

سلطان غیاث الدین بلبن نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا۔ آپ شاہی لشکر کے ساتھ تھے۔ قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ لیکن محاصرہ بدستور جاری رہا۔ ایک رات آندھی اور بارش کے طوفان سے لشکر والوں کے خیمے گر پڑے۔ ہر طرف اندھیرا ہو گیا۔ آگ بجھ گئی۔ ایک بہشتی لوٹا لے کر سلطان بلبن کے وضو کیلئے پانی گرم کرنے کے واسطے آگ تلاش کرنے نکلا۔ اس کی نگاہ آپ کے خیمے پر پڑی کہ بدستور قائم تھا۔ وہ خیمہ میں داخل ہوا تو دیکھا چراغ روشن ہے اور آپ قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول تھے۔ وہ بہشتی خیمہ میں جا کر خاموش کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اگر آگ چاہیے تو لے جاؤ اس بہشتی نے لکڑی سلگائی اور واپس چلا گیا۔

دوسرے روز وہ پھر آیا لیکن آپ کو خیمہ میں نہ پایا۔ وہاں سے تالاب پر پانی

Marfat.com

بھرنے جو گیا تو کیا دیکھا ہے کہ آپ وضو کر رہے ہیں۔ وہ ایک طرف چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ آپ کے جانے کے بعد اس نے مشک بھری تو پانی کو خوب گرم پایا۔ اس کو سخت حیرانی ہوئی اگلے روز علی الصبح آپ کے پہنچنے سے قبل وہ تالاب پر گیا، پانی کو سرد پایا، وہ ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا، تھوڑی دیر بعد آپ تشریف لائے اور وضو کیا، آپ کے جانے کے بعد اس نے جو مشک بھری تو پانی گرم تھا۔ اب اس کو یقین ہو گیا کہ یہ سب آپ کی برکت کا نتیجہ ہے۔

اس نے سلطان بلبن سے ذکر کیا۔ سلطان بلبن اس سقہ کو ہمراہ لے کر اس تالاب پر پہنچا۔ پانی کو سرد پایا، سلطان بلبن اور وہ سقہ ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گئے۔ آپ تالاب پر تشریف لائے اور وضو کیا۔ آپ کے جانے کے بعد سلطان بلبن نے جو تالاب پر جا کر دیکھا تو پانی گرم پایا۔ اس کو کامل یقین ہو گیا کہ آپ کامل درویش ہیں۔

سلطان بلبن آپ کے خیمہ میں گیا، آداب بجا لایا، آپ سے دعا کا طالب ہوا آپ نے دعا کی اور قلعہ فتح ہوا۔

باب ۱۵

حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری

حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری کا شمار مشائخ کبار میں ہوتا ہے۔

والد ماجد: آپ محمد یحییٰ منیری کے فرزند ہیں۔

نام: آپ کا نام احمد یحییٰ ہے جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں۔

(سہ صدی مکتوبات (فرمودہ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ، فارسی ص ۴۱۸، ۴۸۰)

''یار قدیم امام نظام الدین سلام وتحیت از فقیر حقیر احمد یحییٰ منیری الملقب بشرف مطالعہ کند''

القاب: آپ کا لقب ''شرف'' ہے آپ شرف الدین کے لقب سے بھی پکارے جاتے ہیں آپ کو شرف الاولیاء کے لقب سے بھی پکارا جاتا ہے۔

دہلی میں آمد: آپ حضرت نظام الدین اولیاء کا شہرہ سن کر بیعت کی غرض سے دہلی آئے، لیکن آپ کے دہلی پہنچنے سے قبل حضرت نظام الدین اولیاء وصال فرما چکے تھے۔

(سہ صدی مکتوبات (فرمودہ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ، فارسی ص ۴۱۸، ۴۸۰)

بیعت وخلافت: آپ جب دہلی پہنچے تو حضرت نظام الدین اولیاء کی وفات کا حال معلوم ہو کر آپ کو سخت مایوسی ہوئی۔ ایک روز آپ ارادت کی نیت سے حضرت شیخ نجیب الدین فردوسی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ نجیب الدین فردوسی مرید و خلیفہ اعظم حضرت شیخ رکن الدین فردوسی کے ہیں۔

''حضرت شیخ نجیب الدین فردوسی نے فرمایا کہ

''شرفا! بیا۔ از برائے تو زمانے است پیش از ما سالہائے سال مشتاقات تو بودیم و انتظار تو می نمودیم'' (اخیار الاخیاء، اردو ترجمہ ص ۲۵۸)

اے شرف۔ آؤ۔ ہم تمہارے بہت عرصہ سے مشتاق ہیں اور تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

Marfat.com

اسی وقت حضرت شیخ نجیب الدین فردوسی نے آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا۔ خلافت آپ کو عطا فرمایا اور تبرکات پیران عظام جوان کے پاس بطور امانت کے آپ کے واسطے رکھے ہوئے تھے آپ کے سپرد فرمائے۔

پیر و مرشد کی خدمت میں تحفہ: ایک دن آپ نے اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں اکسیر پیش کی حضرت شیخ نجیب الدین فرودسی نے آپ کا امتحان لینے کی غرض سے اس کو پانی میں ڈال دیا۔ (کلمات الصادقین)

خلاصی: آپ کو اس بات سے بجائے رنج ہونے کے خوشی ہوئی آپ نے اپنے پیر و مرشد سے عرض کیا۔ (روضۃ اقطاب، فارسی ص ۵۵)

''اگر چہ ازیں خاک مس زری شدا ما گرانی بر دل من می آورد۔ الحمد اللہ کہ از کند آرزو ہا خلاصی نصیب شد۔''

(اگر چہ اس خاک سے سونا ہو جاتا تھا۔ مگر میرے دل پر اس سے گرانی ہوتی تھی۔ الحمد اللہ کہ کند آرزوں سے خلاصی نصیب ہوئی۔

پیر و مرشد کا عطیہ: آپ کے پیر و مرشد یہ کلمات سن کر خوش ہوئے اور انہوں نے چند حروف لکھ کر آپ کو دیئے۔ جب آپ نے اس عبارت پر نگاہ ڈالی تو ہر چیز زمین کی آپ پر مکشوف ہوئی۔

التجا: آپ نے اس کاغذ کو چوما اور اپنے پیر و مرشد کے سامنے رکھ دیا۔ آپ کے پیر و مرشد نے اس کی وجہ دریافت کی۔ آپ نے عرض کیا کہ یہ تو اس کو دیجئے جو اس کا خواہش مند ہو۔ آپ کے پیر و مرشد آپ کی اس بے نیازی سے بہت خوش ہوئے اور آپ کی ترقی و درجات کے واسطے دعا فرمائی۔

پیر و مرشد کی وصیت: آپ کے پیر و مرشد نے آپ سے فرمایا کہ ''بقائے من برارادت تو موقوف بود'' (میری زندگی تمہاری ارادت پر موقوف تھی) (روضۃ الاقطاب، فارسی ص ۵۸)

Marfat.com

آپ کو خدا کے سپرد کیا اور چلتے وقت یہ وصیت فرمائی کہ جب ان کی وفات کی خبر ان (حضرت شرف الدین یحییٰ) کو معلوم ہو تو وہ بہت جلد اس طرف واپس آئیں۔

پیرومرشد کی وفات: اپنے پیرومرشد سے رخصت ہو کر آپ روانہ ہوئے۔ کچھ دور ہی گئے ہوں گے کہ آپ نے پیرومرشد کے مکان سے رونے پیٹنے کی آواز سنی جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ آپ کے پیرومرشد نے اس عالم فانی سے پردہ فرمالیا تو آپ اپنے پیرومرشد کے مکان پر پیرومرشد کے وصیت کے مطابق واپس آئے۔

روانگی: کچھ دن پیرومرشد کے مکان پر قیام کر کے رخصت سفر باندھا آگرہ کے راستے میں ایک جنگل میں مدتوں قیام فرمایا اور عبادت وریاضت ومجاہدے میں مشغول رہے (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۶۵۷)

منیر میں آمد: مدتوں کے بعد آپ اپنے وطن منیر پہنچے اور وہاں تادم واپسیں رشد وہدایت فرماتے رہے۔ آخر وہ وقت آگیا کہ آپ نے اس جہان فانی سے سفرِ دار آلاخرت فرمایا۔

خلفاء: آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں۔

شیخ مظفر بلخی، شمس الدین

سیرت مبارک: آپ جامع العلوم ظاہری وباطنی تھے ترک وتجرید میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ نے مدتوں صحرانوردی کی، عبادت، ریاضت، مجاہدہ، صبر وتحمل، جود وسخا، توکل و قناعت میں یکتا تھے۔

آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں ''آداب المریدین'' پر بھی آپ نے شرح تحریر فرمائی ہے۔ آپ کے مکتوبات بہت مشہور ہیں۔ اور آپ کی کتابوں کے مقابلے میں زیادہ مقبول ہیں۔

تعلیمات: آپ کے مکتوبات تصوف وعرفان کا بیش بہا خزانہ ہیں آپ نے اپنے بعض مریدوں کو مکتوبات کے ذریعے تعلیم فرمائی۔

Marfat.com

طلب طریقت: آپ فرماتے ہیں (سہ ۳ صدی مکتوبات، فارسی، ص ۶۴)

جو کوئی اس راہ کی طلب میں ہو اس کو چاہیے کہ شریعت سے سرمایہ بنائے اس وقت تک کہ وہ شریعت سے طریقت میں راہ پائے اور جب طریقت میں راہ پائے طریقت سے حقیقت میں قدم نہیں رکھ سکتا جو ابھی تک شریعت سے واقف نہیں۔ اس کی طریقت کہاں ملاقات اور جس کی طریقت سے ملاقات نہیں اس بے چارے کا حقیقت میں کیا گزر ہو اور اس کا کیا کام..... جاننا چاہیے کہ جو کوئی بے معرفت و بے شریعت اس راہ میں قدم رکھے، بیم ہلاکت کا ہو اور کسی مرتبے پر نہ پہنچے.....''

عبادت: آپ فرماتے ہیں۔

''عبادت اولیاء کا سرمایہ ہے، اتقیاء کا پیرانہ ہے، مردوں کی حرفت ہے صاحب ہمت کا پیشہ ہے۔ عمر کا فائدہ ہے۔ علم کا ثمرہ ہے۔ خداوندان بصیرت کا طریقہ اور راہ سعادت و جنت ہے۔'' (۳ سہ صدی مکتوبات، فارسی ص ۹۹)

کار خداوند جل وعلا: آپ فرماتے ہیں (سہ ۳ صدی مکتوبات، فارسی، ص ۳۰۲)

''.....اپنے کام میں مردانہ وار مشغول رہنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ شدائد امتحان، کثرت ابتلاء اور گوناگوں امتحان کی وجہ سے جو سالک کے راستے میں آتے ہیں۔ اس کے کام میں قصور و فتور واقع ہو..... خداوند جل وعلا کا کام ایک روش پر نہیں ہے۔ یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ حق سبحانہ تعالیٰ بندے کو کس راستے سے اقبال و فتوح عطا کرے گا نعمت کے راستے عطا کے راستے سے یا بلا کے راستے سے.....''

اقوال: ☆ ربوبیت کے اسرار غیر معلومہ ہیں۔ اگر بندے پر کل احوال ایک ہی طرح سے جاری ہوں تو بندے کا علم ربوبیت کو گھیر لے اور اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے ساتھ گم نہیں جا سکتا۔

☆ انسانیت کی حقیقت ہی الوہیت کے راز حقیقت کی مظہر و آئینہ دار ہے۔

Marfat.com

☆راہ توحید جو مردوں کا دین ہے ایک دریائے محیط ہے وہاں علم وعقل غرق ہیں، لکھنا کہاں بات کرنا کہاں جو کوئی اس دریا میں گرا گویا عالم حیرت میں ڈوب گیا۔

☆مرید کے مراتب میں سے پہلا مرتبہ راہ شریعت ہے۔

☆ تجرید وتفرید مرید کے لئے ضروری ہے۔ تجرید علائق وخلائق سے اور نفرید خود ہے۔

اوراد ووظائف: ذیل میں آپ کے بتائے ہوئے اوراد ووظائف پیش کئے جاتے ہیں۔

حاجت پوری ہونے کے واسطے: صبح کی سنت وفرضوں کے درمیان اکتالیس بار سورہ فاتحہ پڑھنا چاہیے۔ (سہ۳صدی مکتوب، فارسی، ۹۹)

برائے دفع شر: سورہ تبت یدا: ایک ہزار بار پڑھنا چاہیے (سہ۳صدی مکتوب، فارسی، ۹۹)

قضائے حاجت کے واسطے: سورہ انعام اکتالیس بار پڑھے سات ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنا بھی مفید ہے (سہ۳صدی مکتوب، فارسی، ۹۹)

مشکل کام کے واسطے

عشاء کی نماز کے بعد سو بار یَا فَتَّاحُ پڑھے۔

برائے دفع تنگی معاش

ہر رات کو سورہ جمعہ پڑھے۔

مناجات

آپ کی مشہور مناجات حسب ذیل ہیں (سہ۳صدی مکتوبات، فارسی ص ۵۵۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی انتربی وقوتی وانا عاجز الٰہی انت مالک وانا مملوک الٰہی، عاجز ترین عاجز انم الٰہی جاہل ترین جاہلانم الٰہی نمید انم تا چگونہ رضائے تو جویم الٰہی نمید انم تا چہ گویم الٰہی عجز و درماندگی من تو می بینی الٰہی حاجت من تو میدانی الٰہی من بے چارہ عاجز ہیچ حیلہ وقوت ووسیلہ ندارم، وانچہ جز تست ازاں بیزارم۔

الٰہی منم ضعیف درماندہ راومنم نحیف درہائے راندہ راومنم مدہوش سیاہ کار گناہ گار
راومنم بدکردار راومنم پذیرندہ فرمان شیطان راومنم استاد مکتب عاصیاں راومنم مدہوش
سرگشتہ راومنم عہد شکن خودکام راومنم گندم نمائے جوفروش راومنم زنار ارخرقہ پوش راومنم
سیاہ رونامہ سیاہ ومن منافق بتاہکارا بفضل عمیم وبہ لطف قدیم از بند نفس امارہ۔
خلاصی دہ وتوبہ نصوحا عطا کن کہ طاعت حضرت عدل تو ندارم
الٰہی مرا توفیق کہ ترا پرستم کہ بے توفیق تو ترا نتواں شناخت
الٰہی مرا تعریف دہ کہ ترا پرستم کہ بے تعریف تو ترا نتواں شناخت
الٰہی ضائع کردم عمر خویش بداں چیز کہ رضائے تو بنود ومن ندانستم ازاں توبہ کردم وبیزار گشتم۔
اے دستگیر ہر شکستہ دائے دلیل ہر درماندہ دائے فریادرس ہر دشوارہ
رائے چارہ ساز بے چارگاں دائے قبول کنندہ توبہ عاصیاں ودائے پرندہ
گریختگاں اے حلیمے کہ حلم تو مارا گستاخ کرد۔
اے رحیمے کہ رحم تو مارا بیباک گردانیدا، ایں گستاخ وبیباکی ارنا عفو
کن واز خلعیت معرفت ہمہ اعضائے مارا بپوشان
الٰہی بحق تہلیل وتسبیح وتحمید وتمجید جملہ روحانیاں وکروبیان
الٰہی بحرمت عابداں وزاہداں
الٰہی بحرمت خاصگان درگاہ تو
الٰہی بحرمت لواحقاں حضرت تو
الٰہی بحرمت غریباں وشہادت جواناں
الٰہی بحرمت آب ودیدہ عاصیاں
الٰہی بحرفت عفو تو کہ بر عاصیاں درگاتست
الٰہی بحرمت عز وجلال تو

Marfat.com

الٰہی بحرمت وعظمت کمال تو کہ حاجات من و جملہ مسلمانان روا کنی و ایمان مارا اور دینا و اخرت برما ارزانی داری

الٰہی چوداں حجرہ تنگ وتاریخ بے شمع مارا مبتلا کنی ایمان راچراغ لحد گردانی۔

لا اِلٰـہَ اِلَّا مـعبود الا اللّٰہ لا محبوب الا اللّٰہ لَا مطلوب اِلَّا اللّٰہ لَا مقصود اِلَّا اللّٰہ لَا موجُود اِلَّا اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ وَاَشْھَدَ اَنَّ مُحَمَّدًا عبـدہ ورسـولـہ صـلـی اللـہ عـلـی خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحابہ جمعین برحمتک یا اَرحم الرَّاحمین

Marfat.com

باب ۱۶

حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر

حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر صاحب جذب وصاحب کرامت تھے اولیائے نامدار میں سے ہیں۔

خاندانی حالات: آپ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفی کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ اور حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی خالہ زاد بھائی تھے۔(سیر الاقطاب، فارسی ص ۱۹۰)

والد: آپ کے والد کا نام فخر الدین تھا۔

والدہ: آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ ہے اور بعض کا خیال ہے کہ بی بی حافظہ جمال ہے۔

ولادت: آپ پانی پت میں پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا نام شرف الدین ہے۔

بوعلی قلندر کہلانے کی وجہ تسمیہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب آپ کو دریا سے باہر نکالا آپ اسی وقت سے مست الست ہو گئے اور اسی دن سے شرف الدین بوعلی قلندر کہلانے لگے۔

تعلیم: آپ نے اکتساب علم میں بہت کوشش کی۔ حدیث فقہ، صرف ونحو، تفسیر میں اعلیٰ قابلیت حاصل کی، فارسی زبان میں عبور تھا۔ آپ نے جلد ہی تحصیل علوم ظاہری سے فراغت پائی۔

رشد و ہدایت: آپ تعلیم سے فارغ ہو کر رشد و ہدایت میں مشغول ہوئے۔ مسجد قوت الاسلام میں وعظ کہتے تھے اور یہ سلسلہ بارہ سال تک جاری رہا۔

تلاش حق: ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ وعظ فرما رہے تھے کہ مسجد میں ایک درویش آیا او

بآواز بلند یہ کہہ کر چلا گیا کہ ''شرف الدین جس کام کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اس کو بھول گیا ہے کب تک اس قیل وقال میں رہے گا۔''

بیعت وخلافت: آپ کو رہبر کامل کی تلاش ہوئی۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ مرید وخلیفہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اور تعلیم یافتہ حضرت شیخ شہاب الدین کے عاشق تھے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ مرید وخلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ مرید وخلیفہ حضرت نجم الدین قلندر کے تھے۔ بعض کے نزدیک آپ مرید وخلیفہ حضرت شہاب الدین عاشق خدا کے تھے۔ جو مرید وخلیفہ حضرت امام الدین ابدال کے تھے اور وہ مرید وخلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے تھے۔

(مناقب فریدی، سیر الاقطاب، فارسی ص ۱۹۰) (معارج لولایت)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ مرید وخلیفہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے ہیں کہا جاتا ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے آپ کو عصر کے وقت جمنا کے کنارے بیعت سے مشرف فرمایا۔ (اخبار الاخیار اردو ترجمہ، ص ۲۷۱) (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ، ص ۲۷۱)

مجاہدہ وریاضت: آپ نے اپنی کتابیں دریا میں ڈال دیں۔ مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول ہوئے۔ آپ ایک عرصے تک دریا میں کھڑے رہے۔ پنڈلیوں کا گوشت مچھلیاں کھا گئیں۔

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اسی طرح بارہ سال گزر گئے۔ ایک روز غیب سے آواز آئی۔

''شرف الدین! تیری عبادت قبول کی۔ مانگ کیا مانگتا ہے؟۔ دوبارہ پھر آواز آئی کہ:

''اچھا پانی سے تو نکل۔''

آپ نے عرض کیا کہ:

''خود نہیں نکلوں گا تو اپنے ہاتھ سے نکال۔''

Marfat.com

پانی پت میں قیام: آپ پانی پت کے صاحب ولایت تھے اور پانی پت میں رہتے تھے۔

سکونت میں تبدیلی: حضرت شمس الدین ترک پانی پتی کے تشریف لانے پر آپ پانی پت سے باگھوتی چلے گئے۔ وہاں چند سال قیام فرمایا اور پھر بڈھا کھیڑہ میں جا کر رہنے لگے۔

سلطان علاؤالدین خلجی کی نذر عقیدت

سلطان علاؤالدین خلجی آپ کے روحانی تصرفات و کرامات کا شہرہ سن کر آپ کا دل و جان سے شیدا و معتقد ہوا۔ اس نے آپ کی خدمت میں تحائف پیش کرنا چاہیے۔ اس کے امراء آپ (حضرت قلندر صاحب) کی خدمت میں جانے سے گھبراتے تھے۔ ان پر آپ کا ایسا رعب تھا کہ آپ کے پاس جانے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ سلطان علاؤالدین خلجی نے حضرت نظام الدین اولیاء سے اجازت لے کر حضرت امیر خسرو کو تحائف دے کر آپ کی خدمت میں روانہ کیا (شرف المناقب)

حضرت امیر خسرو جب تحائف لے کر آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ

''خسرو ہیڑی گو تجھ ہی کو کہتے ہیں؟''

(خسرو گانے والا تجھ کو ہی کہتے ہیں۔)

حضرت امیر خسرو نے جواب دیا۔

جی ہاں، اسی ناچیز کو کہتے ہیں۔

آپ نے حضرت امیر خسرو سے پھر کلام کی فرمائش کی اور فرمایا:

''از چیز ہائے خود چیزے بگو۔'' (اپنا کچھ کلام سناؤ)

حضرت امیر خسرو نے حسب ذیل غزل آپ کو سنائی (سیرت نظامی ص ۳۶۳)

اے کہ گوئی ہیچ سختی چوں فراق یار نیست
گر امید وصل باشد آں چناں دشوار نیست

Marfat.com

عاشقاں رادرجہاں یکساں نبا شد روزگار
زانکہ ایں انگشتہابردست من ہموار نیست
خلق رابیداری بایدبود رز آب چشم من
ایں عجب کاں وقت میگوئم کہ کس بیدار نیست
یک قدم بر نفس خود نہ داں دگردر کوئے دوست
ہر چہ بینی دوست بین باایں دانت کارنیست
چند میگوئی بروزناربند اے بت پرست
برتن خسرو کدامی رگ کہ آں زنار نیست

آپ یہ غزل سن کر بہت خوش ہوئے اور حضرت امیر خسرو سے فرمایا اے خسرو!" خوش می گوئی، خوش خواہی گفت وخوشتر خواہی رفت" (تذکرہ شمس العارفین صدرالدین محمد ترک بیابانی ص ۱۸)
(اے خسرو خوب کہتے ہو، خوب کہو گے اور خوش جاؤ گے)

آپ نے پھر حضرت امیر خسرو سے کہا کہ تمہارا کلام تو سن لیا اب ہماری بھی ایک غزل سنو۔ (سیرت نظامی ص ۶۲۳)

غزل

دیہم خسرواں برما فعل استراست
خسرو کسے کہ حلقہ و تجرید بر سراست
سیمرغ ــــ دارانہبفتم بقاف عشق
کو عارف کہ منظر اوعرش اکبر است
نخل کلست علم لدنی بعارفاں
ایں عقل علم و حسن فردوست مقرر است
گفتم زعلم و عقل بملکے دگر شوم

Marfat.com

ملکم زعلم و عقل چوں دیدم نزوں تراست
درس شرف بنود بالواح ابجدی
لوح جمال دوست مراد برابر است

.....

حضرت امیر خسرو آپ کی غزل سن کر رونے لگے۔ آپ نے پوچھا "خسرو! روتا کیوں ہے کچھ سمجھا بھی؟"

حضرت امیر خسرو نے جواب دیا کہ:

"اسی وجہ سے روتا ہوں کہ کچھ نہیں سمجھا۔"

آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ امیر خسرو کو تین روز خانقاہ میں مہمان رکھا اور سلطان علاء الدین خلجی کے بھیجے ہوئے تحائف یہ کہہ کر کہ اگر مولانا نظام الدین کا واسطہ درمیان میں نہ ہوتا تو قبول نہ کرتا، از راہ نوازش و کرم قبول فرمایئے۔

حضرت امیر خسرو جب رخصت ہوئے۔ آپ نے دو خط ان کو دیئے اور تاکید فرمائی کہ ایک خط حضرت نظام الدین اولیاء اور دوسرا علاؤ الدین خلجی کو دینا سلطان علاء الدین خلجی کے نام جو خط تھا اس میں تحریر فرمایا کہ:

علاؤ الدین فوطہ دار دہلی مقرر داند کہ با بندگان خدائے تعالیٰ نیکو کند"

علاؤ الدین فوطہ دار کو معلوم ہو کہ بندگان خدا کے ساتھ بھلائی کرے)

سلطان علاؤ الدین خلجی کے امراء نے چہ میگوئیاں کیں کہ بادشاہ کو فوطہ دار لکھنا ادب کے خلاف ہے۔ سلطان علاؤ الدین نے اپنے امراء سے کہا کہ غنیمت ہے کہ انہوں نے اس نام سے یاد تو کیا۔ یہی بہت بڑی بات ہے۔

وفات: آپ ۹ رمضان ۷۲۴ کو بڈھا کھیڑہ میں واصل بحق ہوئے مزار پرانوار پانی پت میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

Marfat.com

مرید: آپ کے ممتاز مرید حسب ذیل ہیں۔ مبارک خاں، اختیارالدین، اور شیخ احمد۔

سیرت: آپ نے تیس سال تک سخت سے سخت مجاہدے کئے۔ ہر وقت عبادت الٰہی میں مشغول و مستغرق رہتے تھے۔ آپ پر جذب الٰہی اس درجہ غالب تھا کہ آپ کو اپنی خبر نہ تھی۔ آپ کو علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل تھا۔ آپ کو مجذوب اولیاء کی صفت میں نمایاں درجہ حاصل ہے۔

قلندرانہ روش اور مجذوب ہونے کے باوجود آپ شریعت کا بہت احترام کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ کی مونچھوں کے بال بڑھ گئے۔

کسی کی ہمت نہ تھی کہ آپ سے کہتا کہ مونچھوں کے بال کٹوا دیں۔ آخر کار مولانا ضیاءالدین سنائی سے نہ رہا گیا۔ مولانا ضیاءالدین سنائیؒ جو شریعت کے حامی تھے۔ اس کو خلاف شریعت سمجھ کر آپ کی داڑھی پکڑی اور قینچی ہاتھ میں لے کر آپ کی مونچھوں کے بال کاٹے۔ آپ نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ اس واقعہ کے بعد آپ اپنی داڑھی کو چوما کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ (اخبارالاخیار، اردو ترجمہ ص ۲۷۲)

''یہ شریعت محمدی کے راستے میں پکڑی جا چکی ہے۔''

آپ نے کئی کتابیں بھی لکھی ہیں۔ آپ کی ایک کتاب ''حکم نامہ شرف الدین'' کے نام سے مشہور ہے۔

آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کا کلام حقائق و معارف ترک و تجرید، عشق و محبت کی چاشنی میں ڈوبا ہوا ہے۔

آپ کے خطوط مشہور ہیں۔ یہ خطوط آپ نے اختیارالدین کے نام تحریر فرمائے ہیں۔ آپ کے خطوط تصوف کا بیش بہا خزانہ ہیں۔

تعلیمات: آپ کی تعلیمات گنجینہ معرفت ہیں۔

بہشت و دوزخ: آپ فرماتے ہیں (مکتوب)

Marfat.com

''خداوند تعالیٰ نے بہشت اور دوزخ بنائے اور فرمایا کہ ہر دو کو پر کیا جائے گا۔ معشوق کو اس کے عاشقوں کے ہمراہ بہشت میں جگہ دوں گا اور شیطان کو اس کے پیروؤں کے ساتھ دوزخ میں ڈالوں گا۔..... بہشت اور دوزخ میں عاشق کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے دونوں عاشق کے حسن سے پیدا ہوئے اور دونوں میں کسی دوسرے کو جگہ نہیں دی جائے گی۔ بہشت دوستوں کے ساتھ وصال کا مقام ہے اور دوزخ دشمنوں کے لئے فراق کی جگہ''

عشق و عاشقی: آپ فرماتے ہیں (مکتوب)

''اپنی طاقت میں رہ اور اپنے آپ کو پہچان۔ جب تو اپنے نفس کو پہچان لے گا تو عشق کو جان لے گا۔ جب عشق کو اپنے حسن پر معائنہ کرے گا تو زبان کو گونگا پائے گا۔ عاشق ہو کر معشوق کو اپنے آغوش میں دیکھے گا اور حسن کا معائنہ اپنے دل کے آئینے میں کرے گا۔''

عاشق کا فرمان: آپ فرماتے ہیں کہ (مکتوب)

''خیال ہمیشہ اندیشہ کے ساتھ وابستہ رہتا ہے کبھی اندیشہ ہمارے آئینہ دل کو آراستہ کرتا ہے اور عاشق کے سامنے معشوق کو ظاہر کرتا ہے۔ عاشق کا فرمان جو معشوق نے پہنچایا ہے۔ اس کے مطالعہ سے فرض عاشق اور سنت معشوق بجالایا ہے اور عاشق کے عشق سے اور معشوق کے حسن سے باطن کو معمور رکھتا ہے اور حسن کے تماشے سے عاشق اپنے ظاہر کو بھلا دیتا ہے اور باطن کے تماشے میں مصروف ہو جاتا ہے تا کہ جو حکم پہنچا ہے اس کا نفاذ ہو جائے۔''

دنیا کی آرائش: آپ فرماتے ہیں کہ (مکتوب)

''..... ناگاہ خیال نفس کا یار ہو جاتا ہے اور حال خیال کے ساتھ ایک ہو کر دنیا کی روزی کی خواہش پیدا ہوتا ہے۔ خیال نفس کو دنیا کی آرائش دکھاتا ہے اور اس کے اشتیاق میں اس کو سرگرداں کرتا ہے اور معشوق کے دروازے پر پھراتا ہے ہر دروازے پر ذلیل کرتا ہے اور شوق آرائش و آسائش میں اس کو اس ذلت کی خبر نہیں ہوتی اور باز نہیں آتا اور یہ نہیں

Marfat.com

سوچتا کہ اس نے کسی کے ساتھ وفا نہیں کی۔ اور وفا نہ کرے گی نہ اس کو موت کی فکر ہوتی ہے کہ وہ اچانک آنے والی ہے اور اس کو نہ چھوڑے گی۔"

اقوال: آپ کے چند اقوال ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

☆ معشوق بھی تمہاری ہی شکل وصورت میں پیدا کیا گیا ہے اور تمہارے درمیان بھیجا گیا ہے تا کہ تمہیں صحیح راستے کی طرف بلائے۔

☆ جب عنایت الٰہی تیرے شامل حال ہو اور تجھے جذبہ عطا کیا جائے اور تجھ کو تیری "توئی" سے جدا کر دیں اس وقت تمہارے اندر عشق داخل ہوتا ہے اور تمہیں جلوہ حسن دکھاتا ہے۔

☆ جب تو حسن کو جان لے گا تو معشوق کو پہچانے گا اور معشوق پر عاشق ہو جائے گا۔

☆ جس وقت عاشق سے معشوق مل جائے تو وہ سنت معشوق اور فریضہ عاشق کو ملحوظ رکھے۔ اس وقت معشوق اور عاشق پر تمیز ہو سکے گی۔

☆ عاشقی اختیار کر۔ دونوں جہاں کو معشوق کا حسن تصور کر اور خود کو معشوق کا حسن سمجھ۔

☆ عاشق نے اپنے عشق سے تیرا ملک وجود بنایا تا کہ تیرے آئینے میں جمال حسن دیکھے۔ اور تم کو محرم اسرار جانے۔

☆ نفس کو اچھی طرح سمجھ۔ جب تو اپنے نفس کو جان لے گا تو دنیا کو پہچان سکے گا اور اگر تو روح کو پہچان لے تو عقبیٰ کو پہچان لے گا۔

☆ دنیا کی آرائش کا حسن عاشقان دنیا کو اپنے عشق میں ایسا بے خبر کر دیتا ہے کہ نہ ان کو دنیا کی خبر ہوئی ہے جس کو انہوں نے معشوق بنایا ہے کہ وہ گزر رہی ہے..... اور نہ عقبیٰ کی خبر ہوتی ہے کہ ہمارے سامنے کیا مہم درپیش ہے۔

کرامت: حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کلیر سے آکر پانی پت میں مقیم ہوئے۔ ایک روز ان کا مرید کسی کام سے آپ (حضرت قلندر صاحب) کے مکان کے سامنے سے گزرا اس نے دیکھا کہ آپ شیر کی صورت میں بیٹھے ہیں۔ اس شخص نے اس بات کا ذکر

Marfat.com

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی سے کیا۔ انہوں نے اس شخص کو حکم دیا کہ وہ آپ (حضرت صاحب قلندر) کے مکان پر جائے اور ان کا سلام کہے اور اگر پھر ان کو شیر کی شکل میں بیٹھا دیکھے۔ تو یہ پیغام ان کہ پہنچائے کہ شیر کی جگہ جنگل میں ہے۔ وہ شخص حکم بجالایا جب آپ کے پاس پہنچا تو آپ کو پھر شیر کی شکل میں بیٹھا پایا۔ اس نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی کا پیغام آپ کو سنایا۔ آپ وہاں سے شیر کی صورت میں اٹھے اور باگھوٹے میں جا کر قیام فرمایا۔ (سیر الاقطاب، فارسی ص ۱۹۰)

باگھوٹے شہر سے باہر ایک جگہ کا نام ہے۔

Marfat.com

باب ۱۷

حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح

حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح خورشید سپہر ہدایت ہیں۔

خاندانی حالات: آپ حضرت شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی کے پوتے ہیں۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام شیخ رکن الدین ہے۔

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ بی بی راستی رابعہ عصر اور حافظ کلام اللہ تھیں۔ وہ حضرت بہاءالدین زکریا ملتانی کی مرید تھیں۔ روزانہ ایک قرآن ختم کرنا ان کا معمول تھا۔

پیشین گوئی: ایک روز آپ کی والدہ ماجدہ اپنے خسر حضرت بہاءالدین زکریا ملتانی کو سلام کرنے آئی۔

اس وقت آپ سات ماہ کے اپنی والدہ کے شکم مبارک میں تھے۔ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی آپ کی والدہ کی تعظیم کو کھڑے ہو گئے۔ آپ کی والدہ کو تعجب ہوا۔ حضرت بہاءالدین زکریاؒ نے فرمایا کہ

یہ تعظیم اس بچے کی ہے جو تیرے پیٹ میں ہے۔ وہ چراغ خاندان و شمع ودود مان کا ہوگا۔" (سالک السالکین، جلد دوم ص ۵۲۷)

ولادت مبارک: آپ نے ۹ رمضان ۶۴۹ھ کو بروز جمعہ اس عالم کو زینت بخشی

نام: آپ کے دادا حضرت بہاؤالدین زکریا نے آپ کا نام رکن الدین رکھا۔

کنیت: آپ کی کنیت ابوالفتح ہے۔

لقب: آپ کا لقب فضل اللہ" ہے

تعلیم و تربیت: آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے دادا حضرت بہاءالدین زکریاؒ کی نگرانی میں ہوئی۔

Marfat.com

بچپن کا ایک واقعہ: آپ کی عمر چار سال کی تھی۔ ایک دن آپ کے دادا حضرت بہاء الدین زکریاؒ تکیہ لگائے پلنگ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی دستار پلنگ کے پائے پر رکھی تھی۔ آپ کے والد حضرت صدرالدین عارف پلنگ کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ کھیلتے ہوئے پلنگ کے پائے کی طرف پہنچے اور دستار پائے پر سے اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی۔ (سیر العارفین)

آپ کے والد ماجد نے آپ کو منع کیا اور آپ سے دستار اتارنے کو کہا۔ آپ کے دادا حضرت بہاء الدین زکریاؒ نے آپ کے والد سے فرمایا

''بابا صدرالدین! تم اس کو منع نہ کرو کیوں کہ اس نے دستار بطور حق کے اپنے سر پر رکھی ہے میں نے یہ دستار اس کو دی۔'' (سالک السالکین جلد دوم ص ۵۲۷)

اپنے والد کی وفات کے بعد جب آپ سجادہ نشین ہوئے تو آپ نے ہی دستار سر پر رکھی اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کا خرقہ جو آپ کو والد سے ملا تھا، زیب تن فرمایا۔

بیعت وخلافت: آپ اپنے والد ماجد حضرت شیخ صدرالدین عارف کے مرید اور خلیفہ اعظم ہیں۔ اپنے والد کے وصال کے بعد آپ سجادہ نشین ہوئے اور تعلیم وتلقین اور رشد و ہدایت میں مشغول ہوئے۔

حضرت نظام الدین اولیاء سے رشتہ اتحاد

آپ کو حضرت نظام الدین اولیاء سے بے حد محبت تھی۔ آپ ان کی حیات ظاہری میں دربار سلطان علاء الدین کے عہد میں اور تین بار سلطان قطب الدین کے عہد میں تشریف لائے۔ (سالک السالکین جلد دوم ص ۵۲۸)

سلطان قطب الدین کے عہد میں جب آپ تشریف لائے تو حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے اپنی خانقاہ سے حوض خاص علائی پر جا کر آپ کا استقبال کیا۔ پھر آپ کی حضرت نظام الدین اولیاء سے اس وقت کی جامع مسجد میں ملاقات ہوئی۔

ایک روز پھر آپ کی حضرت نظام الدین اولیاء سے ملاقات ہوئی آپ کے بھائی

Marfat.com

شیخ عمادالدین اسمعیل بھی آپ کے ساتھ تھے۔انہوں نے اس اجتماع کوغنیمت سمجھتے ہوئے یہ سوال کیا۔حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہجرت میں کیا حکمت تھی۔

آپ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا

غالبًا اس میں یہ حکمت تھی کہ جناب رسالت ﷺ کے بعض کمالات و درجات کا ظہور عالم نقل میں اصحاب صفہ کی صحبت پر موقوف رکھا گیا تھا۔'' (اخیارالاخبار،اردوترجمہ،۱۴۱)

حضرت نظام الدین اولیاء نے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ۔

'' فقیر کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں یہ حکمت تھی کہ مدینے کے بعض فقراء جن کے لئے آنحضرت کی سعادت صحبت حاصل کرنا محال تھا۔اس نعمت سے مشرف ہوں۔''

اس کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔کھانے کے بعد حضرت نظام الدین اولیاء کے خاص خادم اقبال نے ریشمین کپڑوں کے چند تھان اور سو اشرفیاں ایک باریک کپڑے میں رکھ کر آپ کے قدموں میں رکھیں۔آپ نے قبول نہیں کیا۔حضرت محبوب الٰہی نے وہ تھان اور اشرفیاں آپ کے بھائی شیخ عمادالدین اسمعیل کے سپرد کیں (اخبارالاخیار،اردوترجمہ ص۱۴۱،۱۴۲)

حضرت نظام الدین اولیاء جب بیمار ہوئے تو آپ ان کی عیادت کو ملتان سے دہلی تشریف لائے۔آپ حضرت نظام الدین کو کس قدر منزلت سے دیکھتے تھے۔اس کا اندازہ آپ کے ان الفاظ سے ہوتا ہے (اخبارالاخیار،اردوترجمہ ص۱۴۲)

عشرہ ذی الحجہ ہے۔ہر شخص سعادت حج حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

میں نے شیخ المشائخ کی زیارت سے مشرف ہونے کی کوشش کی حضرت محبوب الٰہی کے جنازے کی نماز آپ نے پڑھائی (سالک السالکین،جلد دوم ص۵۳۰) اس کے بعد آپ ملتان تشریف لے گئے۔

سلاطین سے تعلقات

سلطان علاءالدین آپ کا بہت معتقد تھا۔آپ جس دن دہلی میں رونق افروز

ہوتے تو دو لاکھ تنکہ بطور شکرانہ آپ کی خدمت میں بھیجتا اور جس روز دہلی سے روانہ ہوتے پانچ لاکھ تنکہ پیش کرتا۔ اس کی درخواست منظور کر کے جب آپ اس سے ملنے جاتے تو تیسرے دروازے پر آپ کا استقبال کرتا۔

سلطان قطب الدین بھی آپ پر بہت اعتقاد رکھتا تھا اور آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ آپ اس کے عہد میں پہلی مرتبہ تشریف لائے۔ تو حضرت نظام الدین اولیاء آپ کے استقبال کے لئے حوض خاص علائی تک تشریف لے گئے تھے۔

آپ کی جب سلطان قطب الدین سے ملاقات ہوئی تو اس نے آپ سے دریافت کیا کہ شہر کے لوگوں میں سے کس نے سب سے پہلے آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اس شخص نے استقبال کیا جو اہل شہر میں بہترین شخص ہے۔ آپ کا اشارہ حضرت نظام الدین اولیاء کی طرف تھا۔

شادی اور اولاد: آپ کے کوئی اولاد نہیں تھی۔

وفات: وفات سے تین ماہ قبل گوشہ تنہائی اختیار کر لیا تھا۔

۱۶ رجب ۷۳۵ھ کو جوار رحمت میں داخل ہوئے مزار پر انوار ملتان میں مرجع خاص و عام ہے۔

(سالک السالکین جلد دوم، ص ۵۲۷)

خلفاء: آپ کی وفات کے بعد آپ کے بھائی حضرت عماد الدین اسماعیل آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں (سالک السالکین، جلد دوم ص ۵۳۳)

حضرت مولانا عماد الدین اسماعیل، حضرت سید جلال الدین بخاری، ملقبہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت، حضرت شیخ عثمان سیاح، حضرت حاجی شیخ صدر الدین عارف حاجی چراغ دین۔ حضرت شیخ حمید الدین ملقب بہ سلطان التارکین قرشی الہنکاری۔

سیرت: آپ سات سال کی عمر سے نماز اور روزہ کے پابند تھے۔ (انوار غوثیہ) نماز باجماعت کے ساتھ پڑھتے تھے۔ نماز تہجد، اشراق و چاشت اور نوافل کے پابند تھے رمضان کے علاوہ

عاشورہ محرم میں بھی روزے رکھتے تھے۔ ذکر خفی وجلی ومراقبہ ومحاسبہ آپ کی معلومات میں سے تھے۔ ریاضت وعبادت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ (سالک السالکین، جلد دوم ص ۵۳۰)

کشف قلوب، طے ارض وطے لسان میں دس سال کی عمر سے ممتاز تھے۔ کمالات صوری ومعنوی آپ کو پچیس سال کی عمر سے حاصل تھے۔

غرض وعبادت، ریاضت، زہد وتقویٰ، تفرید وعفو وفا، جود وسخا، نصیحت وشفقت، الفت ومروت، بربادی، کسر نفسی اور اخلاق میں بے نظیر تھے۔

خوراک آپ کی کم تھی۔ لیکن کھانا اچھا کھاتے تھے۔ جو حاجت مند آپ کے پاس آتا، خالی ہاتھ نہیں جاتا۔ چونکہ آپ لوگوں کی حاجت پوری کرتے تھے۔ اس واسطے لوگوں میں آپ ''قبلہ حاجات'' مشہور ہوئے جو نذرانہ آتا، آپ اس کو خرچ کر دیتے تھے۔ اس میں سے کچھ نہیں بچاتے تھے۔ سلطان علاء الدین جب آپ دہلی آتے لاکھوں تنکے آپ کو پیش کرتا۔ آپ وہ سب رقم خرچ کر دیتے تھے۔

کسر نفسی کا یہ عالم تھا کہ جب پالکی میں نکلتے تو آپ کے دونوں ہاتھ اکثر باہر نکلے ہوئے ہوتے۔ اور اس لئے ایسا کرتے تھے جیسا کہ آپ خود فرماتے تھے کہ شاید کسی بخشے ہوئے کا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے لگ جائے تو آپ بھی بخشے ہوئے ہو جائیں گے۔

آپ علماء فضلاء اور درویشوں کا بہت خیال کرتے تھے۔ ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ اور ان کی خاطر مدارات میں کوئی دقیقہ اٹھا کر نہیں رکھتے تھے۔

آپ کس حد تک لوگوں کی امداد کرنے پر آمادہ رہتے تھے۔ وہ اس سے ظاہر ہے کہ ایک امیر آدمی آپ کی خدمت میں آیا، مرید ہوا گناہوں سے توبہ کی آپ نے اس کو کلاہ عطا فرمائی۔ ایک درویش نے اس پر اعتراض کیا۔

آپ نے فرمایا کہ

''اے عزیز! اگر وہ بوجہ ایک کلاہ کے گناہ سے باز آ جائے اور اس کی جہت سے

Marfat.com

بخشا جائے تو میں کس لئے اس کو کلاہ نہ دوں۔" (سالک السالکین، جلد دوم ص ۵۲۲)

تعلیمات: آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں۔

صورت اور صفت: آپ فرماتے ہیں کہ

"آدمی دو چیزوں سے عبارت ہے صورت اور صفت اور حکم صرف صفت پر ہے نہ کہ صورت پر..... (مجمع الاخبار)

لیکن حکم صفت کی تحقیق اور حکم صرف دار آخرت میں ظہور پذیر ہوتی ہے۔ کیوں کہ وہاں اشیاء کے حقائق ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ شکل وصورت نیست ونابود ہو جاتی ہے۔ وہاں ہر شخص کو اس صورت میں جمع کرتے ہیں جو اس کی صفت کے موافق ہو۔"

اعمال پر مطابعت: آپ فرماتے ہیں کہ۔

"اعمال پر متابعت یہ ہے کہ اعضاء و جوارح کو شرعی ممنوعات ومکروہات سے قولا وفعلا باز رکھے۔ لایعنی مجلس سے بھی پرہیز لازم ہے۔ وہ چیز جو طالب کو حق تعالیٰ سے برگشتہ کر کے دنیا کی طرف مائل کرتی ہے۔ اس کے اوقات کو بیہودہ ضائع کرتی ہے۔ بطالوں کی صحبت سے بھی احتراز ضروری ہے۔"

اقوال: ☆ قیامت کے دن ہر شخص کو اس صورت میں اٹھائیں گے۔ جو اس کی صفت کے مطابق ہو۔ بلعم باعور کو اتنی عبادت کے باوجود کتے کی صورت میں اٹھائیں گے۔ ظلم وتعدی کرنے والا شخص اپنے آپ کو بھیڑیئے کی شکل میں دیکھے گا اور صاحب کبر چیتے کی صورت میں ظاہر ہو گیا اور بخیل وحریص خنزیر کی شکل میں

☆ جب تک کوئی شخص اوصاف ذمیمہ سے پاک نہیں ہوتا اس کا شمار جانوروں اور درندوں میں ہے۔

☆ تزکیہ نفس اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک بندہ حضرت عزت کی بارگاہ میں التجا واستعانت نہ کرے۔

Marfat.com

☆ جب تک اللہ کا فضل ورحمت دست گیری نہ کرے۔ تزکیہ نفس حاصل نہیں ہوتا ہے۔

☆ فضل رحمت کے ظہور کی علامت یہ ہے کہ بندے کی چشم بینا میں اس کے عیوب ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور عظمت الٰہی کے انوار کے پرتو سے کہ جس کے سامنے تمام اسرار معدوم ہو جاتے ہیں۔ اس کا باطن منور ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تمام دنیا اور اس کی شان وشوکت اس کی نظر میں خاک معلوم ہوتی ہے۔ اور اہل دنیا کی اس کے دل میں کوئی قدر نہیں رہتی۔

جب اس کے باطن پر یہ کیفیت مستولی ہو جاتی ہے تو ناچار اس کو ارباب دنیا کے حیوانی اوصاف سے نفرت آتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ یہ اوصاف فرشتوں کے اوصاف میں تبدیل ہو جائیں۔

چنانچہ اس میں ظلم کے بجائے عفو

غضب کے بجائے حلم

کبر کے بجائے تواضع

بخل کے بجائے سخاوت اور

حرص کے بجائے ایثار کی خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

مگر یہ معاملہ عقبیٰ کے طلب کرنے والوں کے لئے ہے۔ طالبات حق کا کام اس سے بالاتر ہے۔

☆ جو شخص کہ طالب حق نہیں ہے۔ حقیقت میں وہ بطال ہے۔

کشف وکرامات: آپ کے ایک معتقد کو آپ کے یہاں سے چار قرص ملا کرتے تھے۔ وہ حج کو گیا وہاں غلہ کی گرانی کی وجہ سے پریشان ہو کر کہنے لگا کہ وہاں چار قرص ملتے تھے اور یہاں ایک بھی نہیں۔ ایک درویش نے جب یہ سنا تو اس شخص سے کہا کہ آپ ہر جمعہ کی رات کو یہاں آتے ہیں اور آپ جہاں مشغول ہوتے ہیں وہ مقام بھی دکھلا دیا۔ اس شخص نے اس رات کو آپ کو تلاش کیا۔ آپ کی پہچان کو سلام کیا۔ آپ نے اس کا حال سن کر فرمایا کہ فکر

کوئی بات نہیں۔چار قرص اور دو پیالے سالن برابر ملتے رہے۔

(سالک السالکین، جلد دوم ص ۵۳۳،۵۳۴)

ایک مرتبہ مغل ملتان کے قریب آ پہنچے۔لوگ آپ سے دعا کے طالب ہوئے آپ نے کچھ دیر مراقبہ کیا اور پھر فرمایا کہ مغل چلے گئے۔دریا کے کنارے پہنچ کر وہ منتشر ہو گئے۔وجہ دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے فرشتوں کا لشکر بھیج دیا اور ان کو منتشر کر دیا (سالک السالکین، جلد دوم ص ۵۳۳،۵۳۴)۔

آپ کا ایک مرید خانقاہ کے حجرہ میں عبادت میں مشغول تھا اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اس سے حج کو جانے کے لئے کہتا ہے۔وہ جب آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا کہ وہ خواب شیطان کی وجہ سے تھا۔شیطان مشغولی سے محروم کرنا چاہتا ہے۔حج اس پر فرض نہیں ہے کیوں کہ وہ ایک فقیر ہے۔

(سالک السالکین، جلد دوم ص ۵۳۳،۵۳۴)

Marfat.com

حضرت مولانا فخر الدین مروزی

حضرت مولانا فخر الدین مروزی دُرِّ بحر یقین ہیں۔آپ بادشاہ عالم راز ہیں، وق میں ممتاز ہیں۔

م: آپ کا نام فخر الدین ہے۔

لیم وتربیت: آپ علوم ظاہری کی تکمیل سے فراغت پاکر علوم باطنی کی طرف متوجہ ئے،آپ نے قرآن مجید حفظ کیا،علم تفسیر حدیث اور فقہ حاصل کیا۔

ادت: آپ حضرت محبوب الٰہی کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور آخری عمر ں غیاث پور میں سکونت اختیار کی۔آپ کو حضرت محبوب الٰہی سے بے حد محبت اور عقیدت ی۔غیاث پور میں رہ کر حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہے۔

حضرت محبوب الٰہی کا مکتوب: حضرت محبوب الٰہی نے آپ کو ایک خط میں محبت رب عالمین کے مضمرات اور تعلقات سے آگاہ فرمایا تھا۔حضرت محبوب الٰہی تحریر فرماتے ہیں کہ

''اتفاق اصحاب طریقت وارباب حقیقت است کہ اہم مطلوب است واعظم قصود از خلقت بشر محبت رب العالمین است وآں بر دو نوع است محبت ذات ومحبت فات۔محبت ذات از مواہب است ومحبت صفات از مکاسب، ہر چہ از مواہب است سب وعمل وبندہ رابداں تعلقے نیست وہر چہ از مکاسب است ہست۔وطریق اکتساب ثبت دوام ذکر است مع تخلیہ القلب عما سواہ وایں را فراغ شرکاء است وفراغ کا چہار چیز ست مانع۔وہر چہ مانع شرط است مانع مشروط است خلق ودنیا ونفس وشیطان طریق دفع لق عزلت وآں نزد است وطریق دفع دنیا قناعت است وطریق دفع نفس وشیطان التجا ان بحق ساقہ فساعتہ

ترجمہ: اصحابِ طریقت وارباب حقیقت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہم مطلوب واعظم مقصودِ خلقت بشر سے محبت رب العالمین ہے اور وہ دوطرح سے ہے۔ محبت ذات اور محبت صفات۔ محبت ذات مواہب سے ہے اور محبت صفات مکاسب سے ہے۔ مواہب سے ہے۔ اس کو بندے کے کسب وعمل سے کوئی تعلق نہیں اور جو مکاسب سے وہ ہے اور محبت حاصل کرنے کا طریقہ دوام ذکر ہے۔ مع تخلیہ القلب عما سواہ۔ اور اس کے لئے فراغ کی ضرورت ہے اور فراغ کے لئے چار چیزیں مانع ہیں جو مانع شرط ہے مانع مشروط ہے خلق اور دنیا اور نفس اور شیطان۔ خلق کو دفع کرنے کے طریقہ عزلت ہے اور قریب ہے اور دنیا کو دفع کرنے کا طریقہ خداوند تعالیٰ سے التجا کرنا ہے۔

سیرت مبارک: آپ قرآن مجید کے حافظ تھے۔ قرآن مجید کی کتابت کر کے گزارا کرتے تھے۔ نہایت بردبار، متوکل اور قانع تھے۔ ترک وتجرید میں خوشی پاتے تھے۔ جمال ورع اور کمال تقویٰ سے آراستہ تھے۔ صاحب کرامت تھے۔ آپ کی مردان غیب سے ملاقات تھی۔

وفات شریف: آپ نے ۷۳۶ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار پاک دہلی میں حضرت محبوب الٰہی کی درگاہ کے اندر چبوترہ یاراں میں واقع ہے۔

کرامات: ایک مرتبہ کا واقع ہے کہ آپ کو پیاس لگی۔ کوئی پاس نہیں تھا کہ جس سے پانی منگاتے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک پیالہ پانی سے بھرا ہوا نمودار ہوا۔ آپ نے اس پیالے کو توڑ دیا اور کہا کہ کرامت کا پانی نہیں پیئں گے۔ جب آپ نے حضرت محبوب الٰہی سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ وہ پانی پینا چاہیے تھا۔ (سیر الاولیاء، ص ۲۹۸، ۲۹۹)

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ کو کنگھی کی ضرورت ہوئی لیکن آپ کے پاس کوئی نہ تھا کہ کنگھی لا کر دے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ دیوار میں سے ایک کنگھی برآمد ہوئی آپ نے وہ کنگھی ہاتھ میں لی اور کر لی (سیر الاولیاء ص ۲۹۸، ۲۹۹)

Marfat.com

باب ۱۹

حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ

حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ شاہ ملک تفرید ہیں۔

خاندانی حالات: آپ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ کے پوتے ہیں۔

والد: آپ حضرت خواجہ فخر الدین ابوالخیر کے صاحبزادے ہیں۔

نام: آپ کا نام آپ کے والد محترم نے اپنے گم شدہ بھائی حسام الدین کے نام پر رکھا تھا۔

اولاد: آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ ایک خواجہ معین الدین خورد اور دوسرے شیخ قیام بابریال۔ (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۲۵۱)

وفات: آپ نے ۷۴۱ھ میں وصال فرمایا۔ مزار فیض آثار سانبھر میں مرجع وخاص وعام ہے۔ آپ کا عرس ہر سال ہوتا ہے۔

سیرت پاک: آپ درویش دلریش تھے۔ آپ کے تصرفات باطنی درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے۔ عشق الٰہی کے اسیر تھے۔ عبادات ومجاہدات میں بے نظیر تھے۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی صحبت میں رہے تھے۔ صاحب کشف وکرامات تھے۔

Marfat.com

باب ۲۰

حضرت شیخ صدرالدین احمد طبیب دلہا

حضرت شیخ صدرالدین احمد طبیب دلہا نے حضرت نصیرالدین چراغ دہلی کے سائے میں پرورش پائی۔

والد: آپ کے والد کا نام شیخ شہاب ہے۔ وہ حضرت نظام الدین اولیاء کے مرید تھے۔ وہ تجارت کرتے تھے۔ ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔ (سالک السالکین، جلد دوص ۴۲۳)

پیدائش: آپ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی دعا سے پیدا ہوئے۔ آپ کے والد اور والدہ ضعیف ہو گئے تھے۔ ایک دن آپ کے والد نے حضرت نظام الدین اولیاء سے عرض کیا۔ حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ سماع کے وقت آنا۔ آپ کے والد صاحب جب سماع کے وقت حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت محبوب الٰہی نے عین حالت وجد میں اپنی پیٹھ ان کی پیٹھ سے ملا دی اور ان سے فرمایا کہ:

''جا۔ خداوند تعالیٰ تجھ کو نیک فرزند عطا کرے گا۔''

اسی روز آپ کی والدہ ماجدہ حاملہ ہوئیں۔ آپ جب پیدا ہوئے تو آپ کے والد آپ کو محبوب الٰہی کی خدمت میں لائے۔ حضرت محبوب الٰہی نے آپ کو گود میں لیا اور اپنے جبہ مبارک سے ایک خرقہ اپنے ہاتھ سے تیار کیا اور آپ کو پہنایا۔

حضرت محبوب الٰہیؒ کی ہدایت: حضرت محبوب الٰہیؒ نے آپ کو نصیرالدین چراغ دہلوی کے سپرد فرمایا اور ان کو تاکید کی کہ ''یہ فرزند میرا ہے'' اس کی تعلیم ظاہری اور تربیت باطنی میں ہرگز کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھنا۔''

تعلیم و تربیت: آپ نے حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی کے سائے میں پرورش پائی اور کاملین وقت ہوئے۔

Marfat.com

بیعت وخلافت: آپ حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی کے مرید اور خلیفہ تھے۔

وفات: آپ نے ۷۵۹ھ میں وفات پائی۔ مزار دہلی میں ہے آپ کے خلفاء حسب ذیل ہیں۔

خلفاء: حضرت شیخ فتح اللہ اودھی اور حضرت شیخ احمد چشتی۔

سیرت: آپ دنیا سے بے نیاز تھے۔ ایک مرتبہ پریاں ایک پریزاد کے علاج کے واسطے آپ کو لے گئیں۔ وہ پریزاد آپ کے علاج سے اچھا ہوا۔ پریوں نے ایک خط آپ کو دیا اور کہا شہر سے باہر فلاں کوچے میں اس قسم کا ایک کتا ہے وہ خط اس کتے کو دکھا دینا۔ آپ نے خط لیا۔ کتا تلاش کیا۔ جب وہ خط اس کتے کو دکھایا تو وہ کتا اٹھا اور شہر سے باہر جا کر ایک جگہ گھڑا ہو گیا۔ اس مقام پر وہ کتا زمین کھودنے لگا۔ آپ اشارہ سمجھ گئے۔ آپ نے اس مقام سے خزانہ نکالا اور راہ خدا میں لٹا دیا۔

(سالک السالکین جلد دوم ص ۵۳۴)

Marfat.com

باب ۲۱

حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیا

حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر اولیاء، شاہد بزم وصال ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کا نسب نامہ پدری چند واسطوں سے امیر المومنین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔ (سیر الاقطاب، فارسی ص ۱۹۷)

والد ماجد: آپ کے والد ماجد شیخ محمودؒ امرائے پانی پت سے تھے۔

پیدائش: آپ کی پیدائش پانی پت میں ہوئی۔

نام: آپ کا نام خواجہ محمد ہے۔

لقب: آپ اپنے پیر و مرشد کے عطا کردہ لقب ''جلال الدین'' سے مشہور ہیں۔

ایام طفولیت: بچپن ہی سے آثار بزرگی نمایاں تھے۔ آپ اپنے ہم عمر بچوں کی طرح کھیل کود میں دلچسپی نہیں لیتے تھے۔ ایام طفلی میں ہی آپ عشق الٰہی کے اسیر ہوئے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ آپ جنگل میں تشریف لے جاتے تھے اور وہاں ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کو حسن باطنی کے علاوہ حسن ظاہری بھی عطا ہوا تھا۔ کھاتے پیتے گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بے دریغ پیسہ خرچ کرتے تھے۔ آپ کا معیار رہائش اونچا تھا۔ آپ کا لباس اعلیٰ قسم کا ہوتا تھا۔ آپ لباس پر کافی پیسہ خرچ کرتے تھے۔ (سیر الاقطاب، فارسی ص ۱۹۸)

حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندرؒ آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ بچپن ہی میں وہ آپ کو دیکھنے کے لئے روزانہ آپ کے گھر آیا کرتے تھے۔ آپ کے یتیم ہونے کے بعد آپ کی پرورش کا بار آپ کے چچا نے اپنے ذمے لیا۔ (سیر الاقطاب، فارسی، ۱۹۷)

آپ کے حق میں دعا: ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ اپنے کھیت پر گئے ہوئے تھے حضرت بوعلی قلندرؒ آپ کے مکان پر تشریف لائے۔ معلوم ہوا کھیت پر گئے ہوئے ہیں۔

حضرت بوعلی قلندرؒ بھی کھیت پر آپہنچے۔آپ نے اپنے دامن میں غلہ بھر کر حضرت بوعلی قلندرؒ کو پیش کیا۔حضرت بوعلی قلندرؒ نے دریافت کیا کہ کیا ہے۔آپ نے جواب دیا۔''گھوڑے کے واسطے دانہ۔''انہوں نے آپ سے کہا کہ''گھوڑے سے پوچھو،اگر وہ بھوکا ہواور وہ دانا نگتا ہواس کودو۔''

آپ نے گھوڑے سے پوچھا۔آپ کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ گھوڑا گویا ہوا۔گھوڑے نے عرض کیا۔''میرا پیٹ بھرا ہے۔''حضرت مخدوم مجھ کو دانہ کھلا کر مجھ پر سوار ہوئے تھے۔'' نہ لئے آپ کھڑے رہے۔حضرت بوعلی قلندرؒ نے خوش ہو کر آپ سے فرمایا:''یہ غلہ میں نے تجھ کو بخشا اور میں نے خدائے عزوجل سے دعا مانگی کہ جس قدر یہ غلہ ہے اس کے ہر دانہ و برابر سمجھ تجھ کو اولاً دوامجاد نصیب ہو۔''چنانچہ ایسا ہی ہوا۔(سیر الاقطاب،فارسی ص ۲۰۱)

سیر وسیاحت: ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت مخدوم بوعلی قلندرؒ ایک عام گزرگاہ پر رونق روز تھے۔آپ گھوڑے پر سوار وہاں سے گزرے۔حضرت بوعلی قلندرؒ نے جب آپ کو گھوڑے پر سوار دیکھا تو فرمایا۔(سیر الاقطاب،فارسی ص ۲۰۸)

زہے اسپ وزہے سوار۔''

کیسا خوش قسمت گھوڑا اور کیسا خوش قسمت سوار ہے)

یہ سن کر آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی۔گھوڑے سے فوراً اترے۔گریبان چاک کر کے جنگل کی راہ لی۔چالیس سال آپ نے سفر میں گزارے۔بہت سے درویشوں سے ملے اور ان کے فیوض وبرکات سے مستفید ہوئے۔دو حج کئے۔(سیر الاقطاب،فارسی،ص ۱۹۹)

بیعت وخلافت: سیر وسیاحت سے واپس آکر حضرت شمس الدین ترک پانی پتی کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔حضرت بوعلی قلندرؒ سے بیعت ہونا چاہتے تھے۔آپ ان سے جب بیعت سے مشرف کرنے کے لئے عرض کرتے تو وہ فرماتے کہ جلدی نہ کرو۔ٹھہرو۔ ہمارے پیر آنے والے ہیں۔

Marfat.com

ایک دن شمس الدین ترکؒ اپنے حجرے کے دروازے پر رونق افروز تھے۔ مر
معتقد حاضر خدمت تھے۔ آپ لباس فاخرہ پہنے گھوڑے پر سوار ان کے سامنے سے نکلے
انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی حاضرین سے فرمایا:

''اپنی نعمت اس لڑکے کی پیشانی میں تاباں دیکھتا ہوں۔''

ان کا یہ فرمانا تھا کہ آپ کی نظر ان پر پڑی۔ نظر کا پڑھنا تھا کہ آپ بے اختیار
گئے۔ گھوڑے سے اترے اور سر نیاز ان کے قدموں پر رکھا۔ انہوں نے اپنے دست مبارک
سے آپ کا سر اٹھایا اور آپ کو حکم دیا کہ ''پھر گھوڑے پر سوار ہو، اور گھوڑے کو پھیرو'' آپ
بجالائے۔

حضرت شمس الدین ترک نے اسی وقت آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور کلا
چرمی جو اس وقت پہنے ہوئے تھے اتار کر اپنے ہاتھ سے آپ کے سر پر رکھی اور فرمایا۔

''ترا ایں ہم دادم آں ہم دادم''

(میں نے تجھ کو یہ بھی دیا اور وہ بھی دیا)

آپ کے پیر روشن ضمیر حضرت شمس الدین ترکؒ نے آخری عمر میں آپ کو خر
خلافت سے سرفراز فرمایا اور جانشینی کا شرف بخشا۔

سلطان فیروز شاہ کی بازیابی : سلطان فروز شاہ کو جب حضرت مخدوم جہانیا
جہاں گشت کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ آپ بقوت روحانی دہلی تشریف لائے اور ان کی صحت
کے لئے دعا فرمائی اور آپ نے اپنی عمر کے چند سال ان کو عطا فرمائے اور آپ کی دعا
وہ اچھے ہوئے اور پھر بقوت روحانی آپ پانی پت تشریف لے گئے تو اس نے خوش ہو کر کہا

''زہے طالع من کہ در عہد ما ایں چنیں اولیائے عظام ہستند'' (سیر الاقطاب، فارسی ص ۲۱۱)

سلطان فیروز شاہ کو آپ کی قدم بوسی کا اشتیاق پانی پت لایا۔ وہ پانی پت پہنچ
آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور گلہائے عقیدت پیش کئے۔ اس کا پیش کر

Marfat.com

نذرانہ قبول کرنے سے آپ نے انکار فرمایا۔

شادی واولاد: آپ نے اپنے پیرومرشد کے حکم سے شادی کی۔آپ کے پانچ لڑکے اور دولڑکیاں تھی۔لڑکوں کے نام ذیل میں دیئے جاتے ہیں۔حضرت خواجہ عبدالقادر، خواجہ ابراہیم، خواجہ شبلی، خواجہ کریم الدین، خواجہ عبدالواحد، آپ کی لڑکیوں کی شادی کرنال کے شیخ زادوں میں ہوئی۔(سیرالاقطاب فارسی، ۲۰۷، ۲۰۸)

وفات شریف: آپ نے ۱۳، ربیع الاول ۷۶۵ھ کوانتقال فرمایا۔مزار پرانوار پانی پت میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔آپ کی عمر ایک سوستر سال سے زیادہ ہوئی۔

(سیرالاقطاب، فارسی ص ۱۹۸)

خلفاء: آپ کی وفات کے بعد خواجہ ابراہیم سجادہ نشین ہوئے انہوں نے اپنی خوشی سے خواجہ شبلی کو اپنے بجائے سجادہ نشین مقرر کیا۔آپ کے چالیس خلفاء ہیں۔آپ کے مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں (سیرالاقطاب فارسی ص ۱۹۸)

خواجہ عبدالقادر، خواجہ ابراہیم، خواجہ شبلی، خواجہ کریم الدین، خواجہ عبدالواحد، شیخ زینا، شیخ احمد قلندر، شیخ عبدالحق رددلوی، شیخ بہرام۔

سیرت پاک: آپ مادرزاد ولی تھے۔سماع سنتے تھے۔شکار کا شوق تھا۔لنگر آپ کا عام تھا۔ایک ہزار آدمی روزانہ آپ کے یہاں کھانا کھاتے تھے۔آپ کو جلال بہت تھا۔آپ جو فرماتے وہی اور ویسا ہوتا تھا۔اعراس میں شریک ہوتے تھے اور خود بھی عرس کرتے تھے۔جس پر آپ کی نظر پڑتی وہ ولی ہو جاتا۔آپ کے فیض کا چشمہ جاری تھا۔یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کی کمائی حضرت شیخ جلال الدین کبیرالاولیاء نے لٹائی۔

آپ صاحب کشف کرامات وصاحب مقامات جلیلہ تھے۔

آخری عمر میں آپ کے استغراق کا یہ حال تھا کہ نماز کے وقت آپ کے کان میں تین مرتبہ، حق حق، حق کہا جاتا تب آپ کو ہوش ہوتا اور نماز ادا کرتے۔آپ علم شریعت و

Marfat.com

طریقت وحقیقت ومعرفت میں عدیم العدل تھے۔

علمی ذوق: آپ کی کتاب ''زادالابرار'' آپ کے علمی ذوق کی آئینہ دار ہے۔

(سیرالاقطاب، فارسی ص ۱۹۸)

انکشاف حقیقت: سلطان فیروز شاہ نے جب وہ آپ کی قدم بوسی سے پانی پت میں مشرف ہوا۔ آپ سے پوچھا:۔

''یا شیخ! شما خدائے عزوجل رادیدہ اید''

(اے شیخ! کیا تم نے خدائے عزوجل کو دیکھا ہے)

آپ نے جواب دیا:

''دیدان حق سبحانہ تعالیٰ بدیں چشم سر بہ امر شرع شریف محالست ولیکن سایہ حق تعالیٰ رادیدہ ام۔''

(دیکھنا حق سبحانہ تعالیٰ کا اس چشم سر بہ امر شرع شریف محال ہے لیکن میں نے سایہ حق تعالیٰ کو دیکھا ہے)

کشف وکرامات: آپ کو بنور باطن حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی بیماری کا علم ہوا۔ آپ بقوت روحانی ایک ساعت میں دہلی پہنچے۔ مخدوم جہانیاں کو حالت نزع میں پایا آپ نے ان کی صحت کے لئے دعا فرمائی اور اپنی عمر کے چند سال ان کو دے کر اسی طرح ایک ساعت میں پانی پت واپس تشریف لائے۔

ایک مرتبہ آپ کا گزر ایک گاؤں سے ہوا۔ آپ نے دیکھا کہ گاؤں والے اپنا سامان لئے ہوئے جاتے ہیں۔ آپ نے وجہ پوچھی، انہوں نے عرض کیا کہ گاؤں میں ژالہ زدگی کی وجہ سے فصل خراب ہوگئی ہے لگان ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ حاکم وقت سخت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اس گاؤں کو ہمارے ہاتھ فروخت کرو اور ہمارے نام پر اس کا نام جلال آباد رکھو تو تمہارا لگان بھی ادا ہو جائے اور تم کو اچھی خاصی رقم بھی بچ جائے۔ وہ لوگ

Marfat.com

راضی ہوگئے۔

آپ نے لوگوں سے لوہا اور لوہے کا سامان لانے کو فرمایا اور لکڑی جمع کرنے کی تاکید فرمائی۔ ان لوگوں نے حکم کی تعمیل کی پھر آپ نے لکڑی کے جلانے اور لوہا اس میں ڈالنے کی ہدایت فرمائی آپ نے یہ بھی تاکید فرمائی کہ صبح کو آکر دیکھیں کہ کیا ہوا۔ اسی رات کو آپ اس گاؤں سے چل دیئے۔ صبح کو جب گاؤں والے وہاں گئے تو ان کو دیکھ کر حیرت ہوئی کہ سارا لوہا زر خالص تھا۔ انہوں نے لگان ادا کیا، باقی روپیہ اپنے خرچ میں لائے اور اس گاؤں کا نام جلال آباد رکھا۔

ایک دن آپ دریا کے کنارے تشریف لے گئے۔ وہاں ایک جوگی آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔ آپ کے وہاں پہنچنے پر جوگی نے آنکھیں کھولیں اور آپ کو سنگ پارس دیا۔ آپ نے اس پتھر کو دریا میں پھینک دیا جوگی خفا ہوا۔ آپ نے جوگی سے فرمایا کہ دریا میں جا کر اپنا پتھر لے آئے۔ لیکن اس کے علاوہ اور کوئی پتھر نہ لے۔ جب جوگی دریا میں گیا تو اس نے وہاں ہزاروں اس قسم کے پتھر پائے۔ اس نے اپنے پتھر کے علاوہ ایک اور پتھر اٹھایا اور ہر آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ وہ دوسرا پتھر کیوں چھپا کر لایا۔ اس نے دونوں پتھر آپ کے سامنے رکھ دیئے اور آپ کا مرید ہوا۔

آپ کی دعا سے حضرت جمال الدین ہانسوی کا سلسلہ جاری ہوا۔

ایک کیمیا گر آپ کے ایک صاحبزادے کے پاس آیا اور ان کا فقر و فاقہ دیکھ کر ان کو کیمیا سکھانے کا وعدہ کیا۔ انہوں نے آپ سے ذکر کیا آپ نے حجرے کی دیوار پر تھوکا۔ حجرہ سونے کا ہوگیا۔ آپ نے اپنے صاحب زادے سے فرمایا کہ کیمیائے سعادت سیکھنا بہتر ہے۔

Marfat.com

باب ۲۲

حضرت سید جلال الدین بخاری

حضرت سید جلال الدین بخاری سیاح بادیہ تجرید وتفرید ہیں۔

خاندانی حالات: آپ سادات حسینی سے ہیں۔ بخارا کے ایک معزز خاندان سے تھے آپ کے دادا شیخ جلال الدین سرخ بخاری اپنے وطن بخارا سے ہجرت کر کے ملتان آئے۔ حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے مرید ہوئے۔ اوران ہی سے خرقہ خلافت پایا اپنے پیرومرشد کے حکم سے اوچہ میں سکونت اختیار کی۔ ان کے تین لڑکے تھے۔ سب سے بڑے لڑکے کا نام سید احمد کبیر ہے۔ دوسرے لڑکے کا نام سید بہاء الدین ہے۔ ان کے سب سے چھوٹے لڑکے سید صدرالدین المعروف بہ محمد غوث ہیں

والد: آپ کے والد ماجد کا نام سید احمد کبیر ہے۔

ولادت: آپ کی ولادت باسعادت اوچہ میں ۱۵ شعبان ۷۰۷ھ کو واقع ہوئی

(سالک السالکین جلد دوم ص ۴۲۵)

نام: آپ کا نام سید جلال الدین حسینی ہے۔

کنیت: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔

لقب: آپ کا لقب ''مخدوم جہانیاں جہاں گشت ہے'' بعض آپ کو ''مخدوم جہانیاں'' کے لقب سے پکارتے ہیں۔

لقب کی وجہ تسمیہ: ایک سال عید کی رات کو آپ حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے مزار مبارک پر یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ پھر صدرالدین عارف اور حضرت رکن الدین ابوالفتح کے مزارات پر حاضر ہوئے۔ ہر جگہ عیدی مانگی، ہر جگہ سے آپ کو ''مخدوم جہانیاں'' خطاب عطا ہوا۔ اسی خطاب سے آپ مشہور ہوئے (سیر العارفین: سالک السالکین جلد دوم ص ۴۲۷)

Marfat.com

بچپن کا ایک واقعہ: آپ کے والد ماجد آپ کو حضرت شیخ صدرالدین عارف کے خلیفہ شیخ جمال الدین خنداں اونچی کی خدمت بابرکت میں لے گئے اور اپ کو دست بوس کرایا۔ اس وقت آپ کی عمر سات سال کی تھی۔ حضرت شیخ جمال الدین خنداں کے سامنے چھواروں کا ایک خوان آیا۔ اس میں سے کچھ چھوارے آپ کو بھی دیئے گئے۔ آپ نے وہ چھوارے مع گٹھلیوں کے کھالئے۔ حضرت شیخ جمال الدین خنداں نے جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے جواب دیا۔

اس میں برکت ہے اور پھینکنا بے ادبی ہے۔

یہ سن کر حضرت جمال الدین خنداں خوش ہوئے اور آپ کو دعائیں دیں۔

تعلیم وتربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت اونچہ میں ہوئی۔ علامہ قاضی بہاءالدین آپ کے استاد تھے۔ قاضی صاحب کے انتقال کے بعد ہدایہ و بزودی ختم کرنے اور مزید تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے آپ اونچہ سے ملتان آئے۔

شیخ موسیٰ اور مولانا امجد الدین ایسے شفیق استاد ملے۔ آپ نے ہدایہ اور بزودی جلد ہی ختم کی۔ بعدازاں مدینہ جا کر مزید تعلیم حاصل کی ملتان میں آپ شیخ رکن الدین ابو الفتح کی اجازت سے مدرسے میں رہتے تھے۔

واپسی: آپ کے والد ماجد اور شیخ جمال الدین خنداں میں کچھ کشیدگی پیدا ہوگئی تھی۔ جب حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتحؒ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کو اپنی خاص کشتی پر سوار کرا کے اونچہ بھجوایا اور آپ کے والد کو آپ کے ذریعے یہ ہدایت فرمائی کہ وہ حضرت شیخ جمال الدین خنداں کا ادب ملحوظ خاطر رکھیں۔ جب آپ نے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح کا یہ پیغام اپنے والد ماجد کو پہنچایا۔ آپ کے والد اسی وقت حضرت شیخ جمال الدین خنداں کے پاس گئے اور ان سے بغل گیر ہوئے۔

سیر وسیاحت: آپ نے بہت سیر وسیاحت فرمائی۔ تین سو سے زیادہ بزرگوں سے ملے

Marfat.com

اوران سے فیوض وبرکات حاصل کئے۔کئی سال مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں رہے۔عرب عراق اور شام، مصر بلخ ،خراساں وغیرہ کی سیر وسیاحت فرمائی۔

آپ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ''جب آپ جب کسی سے معانقہ فرماتے تو جو نعمت اس کے پاس ہوتی اسی وقت جذب کر لیتے ،یعنی آپ اس قدر توجہ اور خدمت سے کام لیتے کہ وہ شخص بے اختیار ہو کر آپ کو اپنی ہر نعمت دے دیتا۔'' (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۲۹۶)

بیعت وخلافت: آپ اپنے والد ماجد سے سلسلہ سہروردی میں بیعت ہوئے۔پھر آپ نے اپنے چچا حضرت سید صدر الدین المعروف بہ محمد غوث سے خرقہ پہنا۔حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح سے بھی آپ نے خرقہ خلافت پہنا۔

آپ کو چودہ خانوادوں میں بیعت اور خلافت حاصل تھی (سالک السالکین، جلد دوم ص ۴۲۶)

آپ خود فرماتے ہیں کہ آپ نے خرقہ سیادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پہنا کہ جو خرقہ ان (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کو سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تھا۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریاؒ کا خرقہ اپنے والد سید احمد کبیر سے پہنا۔''

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح سے خرقہ عالم خواب میں پہنا اور بیدار ہونے کے بعد وہ سر پر پایا۔

حضرت نظام الدین اولیاء سے عالم خواب میں پہنا جو بیدار ہونے کے بعد سر پر پایا۔

حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح کے خلیفہ حضرت شیخ قوام الدین سے حضرت قطب الدین منور سے۔

حضرت نصیر الدین چراغ دہلی سے

شیخ مکہ امام عبداللہ یافعی سے

شیخ مدینہ حضرت عبداللہ المطری سے

قطب عدن حضرت فقیمہ بصال سے

Marfat.com

شیخ اسحاق کازرونی سے
شیخ امین الدین سے
شیخ امین الدین، بھائی شیخ امام الدین سے
شیخ حمید الدین سے
حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے خلیفہ شیخ شرف الدین محمود شاہ تشتری سے
سید احمد رفاعی سے
شیخ نجم الدین صنعانی سے
حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ سے
حضرت خضر سے
حضرت احد الدین حسنی سے
حضرت شیخ نور الدین سے (سالک السالکین، جلد دوم ص ۴۲۶)

ملازمت: سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد میں آپ کو منصب شیخ الاسلامی و مسند خانقاہ محمدی پیش کیا گیا۔ آپ نے عہدہ قبول فرمایا۔ اور کچھ عرصہ تک منصب شیخ الاسلامی و مسند خانقاہ محمدی پر سیوستان اور اس کے مضافات میں فائز رہ کر اپنے فرائض بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔

حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتحؒ کے حکم سے ملازمت سے مستعفی ہو گئے۔

سفر: ملازمت سے مستعفی ہو کر آپ مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے کہا

"السلام علیکم یا جدی"

وہاں سے جواب ملا۔

"وعلیکم السلام یا ولدی"

شیخ عفیف عبداللہ المطری سے آپ نے کلاہ ارادت اور خرقہ خلافت حاصل کیا

Marfat.com

اوران سے ''عوارف'' اور دیگر کتابیں پڑھیں۔ جب آپ تہجد سے فارغ ہوتے تو شیخ عبداللہ المطری تشریف لاتے۔ ان کے ایک ہاتھ میں کھانا ہوتا اور دوسرے ہاتھ میں چراغ وہ آپ کو ''صحاح'' ''عوارف'' اور ''رسائل سلوک'' کا سبق دیتے۔ (سیر العارفین)

ایک دن کا واقعہ ہے کہ امام غیر حاضر تھے، آپ نے امامت کی،

آپ بپاس ادب اس جگہ سے جہاں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے۔ ایک صف پیچھے کھڑے ہوئے۔ شیخ عبداللہ المطری آپ کی اس بات سے بہت خوش ہوئے۔

مکہ میں آمد: مدینہ منورہ سے آپ مکہ آکر امام عبداللہ یافعی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تربیت حاصل کر کے کامیاب و کامران ہوئے۔

واپسی: چھ سال مدینہ اور مکہ میں رہ کر ۷۵۲ھ میں وطن واپس ہوئے۔

(سالک السالکین ص ۴۶۹، ۴۳۲)

اس سفر میں آپ سید صدر الدین کماش اور شیخ حمید الدین بن محمود الحسنی سمرقندی سے بھی ملے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ (سالک السالکین ص ۴۳۱)

واپسی پر آپ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور ان سے خرقہ خلافت پایا۔

سلطان فیروز کی بازیابی: سلطان فیروز تغلق آپ کا معتقد و منقاد تھا۔ اس کے عہد حکومت میں آپ کئی دفعہ اوچہ سے دہلی تشریف لائے۔ (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۲۹۷)

شادی: آپ نے شادی کی تھی۔

وفات: کچھ روز بیمار رہ کر ۱۰ ذی الحجہ ۷۸۸ھ کو آپ رحمت حق میں پیوست ہوئے

(سالک السالکین جلد دوم ص ۴۶۲)

خلفاء: آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں۔

قاضی عبدالملک المعروف بہ شاہ اجمل اور سید صدر الدین المعروف بہ راجو قتال

Marfat.com

جوآپ کے چھوٹے بھائی ہیں۔

سیرت: آپ ترک وتجرید، عبادات، ریاضت اور مجاہدہ میں ممتاز تھے۔ دن ورات میں پانسورکعت نماز پڑھنا آپ کا معمول تھا۔ آپ ساتوں قرات کے قاری تھے۔ آخری عمر میں بھی سورکعت نماز پڑھتے تھے۔ ذکر جہر بہت کرتے تھے۔ لباس آپ کا معمولی تھا۔ سماع سنتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ سماع نہیں سنتے تھے۔ (سالک السالکین جلد دوم، ص ۴۳۵)

آپ جس بزرگ سے ملتے اس سے فیض پانے کی کوشش کرتے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح دہلیز سے نیچے اتر رہے تھے۔ آپ نیچے لیٹ گئے۔ تاکہ وہ اتر جائیں۔ حضرت رکن الدین ابوالفتح اس بات سے بہت خوش ہوئے، انہوں نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور اپنا سینہ آپ کے سینے سے ملایا۔

ایک دن شیخ رکن الدین ابوالفتح غسل کررہے تھے۔ پانی نیچے گر رہا تھا۔ آپ اس غسل کے پانی سے نہائے۔ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح کو جب یہ معلوم ہوا، تو آپ کو نعمت خاص سے سرفراز فرمایا (سالک السالکین جلد دوم ص ۴۲۸، ۲۶۹)

انکساری: آپ میں انکساری اس درجہ تھی کہ ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ: عمامہ خاص مردوں کے لئے ہے اور میں مرد نہیں ہوں۔"

تحمل: آپ جب کسی کو مرید کرتے تو فرماتے کہ "میں صرف وکیل ہوں"۔

آپ کے تحمل اور بردباری کا یہ حال تھا کہ آپ سلطان فیروز کے وزیر خاں جہاں کے پاس جس نے ایک محرر کے بیٹے کو قید کردیا تھا۔ انیس بار سفارش کرنے تشریف لے گئے۔ خان جہاں آپ سے نہیں ملا۔ بیسویں بار جب آپ تشریف لے گئے۔ تو خان صاحب نے آپ سے کہلا بھیجا کہ:

"اے سید تم کو غیرت نہیں آتی"

آپ نے وزیر سے کہلا بھیجا کہ:

Marfat.com

''اے عزیز میں جتنی بار آتا جاتا ہوں مجھ کو ثواب ملتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مظلوم کو تیرے ہاتھ سے چھڑاؤں تا کہ تو بھی درجہ ثواب کہ پہنچے۔''

خان جہاں پر اس کا بہت اثر پڑا۔ وہ ننگے سر، گلے میں رسی ڈالے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ معافی کا خواستگار ہوا، مرید ہوا، محرر کے بیٹے کو خلعت اور گھوڑا دے کر رہا کر دیا۔ آپ کو نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے وہ نذرانہ محرر کے بیٹے کو دے دیا۔

(سالک السالکین (جلد دوم) ص ۴۳۴)

تعلیمات: آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

''خرقہ دو طرح کا ہے، خرقہ تصوف اور خرقہ تشبہ، خرقہ تصوف خرقہ صحبت ہے۔ اور خرقہ تشبہ خرقہ تبرک کو کہتے ہیں۔ اس میں صحبت کی شرط نہیں۔

صبر: آپ فرماتے ہیں کہ۔

''صبر تین طرح پر ہے۔ صبر عام، صبر خاص، صبر اخص الخاص، صبر عام یہ ہے کہ نا پسندیدہ بات پر باوجود دشوار معلوم ہونے کے اپنے نفس کو روکے۔ صبر خاص یہ ہے کہ کڑوی چیزوں کو بغیر ترش روئی کے پیئے۔ صبر اخص الخاص یہ ہے کہ بلا سے لذت حاصل کرے۔''

تقوی: آپ فرماتے ہیں۔

''تقویٰ تین طرح پر ہے۔ عام، خاص، خاص الخاص، عام یہ ہے کہ کفر و گناہ اور بدعتوں سے پرہیز کرے۔ خاص یہ ہے کہ مالا یعنی جو چیز کہ نفع دے۔ نہ نقصان پہنچائے اس سے بھی پرہیز کرے مثلاً مباعات کی قسم سے اور خاص الخاص یہ ہے کہ ماسوائے اللہ سے پرہیز کرے۔''

مشیخت: آپ فرماتے ہیں ''مشیخت کے لئے تین شرطیں ہیں۔ اگر یہ تینوں نہ ہوں تو مشیخت درست نہیں۔ اول شرط یہ ہے کہ وہ تین علم یعنی شریعت طریقت و حقیقت کا عالم ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس زمانے کے علماء اس کو قبول کریں اور اس کے معتقد مرید ہوں۔

Marfat.com

تیسری شرط یہ ہے کہ اس کو سوائے حق تعالیٰ کے اور کوئی طلب نہ ہو۔"

شریعت، طریقت، حقیقت: آپ فرماتے ہیں۔

"شارع چلنے والا ہے آداب واحکام شریعت میں اور طارق چلنے والا ہے اداب سرِ حقیقت میں، کپڑے کا نگاہ رکھنا لوث نجاست سے اور جسم کا معصیت شریعت ہے۔

اور دل کا نگاہ رکھنا کدورتِ بشریت سے طریقت ہے۔

اور خاطر نگاہ رکھنا غیر خدائے عزوجل سے حقیقت ہے

مونہہ قبلہ کی طرف لانا شریعت ہے۔

اور دل حق تعالیٰ کی طرف لانا طریقت

اور اس میں ملازم رہنا حقیقت ہے۔"

اقوال: ☆ اعتبار خرقہ حاصل کرنے کا نہیں ہے۔ پیر کی صحبت کا ہے۔

☆ سالک کو ایسا مشغول ہونا چاہیے کہ اس کا وظیفہ خلا وملا وجمع وتنہائی میں ترک نہ ہو۔

☆ خلق کو مثل جماد کے جانے۔ خلق کی وجہ سے عمل ووظیفہ کو ترک نہ کرے۔

☆ سالک کو چاہیے کہ غیر حق کو دل میں جگہ نہ دے۔

☆ جو عمل دنیا میں پھل نہ دے اس کا حصہ عقبیٰ میں نہ ہوگا۔

☆ درویش بشرط پیروی قول وفعل وحال اپنے پیغمبر کے ولی ہوتا ہے اگر مخالفت ہے تو ولی نہیں۔

☆ مراقبہ یہ ہے کہ ہمیشہ اس بات کو جانے کہ حق تعالیٰ مجھ پر مطلع ہے اور مجھ کو دیکھتا ہے، نہ یہ کہ سر کو زانو پر رکھ کر بیٹھا رہے۔

☆ جاہل صوفیوں سے دور رہو۔ کیوں کہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں۔

☆ علم لدنی کے لئے تقوی شرط ہے، جیسے کہ نماز کیلئے وضو

☆ طالب کو چاہیے کہ خلوت اختیار کرے تا کہ تفرقہ اس کا جمع ہو جائے۔

Marfat.com

☆ مومن پر واجب ہے کہ پہلے علم حاصل کرے۔ بعد اس کے عمل میں مشغول ہو۔
☆ جب تک انقطاع خلائق نہ ہوگا فتح یاب نہ ہوگا۔
☆ اولیاء اللہ، کسی آدمی یا کسی چیز سے نہیں ڈرتے مگر حق تعالیٰ سے۔
☆ ہر سانس کہ گزرتی ہے ملک دو جہاں کی قیمت رکھتی ہے۔
☆ جب سالک کے نزدیک مدح وقدح خلق مساوی نہ ہو جائیں۔ کامل نہیں ہوتا۔
☆ شارع نے شرع میں دو چیزیں رکھی ہیں۔ رخصت وعزیمت، رخصت میں ایک اجر ہے اور عزیمت میں کہ وہ ہمت ہے۔ دو اجر ہیں۔
☆ ذکر کے واسطے خلوت بہتر ہے
☆ بہترین اعمال تین ہیں۔
☆ علائق کا قطع کرنا۔
☆ دقائق کا نگاہ رکھنا۔
☆ حقائق کا دریافت کرنا۔

جس میں یہ تین خصلتیں موجود ہوں وہ صوفی ہے۔

درود وظیفہ: آپ فرماتے ہیں کہ ''یا حی یا قیوم اسم اعظم ہے''۔

کشف وکرامات: ایک دن آپ نماز چاشت میں مشغول تھے۔ آپ کا چھوٹا لڑکا جس کی عمر چار سال تھی، آپ کے مصلے کے نزدیک کھیل رہا تھا۔ بچے کی کھیلنے کی وجہ سے آپ کو نماز میں یک سوئی حاصل نہ ہوئی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے سید شمس الدین سے فرمایا۔

''مجھے اس لڑکے کے زندہ رہنا مشکل نظر آتا ہے۔ کیوں کہ عین نماز میں میری طبیعت اس کی طرف مائل تھی۔''

ظہر کے وقت اس لڑکے کو بخار ہوا اور اسی رات اس کا انتقال ہو گیا۔

دہلی میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے لوگ پریشان تھے۔ آپ سے دعا کے طالب

Marfat.com

ہوئے۔آپ نے دعا کی۔اتنی بارش ہوئی کہ لوگوں نے عاجز ہوکر بارش کے بند ہونے کی آپ سے دعا کرائی۔آپ نے دعا کی اور بارش رک گئی۔(تاریخ فرشتہ، فارسی ص۴۱۲)

ایک سال ماہ رمضان میں آپ نے اوچہ کی جامع مسجد میں اعتکاف فرمایا۔ایک دن اوچہ کا حاکم جس کا نام سرمرہ تھا۔جامع مسجد میں آیا آپ کے پاس بہت لوگ جمع ہو گئے۔اس نے سب کو جامع مسجد سے باہر نکال دیا۔آپ کو یہ بات ناگوار گزری۔آپ نے سومرو سے فرمایا کہ:

''اے سومرہ! کیا تو دیوانہ ہوگیا ہے کہ درویشوں کو تنگ کرتا ہے۔''

آپ کا یہ فرمانا تھا کہ سومرہ دیوانہ ہوگیا۔سومرہ کی ماں اس کو آپ کے پاس لائی اور آپ سے معافی کی خواستگار ہوئی۔آپ نے اس کو ہدایت فرمائی کہ سومرہ کو غسل دے کر اور کپڑے پہنا کر حضرت جمال الدین خنداں کے مزار پر لے جائے۔اور پھر آپ کے پاس لائے۔

اس کی ماں نے ایسا ہی کیا۔سومرہ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے آپ سے اور درویشوں سے معافی چاہی، معافی کا خواستگار ہوا۔اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھا۔آپ کی دعا سے وہ بالکل اچھا ہوگیا۔(سالک السالکین جلد دوم ص۴۳۲)

Marfat.com

پسند را آیں کہ مہرت از دل عاشق رود ہرگز
چو خیزد مبتلا خیزد چو میرد مبتلا میرد

حصہ چہارم

Marfat.com

باب ۲۳

حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی

حضرت میر سید اشرف جہاں گیر سمنانی قدوۃ الاخیار ہیں۔

خاندانی حالات: آپ سمنان کے شاہی خاندان سے تھے۔

والد: آپکے والد سلطان ابراہیم سمنان کے بادشاہ تھے۔

والدہ: آپ کی والدہ ماجدہ کا نام خدیجہ بیگم تھا۔

بہن: آپ کے ایک بہن تھیں۔

ولادت کی پیشین گوئی: آپ کی ولادت سے قبل حضرت خواجہ احمد یسوی کی روح پاک نے آپ کی والدہ ماجدہ کو مطلع کیا تھا کہ ان کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اپنے نور ولایت سے دنیا کو روشن کرے گا۔

ولادت مبارک: آپ نے ۶۸۸ھ میں اس عالم کو روشنی بخشی۔

نام: آپ کا نام سید اشرف ہے۔

لقب: آپ اپنے پیرومرشد کے عطا کردہ لقب ''جہانگیر'' سے پکارے جاتے ہیں۔

(لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی (فارسی) ص ۹۹۰)

تعلیم وتربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت آپ کے والد ماجد کے سایہ عاطفت میں ہوئی آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا اور ساتھ ہی ساتھ قرآت بھی سیکھی۔ پھر علوم ظاہری کی طرف توجہ فرمائی۔ چودہ سال کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فراغت پائی۔

والد کا وصال: ابھی آپ علوم ظاہری سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ آپ کے والد ماجد نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

Marfat.com

تخت نشینی: والد کے انتقال کے بعد آپ تخت پر بیٹھے۔ اور عنان حکومت سنبھالی۔

بشارت: آپ حضرت اویس قرنی کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ انہوں نے ذکر اویسیہ آپ کو تعلیم فرمایا۔ آپ اس ذکر میں مشغول ہوئے۔ ایک دن حضرت خضر علیہ السلام نے تشریف لا کر آپ سے فرمایا کہ اگر خدا کی طلب ہے تو دنیا کو چھوڑ۔ ہندوستان جا اور شیخ علاؤالدین بنگالی سے اپنا حصہ لے۔"

تخت سے دست برداری: حضرت خضر علیہ السلام کی نصیحت آپ کی زندگی میں کایا پلٹ کا باعث ہوئی آپ تاج وتخت سے دست بردار ہوئے۔ عنان حکومت سلطان محمود کے سپرد فرمائی اور اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر ہندوستان روانہ ہوئے۔

ہندوستان میں آمد: اوچ پہنچ کر حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے روحانی فیوض برکات سے مستفید و مستفیض ہوئے پھر دہلی سے بنگال روانہ ہوئے۔

بیعت وخلافت: حضرت شیخ علاؤالدین بنگالی نے آپ کا شان دار استقبال کیا۔ آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا۔ اپنے حلقہ ارادت میں آپ کو داخل کیا۔ "جہاں گیر" کے لقب سے آپ کو ممتاز کیا اور خرقہ خلافت سے سرفراز کیا۔ (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۳۳۶)

پیر ومرشد کی ہدایت: آپ کے پیر ومرشد حضرت علاؤالدین بنگالی بن اسعدی لاہوری نے آپ کو جونپور جانے کی ہدایت فرمائی۔ آپ نے اپنے پیر ومرشد سے عرض کیا کہ جونپور میں تو شیخ حاجی چراغ ہند سہروردی مقیم ہیں۔ وہ اس شیر وقت سے کیسے مقابلے کی تاب لا سکیں گے۔ آپ کے پیر ومرشد نے آپ کی ہمت بندھائی اور فرمایا کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ ان کو ایک شیر کا بچہ ملے گا جو اس شیر سے خود سمجھ لے گا۔

جونپور میں آمد: بحکم پیر ومرشد آپ جونپور روانہ ہوئے۔ راستے میں محمد پور میں قیام فرمایا۔ ایک دن وہاں کے علماء سے خلفائے راشدین کے متعلق گفتگو ہوئی۔ آپ نے خلفائے راشدین پر ایک کتاب لکھی تھی۔ وہ کتاب علماء کو دکھائی۔ اس کتاب میں حضرت علی

Marfat.com

کرم اللہ وجہہ کی اور خلفاء پر فضیلت دیکھ کر علماء برہم ہوئے۔ علماء نے آپ کو پریشان کرنا چاہا۔ وہاں کے ایک سربرآوردہ عالم اور مفتی شہر مولوی سید خاں نے علماء سے کہا کہ اس کی مخالفت بے بنیاد اور اعتراض غلط ہے۔ وہ (حضرت اشرف) سید ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے آباؤ اجداد کی تعریف کرے تو اعتراض کی کیا بات ہے۔ علماء نے سند مانگی۔ مولوی سید خاں نے سند پیش کی۔ علماء خاموش ہو گئے۔

محمد پور سے آپ ظفر آباد تشریف لائے۔ شیخ کبیر آپ سے بیعت ہوئے یہ بات شیخ حاجی چراغ ہند سہروردیؒ کو ناگوار ہوئی۔ انہوں نے شیخ کبیر کو بددعا دی۔ لیکن آپ کی بددعا کا کوئی اثر نہ ہوا اور شیخ کبیر جوان نہیں مرے بلکہ بہت کافی ضعیف ہو کر مرے۔

جونپور پہنچ کر آپ نے کچھوچھہ میں جو جونپور کے علاقے میں ایک قصبہ ہے سکونت اختیار فرمائی۔ کچھوچھہ میں ایک خانقاہ تعمیر کرائی۔ اور ایک باغ لگایا اور اس کا نام روح آباد رکھا۔

سیر و سیاحت: جونپور سے آپ حرمین شریف کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ اس سفر میں حضرت بدیع الدین قطب مدار بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ وہ تو واپس ہندوستان آ گئے۔ اور آپ نجف اشرف، کربلائے معلّٰی اور دمشق سے ہوتے ہوئے پھر مکہ معظّمہ آئے اور حج کے بعد بغداد کاشان سے ہوتے ہوئے اپنے وطن سمنان پہنچے۔ اپنی بہن سے ملے۔ سمنان میں کچھ دن قیام کر کے آپ مشہد روانہ ہوئے۔ مشہد میں آپ کی ملاقات امیر تیمور سے ہوئی۔ مشہد سے ہرات، ماوراالنہر، ترکستان، بخارا، غزنی، کابل، ملتان، اجودھن، دہلی، اجمیر، گلبرگہ، سراندیپ، گجرات سے ہوتے ہوئے کچھوچھہ واپس آئے اور اپنی خانقاہ میں قیام فرمایا۔

دوبارہ سفر: کچھ دن خانقاہ میں قیام فرما کر آپ نے پھر رخت سفر باندھا۔ اس مرتبہ میر سید علی ہمدانی بھی ہمراہ تھے۔ آپ نے دور از ممالک کی سیر و سیاحت فرمائی۔ بہت سے

Marfat.com

درویشوں سے ملے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کیں۔ پھر کچھوچھہ آ کر خانقاہ میں رہنے لگے۔

وصال: آپ نے ۲۷ محرم ۸۰۸ھ کو اس جہاں فانی سے سفر دار لآاخرت فرمایا آپ کا مزار پرانوار کچھوچھہ میں مرجع خاص وعام ہے۔ (تذکرہ العابدین ص ۲۶۲)

خلیفہ: حاجی عبدالرزاق آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔

سیرت مبارک: آپ جامع علوی ظاہری و باطنی ہیں۔ آپ نے چار خانوادوں سے فیض حاصل کیا۔ آپ علم، عبادت، ریاضت، مجاہدہ، زہد تقوی، حلم جود وسخا تحمل اور بردباری میں بے نظیر تھے۔ آپ صاحب کشف کرامات ہیں۔ آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں خلفائے راشدین پر آپ کا ایک رسالہ اور ''بشارات المریدین'' آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ آپ کے مکتوبات تصوف وعرفاں کا بیش بہا خزانہ ہیں۔ آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کا تخلص ''اشرف'' ہے۔ آپ کی مشہور غزل ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

(لطائف اشرفی، حصہ اول، اردو ترجمہ، ۳۷)

غزل

وصل چوں دست داد ملک جہاں گوش مباش لعل تو چوں حاصل است جوہر جاں گو مباش
آیت حسن ترا حاجتِ تفسیر نیست صورت خورشید را شرح و بیاں گو مباش
صف شکنِ عاشقاں فتنہ آخرِ زماں غمزۂ ابروئے تست تیر و کماں گو مباش
عاشق روئے تو نیست طالب و دنیا و دیں آرزوئے جاں توئی کون و مکان گوش مباش
گردش گردوں اگر قطع شود گو بشو حاصلِ فطرت توئی دور زماں گو مباش
آتش عشق از بسو خت خرمن ما گو بسوز
اشرف شوریدہ را نام و نشاں گو مباش

تعلیمات: آپ کی تعلیمات کی ادفایت اور اہمیت میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں

Marfat.com

توحید: آپ فرماتے ہیں۔

''توحید یعنی خدا کو ایک جاننا یہ ہے کہ عاشق معشوق کی صفات میں فنا ہو جائے۔

(لطائف اشرفی حصہ اول اردو ترجمہ، ص ۱۷)

محفل توحید: آپ فرماتے ہیں۔

''جب سالک عقائد و اصطلاح صوفیہ سے واقف ہو گیا تو اس کے لئے ضروری ہے کہ زیادہ وقت محفل توحید میں صرف کرے اور مثل بگلے کے بیٹھا رہے۔'' آپ سے پوچھا گیا کہ بگلے کی طرح بیٹھنے سے کیا مطلب ہے۔''

آپ نے جواب دیا۔

''بغیر تلاش کے پانا، بغیر دیکھے ہوئے دیدار ہو جانا۔''

ولایت: آپ فرماتے ہیں۔

''ولایت وہ ہے کہ بندہ فنا کے بعد قاسم اور باقی رہے اور تمکین وصفا سے موصوف ہو۔'' (لطائف اشرفی، حصہ اول، اردو ترجمہ ص ۲۱)

خدمت خلق: آپ فرماتے ہیں۔

''بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ نوافل پڑھنا خدمت خلق سے بہتر ہے ان کا یہ خیال غلط ہے کیوں کہ خدمت کا جو اثر قلب پر پڑتا ہے وہ ظاہر ہے۔ دونوں کے نتیجے پر نظر کرتے ہوئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ خدمت خلق نوافل پڑھنے سے بہتر ہے۔

اقوال: ☆ گروہ صوفیا کے علم توحید کا جاننا ضروری ہے۔ کیوں کہ طریقت و حقیقت کا انحصار اسی علم شریف سے ہے۔

☆ جو شخص ریاضت و مجاہدہ نہ کرے اس کو دولت مشاہدہ نہیں حاصل ہو سکتی۔

☆ ارباب ذوق کے نزدیک اگر ایک سانس بھی نسبت شریفہ سے خالی ہوتی ہے تو اہل دل اسے مردہ تصور کرتے ہیں۔

☆ولی کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ عالم ہو جاہل نہ ہو۔ منفصل ہو متصل نہ ہو۔ کسی کو چشم حقارت سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ کیونکہ کہ اکثر اس میں خدا کے دوست چھپے رہتے ہیں۔

اوراد و وظائف: آپ کے بتائے ہوئے چند اوراد و وظائف پیش کئے جاتے ہیں۔

حاجت پوری ہونے کے واسطے: سورۃ اخلاص ہزار بار یا سو مرتبہ پڑھے۔

(لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی)

ہر مقصد کے پورا ہونے کے واسطے: سورۃ یسٰین جس کام کے لئے پڑھے وہ کام پورا ہوئے۔

کشف و کرامات: محمد پور میں جب آپ پہنچے تو مولوی سید خاں کو آپ نے یہ مژدہ سنایا کہ ان کے چار لڑکے ہوں گے جو علوم و فضل و کمال سے آراستہ ہوں گے۔ ایسا ہی ہوا۔

ظفر آباد میں آپ کا مذاق اڑانے کی غرض سے کچھ لوگ ایک زندہ شخص کو کفن پہنا کر اور پلنگ پر لٹا کر آپ کے پاس لائے آپ سے درخواست کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ آپ نے اول تو انکار کیا۔ لیکن جب وہ لوگ نہ مانے تو آپ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے جب تکبیر پر جیسا کہ طے ہوا تھا وہ شخص اٹھ بیٹھے گا۔ وہ نہیں اٹھا تو لوگوں نے پاس جا کر دیکھا اس شخص کو مردہ پایا۔ ایک قلندر جس کا نام علی تھا بہت سے قلندروں کو ہمراہ لے کر آپ کے پاس آیا اور آپ سے دریافت کیا کہ جہانگیری کہاں سے پائی۔ آپ نے جواب دیا کہ اپنے پیر و مرشد سے اس نے کہا کہ اس کا کیا ثبوت ہے۔ یہ سن کر آپ کو غصہ آیا اور وہ قلندر جس کا نام علی تھا زمین پر گرا اور مر گیا۔ (معارج راولولایت)

آج بھی آپ کا مزار آسیب کو دور کرنے کے لئے مشہور ہے۔ جن لوگوں پر آسیب کا اثر ہوتا ہے وہ آپ کے مزار مبارک کی برکت سے اچھے ہو جاتے ہیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کا نام نامی اسم گرامی پڑھ کر دم کرنے سے آسیب زدہ کا اثر جاتا رہتا ہے۔

حضرت شیخ فتح اللہ اودھی

عزت شیخ فتح اللہ اودھی کاملین وقت سے تھے۔

دایل زندگی: آپ کی شروع کی زندگی درس وتدریس میں گزری آپ علمائے کرام دہلی سے تھے۔

جت وخلافت: آپ حضرت شیخ صدرالدین طبیب دلہا کے مرید اور خلیفہ تھے۔

یر ومرشد کی ہدایت: آپ کو باوجود بہت مجاہدوں کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ آپ کو اس ت کا رنج ہوا۔ آپ نے اپنے پیرومرشد سے شکایت کی۔ آپ کے پیرومرشد نے آپ سے فرمایا:

''شغل درس وتدریس چھوڑ دو، اور ساری کتابیں طلباء میں تقسیم کردو۔''

آپ نے چند خاص کتابیں رکھ لیں اور باقی کتابیں تقسیم کردیں۔ لیکن پھر بھی کوئی ئدہ نہ ہوا۔ جب ان کتابوں کو بھی علیحدہ کردیا تو آپ درجہ کمال کو پہنچے۔

فات: آپ نے ۸۲۱ھ میں انتقال فرمایا۔ (سالک السالکین جلد دوم ص ۵۲۴)

لفاء: آپ کے خلیفہ حسب ذیل ہیں۔ حضرت شیخ قاسم اودھی اور حضرت شیخ محمد عیسیٰ نپوری۔

یرت: آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔ آپ استغراق میں محو رہتے تھے۔

Marfat.com

باب ۴۵

حضرت سید محمد گیسو دراز

حضرت سید محمد گیسو دراز مشاہیر اولیاء سے ہیں۔

خاندانی حالات: آپ حضرت زین العابدین کی اولاد سے ہیں پس آپ حسینی ہیں۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد سید یوسف حسینی صوفی صافی تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء سے بیعت تھے۔ حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے روحانی فیوض سے بھی مستفیض تھے۔ سید راجہ کہلاتے تھے۔ آپ نے ریاضت شاقہ ومجاہدات بہت کئے۔ اپنے نفس کے ساتھ جو جہاد آپ نے کیا اس کی وجہ سے دکن میں ''راجو قتال'' مشہور ہوئے۔

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ کے بھائی ملک الامراء سید ابراہیم مستوفی دولت آباد کے گورنر ہو گئے تھے۔

بھائی: آپ کے بڑے بھائی کا نام سید حسن ہے۔

ولادت مبارک: آپ نے ۴ رجب ۷۲۰ھ کو دہلی میں اس عالم کو زینت بخشی۔

(تکملہ سیر الاولیاء فارسی، ص ۲۲، لطائف اشرفی

نام نامی: آپ کا نام محمد ہے۔

کنیت: آپ کی کنیت ابوالفتح ہے۔

القاب: ''صدر الدین'' ''ولی الاکبر'' ''الصادق'' اور خواجہ بندہ نواز گسیو دراز'' کے لقب سے آپ مشہور ہیں۔

گیسو دراز کہلانے کی وجہ تسمیہ: آپ کے گیسو دراز بہت دراز تھے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ نے اپنے پیر ومرشد حضرت نصیر الدین محمود دہلی کی پالکی کاندھے پر اٹھائی اور اسے کو لے کر چلے۔ حضرت چراغ دہلی کے چند اور مرید بھی پالکی اٹھانے میں شریک تھے

Marfat.com

پ کے گیسو پالکی کے پائے میں الجھ گئے۔آپ نے گیسوؤں کو نکالنے کی کوشش نہ کی۔اسی رح پالکی کو کاندھے پر رکھے رہے۔ بہ پاس ادب نے آپ نے پالکی کو روکنا پسند نہ کیا۔ ب حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ آپ کے ادب، عشق و بت اور عقیدت سے بہت خوش ہوئے۔ حضرت چراغ دہلی نے اسی وقت یہ شعر پڑھا۔[1]

ہر کہ مرید سید گیسو دراز شد
واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد

ں دن سے آپ ''گیسو دراز'' مشہور ہوئے۔

ولت آباد میں آمد: سلطان بن محمد تغلق نے بجائے دہلی کے دولت آباد کو دار الخلافت رار دے کر دہلی کے باشندوں کو حکم دیا کہ وہ دولت آباد جا کر آباد ہوں۔آپ کے والد ماجد ار رمضان ۷۲۸ھ کو دہلی سے سکونت ترک کر کے مع اہل وعیال دولت آباد روانہ ہوئے اور ۷ محرم ۷۲۹ھ کو دولت آباد پہنچ کر وہاں سکونت پذیر ہوئے۔

چپن کا صدمہ: آپ کے والد ماجد نے ۵ شوال ۷۳۱ھ کو انتقال فرمایا۔

واپسی: آپ کی والدہ ماجدہ چند سال آپ کے والد کے انتقال کے بعد خلد آباد میں رہیں پھر اپنے بھائی ملک الامراء سید ابراہیم مستوفی سے جو دولت آباد کے گورنر ہو گئے تھے۔کسی اختلاف کے باعث خلد آباد سے سکونت ترک کر کے مع آپ کے اور آپ کے بڑے بھائی کے ۴ رجب ۷۶۳ھ کو دہلی آئیں اور وہیں رہنے لگیں۔

تعلیم و تربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم آپ کے والد ماجد اور نانا کے زیر سایہ ہوئی۔آپ نے قرآن شریف حفظ کیا۔اس کے علاوہ خلد آباد کے قیام کے زمانے میں آپ نے علوم ظاہری کی تحصیل شروع کر دی تھی۔جب آپ اپنی والدہ محترمہ کے ہمراہ دہلی آئے تو آپ نے علوم ظاہری حاصل کرنے میں کافی محنت و کوشش کی۔آپ کو مولانا شرف الدین کیتھلی، مولانا تاج الدین بہادر اور قاضی عبد المقتدر ایسے شفیق اور قابل استاد ملے۔آپ نے علوم

Marfat.com

متداولہ کی بہت سی کتابیں پڑھیں۔علوم ظاہری کی تحصیل سے انیس سال کی عمر میں فراغت پائی۔علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد مجاہدہ کے ذریعے مشاہدہ کرنے کے کوشاں رہے۔

بیعت وخلافت: حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی نے آپ کے حق میں دعا فرمائی بادشاہ ان کی پالکی اٹھائیں۔(تکملہ سیرالاولیاء، فارسی)

ترک سکونت: آپ ۷ ربیع الثانی، ۸۰۱ھ کو دہلی سے سکونت ترک کر کے گوالیار روانہ ہوئے گوالیار میں آپ نے مولانا علاءالدینؒ کے یہاں قیام فرمایا۔آپ گوالیار سے بھانڈیر پہنچے بھانڈیر سے ایرچہ روانہ ہوئے۔ایرچہ سے چندیری تشریف لے گئے

چندیری میں کچھ دن قیام فرمایا۔پھر بڑودہ میں رونق افروز ہوئے۔کھمبائت پہنچ کر کچھ دن وہاں مقیم رہے۔پھر بڑودہ واپس آئے۔بڑودہ سے سلطان پور ہوتے ہوئے خلد آباد کو زینت بخشی اور وہیں سکونت اختیار کی۔آپ مع اہل وعیال کے خلت آباد میں رہنے لگے۔اور لوگوں کو رشد وہدایت فرمانے لگے۔

سلاطین سے تعلقات: سلطان فیروز شاہ بہمنی کو جب آپ کی دکن میں آمد کی اطلاع ہوئی تو وہ آپ سے گلبرگہ تشریف لانے کا خواستگار ہوا۔آپ نے درخواست منظور فرمائی جب گلبرگہ تشریف گئے۔سلطان نے آپ کا شان دار استقبال کیا۔اور نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آیا۔آپ نے کچھ عرصہ گلبرگہ میں قیام فرمایا۔پھر گلبرگہ میں مستقل سکونت اختیار فرما کر مخلوق کو راہ حق دکھلانے لگے اور بندگان خدا کو فیض پہنچانے لگے۔

سلطان فیروز بہمنی کا چھوٹا بھائی سلطان احمد جو اپنے بھائی کے تخت پر بیٹھا۔آپ کا معتقد منقاد تھا۔اس کی عقیدت ومحبت کا ثبوت آپ کے مزار مبارک پر عالی شان گنبد ہے جو اس نے آپ کی وفات کے بعد بنوایا۔

شادی اور اولاد: آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کے حکم اور خواہش کے مطابق مولانا سید احمد بن مولانا جمال الدین مغربی کی دختر نیک اختر بی بی خاتون سے شادی کی۔اس وقت آپ

Marfat.com

کی عمر چالیس سال کی تھی۔

آپ کے دولڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید حسین عرف سید محمد اکبر حسینی آپ کی حیات میں وفات پا گئے۔آپ کے دوسرے صاحب زادے حضرت محمد یوسف عرف سید محمد اصغر حسینی عالم باعمل اور درویش کامل تھے۔ آپ کی لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔بی بی فاطمہ،عرف ستی بیگم،بی بی بتول،بی بی ام الدین۔

وفات شریف: آپ نے ۱۶ ذیعقدہ ۸۶۵ھ کو اس عالم سے پردہ فرمایا مزار فیض آثار گلبرگہ مین قبلہ حاجات خلائق ہے۔ بوقت وفات آپ کی عمر ایک سو پانچ سال کی تھی۔

(تکملہ سیر الاولیاء، فارسی، ص ۱۲۳ اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۲۷۸)

خلفاء: آپ کی وفات کے بعد آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت محمد یوسف عرف سید محمد اصغر حسینی آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں۔

حضرت سید محمد یوسف عرف سید محمد اصغر حسینی، مولانا حسن دہلوی، مولانا شیخ علاؤ الدین گوالیاری، قاضی علیم الدین، بن شرف الدین، قاضی نور الدین، شیخ صدر الدین خوندمیر (ایرچہ) سید ابو المعالی بن سید احمد بن سید جمال الدین، شیخ ابو الفتح بن مولانا علاء الدین گوالیاری۔

سیرت پاک: آپ سیادت وعلم ولایت کے جامع تھے۔شان آپ کی اونچی ہے۔رتبہ سچ ہے۔احوال قوی ہے مشرب وسیع ہے، ہمت بلند ہے، کلام عالی ہے، مشائخ چشت میں آپ کا مشرب خاص ہے اور اسرار حقیقت کے بیان میں آپ کا طریقہ مخصوص ہے۔(مرۃ اسرار)

آپ زہد تقویٰ، تحمل بردباری، سخاوت وفیاضی، عطاو بخشش، قناعت وتوکل، ترک وتجرید، عبادات ومجاہدات میں یگانہ عصر تھے۔

آپ کو اپنے پیر ومرشد حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی سے والہانہ محبت تھی۔ حضرت چراغ دہلوی جو حکم فرماتے آپ اس کو بجالاتے۔آپ پانچوں وقت کی نماز جماعت

Marfat.com

سے پڑھتے تھے۔ روزے پابندی سے رکھتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ آپ کے پیرومرشد آپ کے حال پر اس قدر شفقت ومہربانی فرماتے تھے کہ انہوں نے مجاہدات وریاضت کا بوجھ آپ پر ایک دم نہیں ڈالا بلکہ بتدریج اضافہ فرماتے رہے۔ آپ کے ملفوظات ''جوامع الکلم'' سے آپ کے پیرومرشد کی آپ پر مہربانی کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ

''ایک دفعہ میں شیخ الاسلام شیخ نصیرالدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے فرمایا، تم جب آتے ہو، شام کے وقت آتے ہو اور میں اس وقت ملول ہوتا ہوں۔ البتہ میرا جی چاہتا ہے کہ تم سے کوئی بات کروں اس وقت میری عمر پندرہ سال تھی۔ یہ سن کر مجھے حیرت ہوئی اور میں نے کہا، سبحان اللہ! حضرت خواجہؒ ہم سے بھی کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔ زہے دولت!'' عبادت میں اس طرح کہ آپ کی اضافہ ہوتا رہا، اس کے متعلق آپ خود فرماتے ہیں۔

''ایک بار اشراق کے بعد پابوسی کے لئے حاضر ہوا۔''

حضرت خواجہ نے فرمایا۔

''صبح نماز کے لئے جو وضو کرتے ہو کیا وہ طلوع آفتاب تک باقی رہتا ہے۔

میں نے عرض کیا۔

''جی ہاں! حضور کے صدقے میں باقی رہتا ہے۔''

فرمایا: ''اچھا ہو جو اسی وضو سے دو رکعت اشراق بھی پڑھ لیا کرو۔''

میں نے عرض کیا۔

''خواجہ کے صدقے میں پڑھوں گا۔''

پھر فرمایا:

اسی کے ساتھ دو رکعت شکر النہار اور استخارہ بھی پڑھ لیا کرو۔''

Marfat.com

میں نے چند روز اس کی پابندی کی۔

پھر ایک روز ارشاد فرمایا:

''دو رکعت اشراق پڑھا کرتے ہو۔؟''

میں نے عرض کیا۔

''پڑھتا ہوں''

ارشاد فرمایا:

''اگر اس میں چاشت کی چار رکعت ملا دیا کرو تو نماز چاشت ہو جایا کرے گی۔ میں نہیں کہتا کہ پھر کسی وقت پڑھو۔ بلکہ بعد اشراق اسی وقت چاشت پڑھ لیا کرو تو یہ بھی ہو جائے گی۔''

میں نے ہمیشہ رجب میں روزے رکھا کرتا تھا۔ ایک بار پوچھا۔

''کیا تم رجب میں روزے رکھتے ہو؟''

میں نے عرض کیا:

''جی ہاں''

پھر پوچھا

''شعبان میں بھی''

میں نے کہا:

''شعبان میں نو روزے رکھتا ہوں۔''

فرمایا

''اگر اکیس دن اور رکھ لیا کرو تو تین مہینے کے ہو جایا کریں گے۔''

میں نے عرض کیا،

''خواجہ کے صدقے رکھوں گا۔''

Marfat.com

.....میں رمضان کے بعد شش عید کے روزے بھی رکھا کرتا تھا انہیں ایام میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا؟

ارشاد فرمایا:

''ہمارے خواجگان صوم داؤدی نہیں رکھا کرتے تھے بلکہ صوم دوام رکھتے تھے اس کے بعد تم بھی صوم دوام رکھا کرو۔

آپ آدھی رات کو بیدار ہوتے تھے۔نماز تہجد ادا کرتے۔تہجد کے بعد افکار و اشغال میں مشغول ہو جاتے۔اپنے پیر و مرشد کو آپ ہی وضو کراتے تھے۔جب آپ دکن تشریف لے گئے۔وہاں عشاء کی نماز کے بعد آپ کے ساتھ چالیس پچاس آدمی روزانہ کھانا کھاتے تھے۔آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔

علمی ذوق: آپ ایک بہت بڑے عالم تھے۔گلبرگہ میں آپ تفسیر و حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔آپ ایک بلند پایہ مصنف تھے۔آپ نے ایک سو پچاس کتابیں لکھی ہیں۔'' الاسماء' آپ کی مشہور تصنیف ہے۔(تکملہ سیر الاولیاء، فارسی، ص۲۲)

آپ کی خاص خاص کتابیں حسب ذیل ہیں۔

معارف شرح عوارف، (عربی) ترجمہ عوارف، (فارسی)

ملتقط تفسیر القرآن۔قرآن شریف کے پہلے پانچ پاروں کی تفسیر۔

شرح مشارق الانوار۔شرح تعرف شرح آداب المریدین (عربی) شرح آداب المریدین (فارسی)

خاتمہ: شرح فصوص الحکم۔شرح تمہیدات عین القضاۃ ہمدانی۔

شرح رسالہ قشیریہ: خطائر القدس المعروف بہ رسالہ عشقیہ۔

اسماء الاسرار، حدائق الانس، استقامت الشریعت، بطریقت الحقیقت۔

حواشی قوت القلوب، شرح فقہ اکبر، شرح الہامات، حضرت غوث الاعظیم۔

شعروشاعری: آپ ایک خوش گوشاعر بھی تھے۔آپ کا تخلص ''محمد'' ہے آپ کی غزلوں اوررباعیوں کی تعداد کافی ہے۔ذیل میں آپ کے چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں۔

چوں شدہ فانی محمد از وجود غیر اودیدہ کہ کس دیگر بنود
غیورم من وہر جائے است یارم کجا جویم ندارو اومکانے
محمد پیر گشتی توبہ کن نظر بازی رفیق آرد نشانے
ترا حسن است از اندازہ بیروں مرا اندوہ غم ہر روز افزوں
دوستاں می دہند پند مرا دشمنان طعنہا زنند مرا

تعلیمات: آپ کی تعلیمات کی افادیت اوراہمیت سے کسی کوانکارنہیں ہوسکتا۔

وقت مقبول: آپ فرماتے ہیں کہ(خاتمہ،ص ۱۸،۱۹)

''جہاں تک ہوسکے ہرگز ہرگز ایسے وقت کوضائع نہ کرے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔بعض بزرگان طلوع صبح صادق کا وقت بتلاتے ہیں۔اوربعض کے نزدیک فجر کے سنت و فرض کا درمیانی وقت ہے اوربعض فجر کے فرضوں کے بعد سے طلوع آفتاب تک وقت ہے اوربعض کہتے ہیں کہ وقت مقبول مغرب کے بعد سے عشاء تک اوربعض کے نزدیک نصب شب اوربعض کے نزدیک آخری شب قریب صبح کا وقت ہے۔

مریدصادق اورطالب راسخ ان تمام اوقات کا ذکرشغل،مراقبہ،تلاوت یانوافل میں صرف کرے۔

''شب قدرکی تلاش میں جولوگ سرگرداں رہتے ہیں۔یہ نہیں جانتے کہ ہرشبانہ روزمیں وہ وقت موجود ہے۔.....''

اعتکاف: آپ فرماتے ہیں'' اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ایک اعتکاف معین،دوسرا دوام،تیرااعتکاف دل یعنی اہل دل اپنے خانہ دل کے اندراعتکاف کرتے ہیں۔یایوں کہے کہ جودل ہمارے پاس ہے،ہم اپنے دل سے اس دل پراعتکاف کرتے ہیں۔

Marfat.com

مرشد کی قسمیں: آپ فرماتے ہیں ''مرشد دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ہادی اور ایک مندر۔ ان دونوں میں کوئی تمیز بہت مشکل ہے۔ کیوں کہ دونوں نصیحت کرتے ہیں اور نصیحت میں ہدایت بھی ہے۔ اور اندازہ بھی جیسے واعظ اپنے واعظ میں جنت کا شوق بھی دلاتے ہیں۔ اور دوزخ کے عذاب سے بھی ڈراتے ہیں۔ اسی طرح مرشد قرب حق کی طرف بلاتا ہے اور غیر حق سے بچاتا ہے۔

''جو غریب مرشدوں کے ان اوصاف میں تمیز نہیں کر سکتا۔ وہ توکل بخدا ان کے ہاتھ پر ہاتھ دیکر ان کے دامن سے اپنی جان و جہاں کو وابستہ کر لیتا ہے۔ اگر مرشد ہادی ہوئے۔ فہوالمراد اور اگر منذر رہوئے تب ان کو اس جہاں کی خبر نہ ہوگی۔''

ارادت کے شرائط: آپ فرماتے ہیں۔ '' مبتدی کے واسطے پہلا قدم یہ ہے کہ مرشد ہادی کی تلاش و جستجو کرے۔''

دوسری شرط یہ ہے کہ طالب جوان مرد اور ہمت والا ہونا چاہیے۔ جو اپنے دل سے گھر بار اور مال و اسباب اور جورو بچوں کا تعلق منقطع کرے۔

''تیسری شرط تزکیہ نفس یعنی نفس کو پاک بنانا ہے۔ اس کی حد نہیں جہاں تک ہو سکے کئے جائے اخلاق ذمیمہ مثلاً حرص، حسد، غضب، شہوت، کذب، غیبت وغیرہ سے باز رہے۔ اور تمام محرمات و مکروہات شرعی کو چھوڑ دے۔ دنیا کی لذتوں اور تمام محسوسات و معقولات سے جدا ہو جائے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ اپنی ریاضت و مجاہدہ کو شمار میں نہ لائے اور یہ سمجھے کہ میں نے کچھ نہیں کیا۔''

''پانچویں شرط یہ ہے کہ خلوت اور تنہائی اختیار کرے''

''چھٹی شرط یہ ہے کہ عورت سے الگ رہے۔ اگر بیوی ہو تو اشد ضرورت کے علاوہ اس کے پاس نہ جائے۔''

Marfat.com

''ساتویں شرط یہ ہے کہ اکل حلال کا انتظام کرے اور جہاں تک ممکن ہو، احتیاط۔ کام لے۔ غذا اتنی کھائے کہ جس سے جسمانی کاروبار چلتے رہیں طے کا روزہ بہت بہتر ہے اور بعض صوم دوام کو بھی اسی کے قریب سمجھتے ہیں پانی کم پینے میں بھی بہت کوشش کرے۔''

''آٹھویں شرط یہ ہے کہ پیر کا حکم بجالانے میں بڑی مستعدی سے کام لے اور خفیف باتوں پر توجہ نہ کرے۔''

''نویں شرط یہ ہے کہ تھوڑا سوئے اور غافل نہ سوئے۔''

''دسویں شرط یہ ہے۔ دو کام سامنے آئیں تو ان میں سے جو بہتر ہے اس کو اختیار کرے۔ مگر طالب کے نزدیک وہی کام بہتر ہوتا ہے جو سخت دشوار ہو۔''

''گیارہویں شرط، نفس کی خواہش پر ہرگز عمل نہ کرے۔ اگر نفس کی خاطر کسی حظِ انسانی کا مرتکب ہو جائے تو پھر نفس پر اس کا سخت دباؤ ڈالے یعنی کسی سخت مجاہدے میں مبتلا کرے۔

''بارہویں شرط یہ ہے کہ آباؤ اجداد اور علم و عقل پر فخر نہ کرے اپنے تئیں سب سے بدتر اور ذلیل خوار سمجھے کیوں کہ جو شخص ایسا سمجھتا ہے خدا سے بہت نزدیک ہوتا ہے۔''

''تیرہویں شرط، دین وملت کی ترجیح اور مباحث علمی میں اتنا مشغول نہ ہو کہ وہی اس کا مقصود معلوم ہو۔''

''چودھویں شرط، وضو وطہارت میں اتنا وہم نہ کرے کہ نماز اور اوراد کا وقت فوت ہو جائے۔ طالب کو سب سے زیادہ دو باتوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ایک تزکیہ نفس دوسرے توجہ تام یعنی نفس کا پاک کرنا اور خدا کی طرف سے پورے طور سے متوجہ ہونا۔

''پندرہویں شرط۔ اپنے واسطے کوئی خاص لباس و ہیئت اختیار نہ کرے۔

''سولہویں شرط۔ فراغت وقت میں کوشش کرے..... مراقبہ اور حضوری سے دل کو خالی نہ رکھے۔ تزکیہ نفس یہ ہے کہ نفسانی خواہش ترک کرے اور توجہ تام یہ ہے کہ تمام

Marfat.com

خطرات دل سے دفع کرے۔ طالب کے نزدیک درد درماں برابر ہیں۔ درماں کی حالت میں ایسا درد ہو جو حرماں کی حالت میں بھی نہ ہو اور حرماں کی حالت میں ایسا درد ہو جو درماں کی حالت میں بھی نہ ہو۔"

طالبوں کی قسمیں: آپ فرماتے ہیں کہ "ایک طالب علم وہ شخص جو اپنی عقل وفہم سے خدا کی طلب اختیار کرے اور جان لے کہ خدا سب سے بڑا بزرگ قدیم اور واجب الوجود ہے۔ یہ شخص حکمت کی راہ سے طالب ہوا ہے۔ عاشق نہیں ہے۔ عاشق کے اندر جو طلب ہوتی ہے۔ وہ خدا کی طرف سے اس میں ڈالی جاتی ہے۔ وہاں گفت وشنید کی گنجائش نہیں جس پر گزرتی ہے وہ خوب جانتا ہے۔ (خاتمہ ص ۳۰)

شریعت، طریقت اور حقیقت: آپ فرماتے ہیں کہ "یہ عقیدہ نہ رکھو کہ شریعت، طریقت اور حقیقت ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ دیکھو بادام کے اندر تین چزیں ہیں۔ پوست، مغز اور روغن تینوں ایک دوسرے سے جدا نہیں بلکہ ایک دوسرے کا خلاصہ ہیں۔ یعنی پوست کا خلاصہ مغز ہے اور مغز کا خلاصہ روغن اسی طرح شریعت کا خلاصہ طریقت اور طریقت کا خلاصہ حقیقت ہے۔" (خاتمہ ص ۶۲، ۶۳)

حبس دم: آپ فرماتے ہیں کہ "سالک کے واسطے حبس دم کی عادت بہت ضروری ہے اگر اس کو بکثرت کرے تو عورت سے پرہیز کرنا لازمی ہے۔ پانی بہت کم پیوے کھانا اتنا قلیل کھائے کہ بس کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے۔ اگر سفر میں ہے تو منزل پر پہنچ سکے۔ فضول باتیں ہرگز نہ کرے۔ حبس دم کرنے سے خطرات خود بخود دفع ہو جاتے ہیں۔" (خاتمہ ص ۱۰۶، ۱۰۷)

ان تین چیزوں کے علاوہ جوگیوں کی ہر ایک بات سے پرہیز رکھے اور وہ تینوں چیزیں یہ ہیں۔

حبس دم نشست مخصوص اور ظفر تکیہ

یہ تینوں چیزیں سالک کے واسطے بہت ضروری ہیں۔

Marfat.com

سماع: آپ فرماتے ہیں کہ سماع کی تین قسمیں ہیں

''اول یہ کہ قوال سے شعر سنتے ہی بغیر اس کے مضمون یا نغمے میں غور کئے وجد و کیف پیدا ہو جائے اور دیوانہ بنا دے۔ (خاتمہ ص ۱۰۹، ۱۱۰)

''دوم یہ کہ سننے اور غور کرنے کے بعد ایسا ہوا۔ یہ کہ یاروں کی موافقت کے سبب سماع سنے تو اس کو بھی کچھ نہ کچھ حصہ ملے گا۔ اور جو رحمت ان پر نازل ہے یہ بھی اس سے محروم نہ رہے گا جیسے شراب خانے میں کوئی شخص جائے تو اگرچہ وہ شراب نہ پیئے مگر بو ہی سونگھے گا اور مستوں کی حرکات ہی دیکھے گا۔

قوال: ☆ طالب ہمیشہ خلوت پسند رہے اور ان دو کاموں کے سوا کوئی کام نہ کرے۔

☆ یاد دست میں مشغول ہو یا دوست کی یاد میں۔ اگر ان دونوں کے سوا کوئی کام کرے گا تو پھل نہ پائے گا۔

☆ قرض ہرگز نہ لے مگر جب بہت ہی ضرورت ہو جس کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو اپنی ذاتی ضرورت جس سے مجبور ہو جائے۔ دوسری ضرورت مہمان کی خاطر، تیسری مسئلہ رحم کی ضرورت۔ اپنی بھوک پیاس رفع کرنے کے واسطے بھی قرض لے سکتا ہے۔

☆ نفس پر جو کام دشوار ہو اس کو مزید اختیار کرے۔ اگر ذکر و مراقبہ سے کشودگی پیدا ہو تو ان کو زیادہ کرے۔

☆ دعا کے اثرات کا ظہور اسی وقت ہوتا ہے جب شرائط اور حسن اعتقاد کے ساتھ پڑھی جائے

☆ جو لوگ دنیا کی حقیقت سے آشنا ہیں وہ جانتے ہیں کہ دنیا ڈھول کا پول ہے اور کچھ نہیں۔

☆ تقدیر کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا۔

☆ عاشق کے دل میں جو عشق کی آگ روشن ہوتی ہے اس کے مقابلہ میں دوزخ کی آگ بھی سرد ہو جاتی ہے۔

☆ ہر چیز کے اندر ایک آفت ہوتی ہے۔ عشق کی دو آفتیں ہیں۔ ایک آفت ابتداء اور

Marfat.com

دوسری آفت انتہا۔

☆ سالک بے صبر ہوتا ہے جو گھڑی بغیر حصول مقصد کے گزرتی ہے مرنا اس سے بہتر سمجھتا ہے

اورادووظائف: ذیل میں آپ کے چند اورادووظائف پیش کئے جاتے ہیں۔

حاجت پوری ہونے کے واسطے: آپ فرماتے ہیں کہ جمعہ کی رات کو چار رکعت اس ترکیب سے پڑھنا چاہیے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک سو ایک بار۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

فِیْ سَتَجِیْنَا وَ نَجَّیْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذَالِک نُنْجِیْ الْمُؤْمِنِیْنَ

دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک سو ایک بار

رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک سو ایک بار

اُفَوِّضُ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْر" بِالْعِبَادِ

چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک سو ایک بار

حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنَعَمِ الْوَکِیْل نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ اللنَّصِیْر پڑھے سلام کے بعد

رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْب" فَانْتَصِرْ سو بارہ پڑھے

ذکر فنا و بقا: آپ فرماتے ہیں "اس کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے ضرب دہن قلب پر لگائے اور دوسری یا تو سر کو زمین پر جھکائے ہوئے قبلہ کی طرف یا دائیں جانب اور داہن قلب پر یا بائیں جانب اور دہن قلب پر لگائے۔

تمام اذکار کی بیٹھک یہ ہے دونوں گھٹنے زمین پر رکھے ہوں اور دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑے رہے اور **لا معبود الا اللہ یا لا موجود الا اللہ یا لا مطلوب الا اللہ یا لا مشہود الا اللہ:** کا تصور کرے

ذکر کشف قرآن: آپ فرماتے ہیں کہ "چار قرآن شریف لے کر، ایک آگے اور ایک

Marfat.com

دائیں اور ایک بائیں طرف اور ایک اپنی گود میں رکھے اور ایک دفعہ ایک ضرب دائیں طرف کے قرآن پر اور دوسری اپنی گود کے قرآن پر لگائے۔ پھر ایک ضرب بائین طرف کے قرآن پر اور دوسری اپنے آگے کے قرآن پر لگائے۔ (رسالہ اذکار ص ۱۳۲)

اس ذکر کی تاثیر سے کماحقہ، تجلی قرآن اس پر ہوگی۔"

ذکر کشف ارواح: آپ فرماتے ہیں کہ "اس ذکر سے ہر ایک روح کا حال منکشف ہو جاتا ہے۔" (رسالہ اذکار ص ۱۳۵)

ترکیب اس کی یہ ہے کہ جس طرح ذکر کے واسطے بیٹھتے ہیں اسی طرح بیٹھ کر پہلے اکیس بار یَا رُبُّ کہے۔

پھر آسمان کی طرف مونہہ کر کے یَا رُوْحُ اور یَا رُوْحُ الرُّوح کہہ کر دل پر ضرب لگائے۔

ذکر اجابت دعوت: آپ فرماتے ہیں کہ "دعا قبول ہونے کے واسطے دائیں طرف مونہہ کر کے یا قوی اور بائیں طرف یَا رَقِیْبُ اور دل کی طرف متوجہ ہو کر یَا مُحِیْط کہے اور اوپر کی طرف مونہہ کر کے کہے یا مجیب یہ ذکر کثرت کے ساتھ کرنا چاہیے اور جب فارغ ہونے کا ارادہ کرے تو دل میں اپنے حصول مقصد کا تصور جما کر گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جائے اور آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر دعا کرے۔

"دعا کی قبولیت کے واسطے..... دائیں اور بائیں طرف اور دل پر یارب کہے اور آسمان کی طرف مونہہ کر کے کہے۔ یَا ربی

ذکر دفع امراض استقام: آپ فرماتے ہیں کہ

"دائیں طرف یا احمد اور بائیں طرف یا صمد اور اوپر کی طرف یا وتر اور دل پر یا فرد کی ضرب لگائے۔ (رسالہ اذکار ص ۱۳۷)

کشف و کرامات: تیمور کے دہلی سے آنے قبل آپ نے باشندگان دہلی کو آنے والی مصیبت سے آگاہ کر دیا تھا۔ یہ خبر پا کر بہت سے لوگ دہلی سے باہر چلے گئے۔

Marfat.com

باب ۲۶

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی ولی زماں وقدوہ کاملاں تھے۔

خاندانی حالات: آپ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد سے ہیں۔

والد: آپ کے والد کا نام سید ابوبکر ہے۔

نسب نامہ پدری: آپ کا نسب پدری حسب ذیل ہے۔ نعمت اللہ بن سید ابوبکر بن سید شاہ نور بن سید لیل ادہم بن سید جعفر بن سید محمد بن سید بہاء الدین بن سید داؤد بن سید ابو العباس، احمد بن سید موسیٰ بن سید علی بن سید، محمد بن سید متقی بن سید صالح بن سید ابی صالح بن سید عبدالرزاق بن غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ۔

القاب: آپ کو ''تاج ترکی'' اور ''نعمت اللہ شاہی'' کے القاب سے پکارا جاتا ہے۔

تعلیم: آپ کو علوم ظاہری و باطنی میں دستگاہ حاصل تھی۔ صرف ونحو حدیث، فقہ تفسیر میں اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔ فارسی سے خاص شغف تھا۔

وفات: آپ نے ۸۸۴ وفات پائی۔ مزار پر انوار دھکہی میں واقع ہے۔

خلیفہ: شیخ قطب الدین آپ کے ممتاز خلیفہ ہیں۔

سیرت: آپ صاحب کرامت بزرگ ہیں۔ آپ پیکر صبر ورضا تھے۔ متوکل بخدا تھے۔ آپ نے تشنگان مۂ وحدت کو شربت ہدایت سے سرشار کیا۔ آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کا ایک مشہور قصیدہ آپ کی شاعری کی یادگار ہے۔ آپ کا تخلص ''نعمت'' تھا۔

کرامات: فیروز شاہ ایک مرتبہ احمد خان خانخانان سے خفا ہو گیا۔ اس نے احمد خاں کو اندھا کرنا چاہا۔ احمد خاں مقابلہ کے لئے تیار ہوا۔ احمد خاں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی صورت بزرگ نے اس کے سر پر تاج ترکی رکھا اور اس کو سلطنت کی بشارت

Marfat.com

دی۔احمد خاں بادشاہ کے مقابلے میں کامیاب ہوگا اوراس کوتاج وتخت نصیب ہوا۔

کچھ دنوں کے بعد آپ (حضرت نعمت اللہ ولی) کی کرامات کا چرچا ہونے لگا۔ احمد خاں نے آپ کوخراج عقیدت پیش کرنا چاہا۔اس نے شیخ حبیب اللہ جنیدی کو کچھ تحائف دے کرآپ کی خدمت میں بھیجا آپ نے تحائف قبول فرمائے۔

آپ نے اپنے پوتے شاہ نوراللہ بن خلیل اللہ کے ذریعے سبز رنگ کا تاج ترکی احمد خاں کوبھیجا۔احمد خاں نے جووہ تاج ترکی دیکھاتو بے چین ہوگیا۔اس نے فوراًاس تاج ترکی کو پہچان لیا کہ یہ وہ تاج ہے جواس کے سر پرایک بزرگ نے رکھا تھااوران بزرگ نے اس کودکن کی سلطنت کی بشارت دی تھی۔

احمد خاں نے آپ کے پوتے شاہ نوراللہ کی بہت تعظیم وتکریم کی اس نے شاہ نور اللہ کی شادی اپنی لڑکی سے کردی۔

آپ کے وصال کے بعدآپ کے مریدوں میں آپس میں جھگڑا ہوامریدوں کی دوجماعتیں ہوگئیں۔ہر جماعت اپنے طور پرآپ کودفن کرناچاہتی تھی۔اختلاف کا کوئی حل تلاش نہ ہوسکا۔کشت وخون ہونے والا تھا کہ آپ اٹھ بیٹھے اوراپنے مریدوں اور معتقدوں سے فرمایا کہ لڑائی جھگڑے کی کیابات ہے۔اگرلڑائی جنازہ اٹھانے کے طریقے کے متعلق ہےتو ہم یہاں نہیں مرتے۔آپ دھکہی تشریف لے گئے اوروہاں انتقال فرمایا۔

Marfat.com

باب ۲۷

حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی

حضرت شیخ احمد عبدالحق مستغرق بحرتوحید ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کا سلسلہ پدری چند واستوں سے امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب پر منتہی ہوتا ہے۔ (معراج الولایت)

آپ کے دادا شیخ داؤد بلخ میں رہتے تھے۔ جب ہلاکو خاں نے ملک کو برباد کیا اور انتشار اور ابتری رونما ہوئی تو انہوں نے بلخ سے سکونت ترک کر کے مع چند خاندانی افراد کے سلطان علاؤالدین خلجی کے عہد میں ہندوستان کا رخ کیا۔ سلطان علاؤالدین خلجی نے صوبہ اودھ میں ان کی رہائش کا انتظام کیا۔ وہ ردولی میں رہنے لگے۔ وہ حضرت شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی کے مرید تھے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام عمر ہے۔

بھائی: آپ کے بڑے بھائی شیخ تقی الدین عالم تھے اور دہلی میں رہتے تھے۔

ولادت: آپ ردولی میں پیدا ہوئے (اخبارالاخیار، اردو ترجمہ ص ۳۸۴)

نام: آپ کا نام احمد ہے۔

خطاب: آپ ''عبدالحق'' کے خطاب سے مشہور ہوئے۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ بیٹھتے اٹھتے وقت، کھاتے پیتے وقت، بات چیت کرتے وقت آپ کلمات حق حق حق تین بار آواز بلند کرتے تھے۔ اس وجہ سے آپ کے پیرومرشد نے بحکم رب آپ کو ''عبدالحق'' کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ (سیرالاقطاب، فارسی ص ۳۱۸)

بچپن: سات سال کی عمر میں آپ تہجد کی نماز پابندی سے پڑھنے لگے۔ اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ آپ بھی اٹھتے اور چھپ کر نماز تہجد ادا کرتے۔ جب آپ کی والدہ کو یہ معلوم ہوا تو

Marfat.com

آپ کو منع کیا۔ آپ کو ناگوار ہوا۔ اپنے دل میں کہا کہ: یہ ماں راہزن ہے جو مجھ کو خدا کی عبادت سے باز رکھتی ہے۔'' (اخبار الاخیار، فارسی ص ۳۸۴)

دہلی میں آمد: وطن سے رخصت ہو کر دہلی کی راہ لی، اس وقت آپ کی عمر بارہ سال کی تھی۔ دہلی پہنچ کر اپنے بڑے بھائی شیخ تقی الدین کے پاس رہنے لگے اور ان سے علم ظاہری پڑھنے لگے۔

تعلیم و تربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے گھر پر ہوئی دہلی میں اپنے بڑے بھائی سے علوم ظاہری حاصل کیا۔ لیکن آپ کا رجحان اس کی طرف نہیں تھا۔ آپ کے بڑے بھائی آپ کو ایک مشہور عالم کے پاس لے گئے۔ اور ان سے آپ کی شکایت کی۔ اس عالم سے آپ کے بڑے بھائی نے استدعا کی کہ وہ ہی کچھ آپ کو پڑھائیں اس عالم نے آپ کو میزان الصرف پڑھانا شروع کی۔ جب آپ ضرب ضرباً کے مقام پر آئے اور اس کے معنی آپ کے استاد نے بتائے تو آپ نے اپنے استاد سے کہا۔

''راہ حق میں زدن اور زدہ شدن کا کیا کام۔''

آپ کی اس علم سے تسکین نہیں ہوئی۔ آپ ایسا علم حاصل کرنا چاہتے تھے جس سے معرفت حق تعالیٰ حاصل ہوا۔

آپ کے بڑے بھائی آپ کا یہ حال دیکھ کر پریشان ہوئے۔

انہوں نے سوچا کہ اگر آپ کی شادی کر دی جائے تو آپ میں تبدیلی پیدا ہو گی چنانچہ انہوں نے آپ کی شادی کی کوشش کی آپ نے شادی سے انکار کر دیا اور اپنے متعلق یہ مشہور کر دیا کہ شادی کے لائق نہیں ہیں۔ (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ، ص ۳۸۵)

تلاش حق: دہلی سے آپ تلاش حق میں نکلے۔ شیخ نور قطب عالم کی خدمت میں پہنچ کر ہری گھاس یہ کہہ کر پیش کی کہ ''بابا صفاست'' شیخ نور قطب عالم مسکرائے اور فرمایا کہ ''بابا عزت است'' ان سے رخصت ہو کر بہار آئے اور وہاں شیخ علاؤ الدین اور ایک بزرگ سے

Marfat.com

ملے جس کو ''نیم لنگوٹی'' کہتے تھے۔ نیم لنگوٹی کی صحبت سے آپ کو قدرے تسکین ہوئی ذوق وشوق میں اضافہ ہوا۔ طلب اور جستجو میں زیادتی ہوئی۔

ان سے رخصت ہو کر اودہ تشریف لائے اور شیخ فتح اللہ اودھی سے ملے ان سے بھی آپ کی تسکین نہ ہوئی۔

نا امید ہو کر اپنے دل میں کہا۔

''احمد! زندوں سے تو مقصود کی خبر نہ ملی۔ اب مردوں کی صحبت میں چلو۔'' شاید کچھ بوئے مقصود آئے۔''

یہ خیال کر کے آپ نے اس شہر کے قبرستانوں اور آس پاس کے جنگلوں میں ''یا ھادی'' ''یا ھادی'' کہتے ہوئے گھومنا شروع کیا۔ اس طرح چند سال گھومتے رہے لیکن درِ مقصود ہاتھ نہ آیا۔

اس طرح سے بھی جب مقصد براری نہیں ہوئی تو آپ نے اپنے دل میں کہا۔

''اے احمد! اب مر جاؤ اور زندہ در گور ہو جاؤ۔''

چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ سے ایک قبر کھودی اور اس میں چھ مہینے ''یا دِحق'' میں مشغول رہے۔

بشارت: ریاضت ومجاہدہ کے بعد بھی جب آپ کو تسکین نہ ہوئی ایک روز آپ کو عالم غیب سے بشارت ہوئی کہ جلد پانی پت جا کر حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء کی سعادت خدمت حاصل کرو۔ (سیر الاقطاب، فارسی ص ۲۱۲)

پانی پت میں آمد: اس بشارت سے آپ بہت خوش ہوئے اور پانی پت خنداں وفرحاں روانہ ہوئے۔ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء کو بذریعہ کشف آپ کا آنا معلوم ہوا۔ انہوں نے آپ کے عقائد کا امتحان لینے کی غرض سے چند گھوڑے کسوا کر خانقاہ کے دروازے پر کھڑے کروائیے اور خانقاہ کے اندر دستر خوان بچھوا کر اس پر مختلف قسم کے کھانے

چنوادے۔

آپ جب خانقاہ کے دروازے پر پہنچے تو گھوڑے کھڑے دیکھے جب خانقاہ کے اندر گئے تو دستر خوان بچھا ہوا پایا اور پر تکلف کھانے چنے ہوئے پائے۔آپ نے دل میں کہا کہ جو شخص ایسی شاہانہ زندگی گزارتا ہو اس کو محبت و معرفت الٰہی سے کیا کام۔

خانقاہ سے باہر آ کر اپنی راہ لی۔دن بھر چلتے رہے۔شام کو ایک مقام پر پہنچ کر نام دریافت کیا۔جب آپ کو معلوم ہوا کہ پانی پت ہے تو آپ کو حیرت ہوئی۔رات شہر سے باہر گزاری۔دوسرے دن صبح پھر روانہ ہوئے۔تھوڑی دور جا کر راستہ بھول گئے۔ایک خشک درخت پر ایک شخص کو ٹوپی پہنے بیٹھے دیکھا۔اس سے راستہ دریافت کیا۔اس شخص نے آپ کو بتایا کہ شیخ جلال الدین کے دروازے کے سامنے سے راستہ گیا ہے۔اور اگر ان کو یقین نہ آئے تو دو شخص جو آتے ہیں ان سے پوچھ لیں کچھ دور چل کر آپ دو آدمیوں سے ملے ان سے راستہ دریافت کیا تو انہوں نے بھی وہی بتایا۔

یہ سن کر آپ نے سوچا کہ خداوند تعالیٰ کا حکم یہی کہ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء کے پاس جایا جائے اور ان سے بیعت کی جائے پس آپ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء کی خانقاہ پہنچے۔

خطرہ: راستے میں آپ کے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ کیا اچھا ہو اگر حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء بیعت کرتے وقت اپنی ٹوپی اپنے پیر و مرشد حضرت شمس الدین ترک کے مزار سے مس کر ان کے سر پر رکھیں اور نان اور حلوا مرحمت فرمائیں (سیر الاقطاب، فارسی ص ۲۱۷)

بیعت و خلافت: آپ خانقاہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء، اپنے پیر و مرشد کے مزار پر گئے ہوئے ہیں۔آپ بھی وہیں پہنچے۔قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء نے اپنے سر سے ٹوپی اتار کر اور اپنے پیر و مرشد کے مزار سے مس کر کے آپ کے سر پر رکھی۔اتنے میں ایک شخص نان اور حلوا لایا۔

Marfat.com

حضرت کبیرالاولیاءؒ نے آپ کو عنایت فرمایا اور کہا ''یہ آرزو تمہاری ہے''

بعدازاں حضرت کبیرالاولیاءؒ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت فرمایا۔

کچھ عرصے بعد حضرت کبیرالاولیاءؒ نے آپ کو خرقہ کی خلافت سے سرفراز فرمایا۔

واپسی: آپ رودولی تشریف لاکر یادِ حق میں مشغول ہوگئے۔

شادی اور اولاد: آپ نے شادی کی۔ تین لڑکے ہوئے بڑے صاحبزادے شیخ عزیز اور دوسرے صاحبزادے پیدا ہونے کے چند روز بعد فوت ہوئے۔ آپ کے تیسرے صاحبزادے شیخ عارف صاحب سلسلہ ہوئے۔

وفات شریف: آپ ۱۵ جمادی الثانی ۸۳۷ھ کو رحمت حق میں پیوست ہوئے۔

(اخبارالاخیار، اردو ترجمہ ص ۳۸۷)

سلسلہ احمدیہ چشتیہ: آپ کے صاحبزادے شیخ عارف آپ کے سجادہ نشین ہوئے اور ان کے والد حضرت شیخ احمد عبدالحق کا سلسلہ چلا جس کو ''سلسلہ احمدیہ چشتیہ'' کہتے ہیں۔

سیرت مبارک: آپ صاحب عظمت، صاحب کرامت صاحب نعمت اور صاحب ترک وتجرید تھے۔

ریاضت، عبادت اور مجاہدہ میں یکتا تھے جو کچھ زبان سے فرماتے ویسا ہی ہوتا۔ استغراق کا عالم یہ تھا کہ جب آپ کے کان میں حق حق حق کہا جاتا تو ہوش میں آتے۔ جب آپ جامع مسجد میں اول وقت جاتے اور جھاڑو دیتے۔ قریب پچاس سال جامع مسجد گئے۔ راستہ نہیں جانتے تھے۔ آپ کے مریدوں میں سے کوئی حق حق حق کہتا اور آپ اسی طرف جاتے آپ نے دنیا کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔

تعلیمات: آپ کی تعلیمات عارفانہ ہیں۔

ذات پاک: آپ فرماتے ہیں۔

حق کی ذات پاک بے نام ونشان ہے۔ لیکن اگر اس ذات پاک کے اسماء میں

سے کوئی اسم ذات پاک پر اطلاق کریں تو وہ حق کے اسم سے بہتر اور بزرگ تر نہ ہوگا۔ لیکن اسم حق کے معنی جملہ کائنات کے سزاوار اور ثابت بذات ہیں پس ذات پاک پر اسم حق کا اطلاق برمنہائے کمال ہے۔،

صحبت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم: آپ فرماتے ہیں کہ ''نظامی ناقص شاعر تھے، جو یہ شعر کہا۔

صحبت نیکاں زجہاں دور گشت
خوان غسل خانہ زنبور گشت

''کیوں کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت جیسی کہ صحابہ کرام کو حاصل تھی ویسی ہی ارباب حال اور محبان ذوالجلال کو اب بھی حاصل ہے۔''

اقوال: منصور بچہ تھا ضبط کی طاقت نہ رکھتا تھا اور اسرار کو فاش کر دیا۔ بعض ایسے مرد خدا ہیں کہ سمندر پی جاتے ہیں اور ڈکار تک نہیں لیتے۔

چتر بادشاہ ہے، ہمارے لڑکوں کے سر پر سوار ہے۔

کشف و کرامات: آپ نے ایک دیگ پکائی اور اس دیگ کو راستے میں رکھ دیا۔ ہر شخص کو اجازت تھی کہ اس میں سے کھانا لے اور کھائے تین روز تک ہزاروں آدمی اس میں سے کھانا لیتے رہے اور کھاتے رہے کھانا کم نہیں ہوا تین دن کے بعد آپ نے دیگ کو اٹھالیا۔

آپ کے وصال کے بعد بھی کرامتوں کا سلسلہ جاری ہے یہ کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص کام کے واسطے آپ کا نام کا توشہ پیش کرے وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو۔

آپ کے نام مبارک کی تسبیح کو بھی حصول مقصد کے لئے مجرب بتایا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص باوضو روزانہ ایک نشست میں تین سو ساٹھ مرتبہ پڑھے۔

'' اَغِثْنِیْ وَاَمَدُد فِیْ یا شیخ احمد عبد الحق ''

تو اس کی مراد بر آئے (سیر الاقطاب، فارسی، ص ۲۲۲)

باب ۲۸

حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار

حضرت شاہ بدیع الدین مدار ولی زماں اور قدوہ کاملاں تھے۔

خاندانی حالات: آپ ہاشمی ہیں اور سادات نبی فاطمہ سے ہیں۔ (سفینۃ الاولیاء فارسی تذکرہ الکرام تاریخ خلفاء عرب والاسلام، مدار اعظم ص ۲۸)

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام سیّد علی ہے۔

والد ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ ثانی کا سلسلہ نسب کئے واسطوں سے حضرت امام حسن تک پہنچتا ہے۔ ان کے والد کا نام عبداللہ تھا۔

ولادت با سعادت: آپ حلب میں یکم شوال ۴۴۲ھ کو صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔ (مدار اعظم ص ۲۹، ۳۴)

نام نامی: آپ کا نام بدیع الدین ہے۔

لقب: آپ ''قطب مدار'' کے لقب سے مشہور ہیں۔

تعلیم و تربیت: آپ کی عمر جب پانچ سال کی ہوئی تو آپ کے والد بزرگوار نے آپ کی بسم اللہ کے بعد آپ کو مولانا حذیفہ شامی کے سپرد کیا۔ آپ کی تعلیم مولانا حذیفہ شامی کی نگرانی میں شروع ہوئی۔ آپ نے بہت جلد قرآن شریف ختم کیا۔ بارہ سال کی عمر میں آپ نے مختلف علوم میں اچھی خاصی استعداد حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ میں کمال حاصل کیا۔ اور محدث مشہور ہوئے۔ چودہ سال کی عمر میں آپ کا شمار علماء میں ہونے لگا۔ آپ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ علم سیمیا، علم کیمیا اور علم ریمیا میں بھی دستگاہ حاصل کی۔

بیعت و خلافت: بعد تحصیل علوم ظاہری جذبہ الٰہی نے آپ کو علم باطن کے حصول کی طرف متوجہ کیا۔ آپ حضرت ظیفور شامی سے بیعت ہوئے اور بعد میں خرقہ خلافت سے

Marfat.com

سرفراز ہوئے۔آپ کے پیرودستگیر نے آپ کو حبس دم کی تعلیم فرمائی۔آپ حکم بجالائے اور اس قدر حبس دم کیا کہ کھانے پینے کی خواہش جاتی رہی۔(مدارالعظم ص۲۹،۳۴)

زیارت حرمین شریفین: مکہ معظّمہ پہنچ کر آپ نے حج کا فریضہ ادا کیا۔کچھ دن وہاں قیام کر کے مدینہ منورہ حاضر ہوئے دربار رسالت میں باطنی نعمتوں سے مستفید و مستفیض ہوئے۔نسبت محمدی سے آپ کا لقب روشن ہوا۔

فرمان: ایک دن آپ دربار رسالت میں حاضر تھے۔مراقب ہوئے۔حضوری ہوئی۔ سرورعالم ﷺ نے آپ سے فرمایا''بدیع الدین!تم ہندوستان جاؤ اور وہاں جا کر مخلوق کی ہدایت میں کوشش کرو۔(مدارالعظم ص۳۳،۳۴)

ہندوستان میں آمد: آپ پہلی بار جب ہندوستان تشریف لائے تو گجرات میں کچھ عرصہ قیام فرمایا گجرات سے روانہ ہو کر اور شہروں کو زینت بخشی۔

روانگی: کچھ دن ہندوستان میں رہ کر اور مختلف شہروں میں گھوم کر آپ مکہ معظّمہ چلے گئے۔ حج کیا اور پھر مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔بعد ازاں کاظمین،بغداد،نجف اشرف سے ہوتے ہوئے پھر ہندوستان تشریف لائے۔اور بغداد میں حضرت غوث الاعظم سے ملاقات کی

(ثمرہ القدس،تحفۃ المداریہ،ذوالفقار بدیع ص۸۳)

اس مرتبہ جو ہندوستان تشریف لائے تو دیگر مقامات کی سیر کی پھر اجمیر پہنچے اجمیر میں کوکلا پہاڑی پر آپ نے قیام فرمایا۔خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے آپ کی ملاقات ہوئی۔(مدارالعظم ص۵۶)

حج: حرمین شریفین کی زیارت کا شوق پھر دامن گیر ہوا۔آپ حرمین شریفین کی زیارت اور حج سے فارغ ہو کر نجف اشرف گئے۔وہاں سے اپنے وطن حلب آئے۔حلب سے چنار گئے۔وہاں کچھ دن قیام فرمانے کے بعد آپ نے اپنے عزیز عبداللہ کے تینوں لڑکوں سید ابومحمد ارغون،سید ابوتراب فضور،اور سید ابوالحسن طیغوز کو ہمراہ لے کر مدینہ منورہ آئے اور ایک

Marfat.com

عرصہ تک انوار محمدی سے منور و روشن اور مستفید ہوتے رہے۔

ارشاد عالی: ایک روز دربار رسالت سے آپ کو حکم ملا کہ

''بدیع الدین! ہم نے تمہارے قیام کے لئے ہندوستان کو تجویز کیا ہے۔ وہیں تم جاؤ اور راہ سہو اور دین محمدی کو پھیلاؤ اور اس کی کوشش میں دقیقہ نہ اٹھا رکھو۔'' (مدار اعظم ص ۵۹، ۸۷)

ہندوستان میں سکونت کے متعلق آپ کو دربار رسالت سے یہ حکم ملا کہ قنوج کے میدان میں جنوب کی طرف جو تالاب ہے اس کی لہروں سے یا عزیز کی آواز آتی ہے وہ زمین ان کے لئے رہنے کے لئے مناسب ہے ان کا مسکن اور ان کا مدفن وہیں ہوگا۔

ہندوستان میں: حکم پا کر ہندوستان روانہ ہوئے۔ ممالک عرب، عجم، خراسان کی سیر و سیاحت فرماتے ہوئے اجمیر آئے اور اجمیر سے کالپی چلے گئے۔ کالپی سے جونپور ہوتے ہوئے مکن پور پہنچے۔ وہاں کنتور گئے۔ پھر گھاٹم پور سے ہوتے ہوئے۔ سورت میں رونق افروز ہوئے۔

آخری حج: آپ زیارت حرمین شریفین کے مقصد سے روانہ ہوئے۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور دربار نبوی کی عنایت سے سرفراز ہوئے۔

مکن پور میں مستقل قیام: ہندوستان واپس تشریف لائے اور مکن پور میں مستقل سکونت اختیار کی۔

وصیت: ''سید محمد ارغون، سید ابوتراب فضور، سید ابوالحسن طیفور کو میں نے اپنے جانشین کیا۔ ان تینوں کی بجائے میرا تصور کرنا اور جو کوئی مشکل پیش آئے تو ان کی طرف رجوع کرنا۔''

دوسری وصیت آپ نے یہ فرمائی کہ:

''میرے جنازے کی نماز مولانا حسام الدین سلامتی پڑھائیں گے۔

وصال: آپ نے ۱۷ جمادی الاول ۸۳۸ھ کو وصال فرمایا۔ مزار پر انوار مکن پور میں واقع

Marfat.com

ہے۔ ''ساکن بہشت'' مادہ تاریخ وفات ہے۔ (مدار اعظم ص ۸۷، ۱۲۳، ۱۳۱)

خلفاء: تین حضرات کو آپ کی خلافت و جانشینی کا شرف حاصل ہوا۔ ان تین حضرات کو ''کنفس واحدہ'' مانا جاتا ہے اور ایک ہی لقب سے تینوں پکارے جاتے ہیں۔ ان تین حضرات کے نام حسب ذیل ہیں۔ (مدار اعظم ص ۸۷، ۱۲۳، ۱۳۱)

حضرت خواجہ سید ابو محمد ارغون۔ حضرت سید ابو تراب فضور، حضرت سید ابوالحسن طیفور۔

آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں۔ (مدار اعظم ص ۸۷، ۱۲۳، ۱۳۱)

حضرت قاضی محمود، حضرت سید اجمل جانپوری، حضرت قاضی مطہر ان کے علاوہ حسب ذیل حضرات کو ان کا خلیفہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ سید پولاد، شمس ثانی چوبدار، حضرت قاضی شہاب الدین پرکالہ آتش، سید صدر الدین، شیخ حسین بلخی، سید صدر جہاں، شیخ آدم صوفی سلطان شہباز، سلطان حسن عربی، میاں سیف اللہ، شیخ فخر الدین، عادل شاہ۔

(تحفۃ الابرار، تحفۃ المداریہ، ذوالفقار بدیع ص ۵۵)

سیرت پاک: آپ کو مقام صمدیت حاصل تھا۔ آپ جلس دم بہت فرماتے تھے۔ آپ کی عمر بہت ہوئی۔ آپ کھانے پینے کی خواہش سے مدتوں بے نیاز رہتے تھے۔ آپ سرور عالم ﷺ کی روحانیت سے فیض یافتہ تھے۔ آپ اویسی تھے۔ (لطائف اشرفی)

مرتے کو ماریں شاہ مدار: یہ مثال کہ ''مرتے کو ماریں زندہ شاہ مدار'' زبان زد خاص و عام ہے۔ جب کوئی شخص کسی تکلیف یا مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے اور اس پر کوئی نئی مصیبت یا تکلیف وارد ہوتی ہے یا اس پر کوئی ظلم کیا جاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ ''مرتے کو ماریں زندہ شاہ مدار'' اس کے معنی مضمرات اور متعلقات سے بہت ہی کم لوگ واقف ہیں۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ شاہ مدارؒ کو یہ قدرت حاصل تھی کہ جو صوفی مرتبہ فنا میں ہوتے تھے آپ ان کو اس مقام سے نکال کر مرتبہ فناء الفنا میں پہنچا دیتے ہیں۔

تعلیمات: آپ کی تعلیمات معرفت کا خزینہ ہیں۔

Marfat.com

خدا طلبی: آپ نے حضرت شاہ فضل اللہ بدخشانی سے فرمایا کہ ''اے عزیز! تم نے اس کوچے میں قدم رکھا ہے جو ایک دریائے ناپیدا کنار ہے۔ جس میں بلا اندر بلا ہے جو لوگ ہوشیار ہوتے ہیں وہ جرات و ہمت کو اپنا شعار کر کے پار ہو جاتے ہیں اور حیات ابدی حاصل کرتے ہیں۔ اس میں راحت و آرام کو خیر باد کہنا ہوتا ہے اور جیتے جی مصیبت میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ (مدار اعظم ص ۹۳)

معرفت خداوندی: آپ فرماتے ہیں کہ ''اول اپنے آپ کو پہچانو ں خدا کو پہچان لوگے من عرف نفسه فقد عرف ربه: تم کو یہ خیال کرنا چاہے کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو کہاں جانا ہے۔ اس عالم میں کس لئے آئے تھے اور خداوند تعالیٰ نے تم کو کس لئے پیدا کیا اور نیک بختی اور بد بختی کیا ہے۔ اول تم کو ان چیزوں سے آگاہ ہونا چاہیے اور تمہاری صفات بعض حیوانی ہیں۔ بعض شیطانی، بعض ملکی۔

''تم کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ تمہاری اصل صفات کون ہیں۔ یاد رکھو، کھانا، پینا، سونا، فربہ ہونا، غصہ کرنا، یہ حیوانی صفات ہیں۔

مکر و فریب کرنا، فتنہ برپا کرنا، یہ شیطانی صفات ہیں۔ اگر ان صفات کے تم تابع ہو گئے تو حق تعالیٰ کی معرفت تم کو حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ اگر صفات ملکوتی تم حاصل کر لو گے تو کیا عجب کہ معرفت خداوندی سے تمہارا قلب روشن ہو جائے۔ تم کو کوشش کرنی چاہیے کہ صفات حیوانی و شیطانی سے نکل کر صفات ملکوتی حاصل کرو۔''

''دیکھو اللہ تعالیٰ نے تم کو دو چیزوں سے بنایا ہے۔''

''ایک بدن اور دوسری روح''

''روح کی دو قسمیں ہیں۔ حیوانی اور انسانی، روح حیوانی تمام جانورں کو عنایت ہوئی ہے اور روح انسانی انسان کے ساتھ خاص ہے جب تک روح انسانی سے کام نہ لوگے انسان نہیں ہو سکتے، اور نہ معرفت خداوندی حاصل ہو سکتی ہے۔''

Marfat.com

اقوال: آدمی پر ذات کا پرتو ہے اور کعبہ پر صفات کا وحدت نقطہ سے زیادہ نہیں ہے۔

قلندر وہ ہوتا ہے جو صفات الٰہی کے ساتھ متصف ہو جیسا کہ حدیث پاک۔

وَاتَصَفُوا بِصَفَاتِ اللّٰہ یا تَخُلَقُوْا بِاَخْلَاقِ اللہ او کما قال: یعنی خدا کی عادات اور صفات کے ساتھ تم کو اپنی عادت کرنی چاہیے۔

دل کی حفاظت کرو۔

سالک وہ ہوتا ہے کہ چاہتا ہے کہ آسمان پر چلا جائے۔

کشف و کرامات: بی بی نصیبہ کے کوئی لڑکا نہیں تھا جب بغداد تشریف لے گئے بی بی نصیبہ آپ سے دعا کی طالب ہوئی۔ آپ کی دعا سے دو لڑکے ہوئے۔ (ذوالفقار بدیع ص ۴۳)

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ دریا کے کنارہ نزول افروز تھے۔ ایک سوداگر اپنا مال کشتی میں رکھ کر روانہ ہوا کچھ دور جا کر وہ کشتی دریا میں ڈوب گئی ایک شخص نے جو وہاں موجود تھا۔ اس حادثے کی خبر آپ کو دی۔ آپ نے ایک مٹھی خاک اس کو دی اور دریا میں ڈالنے کی تاکید فرمائی۔ اس نے وہ مٹھی خاک دریا میں ڈالی کشتی برآمد ہو گئی۔ (مدار اعظم ص ۹۰، ۹۱)

باب۲۹

حضرت شیخ سارنگ

حضرت شیخ سارنگ کاشفِ اسرارِنہانی ہیں۔

خاندانی حالات: آپ سلطان فیروز شاہ کے امرائے نامدار میں سے تھے۔ بعدہٗ آپ کی شاہی خاندان سے رشتہ داری اس طرح سے ہوئی کہ محمد بن سلطان فروز شاہ نے آپ کی بہن سے شادی کی۔ اس رشتہ سے آپ کے اعزاز میں اور اضافہ ہوا۔ آپ امرائے شاہی کی طرح زندگی گزارتے تھے۔

کایا پلٹ: آپ کا حضرت شیخ راجو قتال کی خدمت میں آنا جانا تھا ایک دن حضرت شیخ راجو قتال نے آپ سے فرمایا: ''سارنگ اگر تم پانچوں وقت نماز پابندی سے پڑھنے کا وعدہ کرو تو میں تم کو شیخ جلال کے تبرک سے مالا مال کروں۔''

آپ نے وعدہ کیا اور پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھنا شروع کی۔ حسب وعدہ حضرت شیخ راجو نے حضرت شیخ جلال کا تبرک آپ کو عطا فرمایا: کچھ دنوں بعد حضرت شیخ راجو قتال نے آپ سے فرمایا کہ۔

''سارنگ! تم پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھتے ہو یہ خوشی کی بات ہے۔ اگر تم چاشت اور اشراق کی نماز بھی پڑھنا شروع کر دو تو کیا اچھا ہو اگر تم نے ایسا کرنا شروع کیا تو میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اور تم ایک برتن میں کھانا کھاویں گے۔''

آپ نے یہ بات بھی بخوشی قبول کی۔ حضرت شیخ راجو قتال کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھانا تھا کہ آپ کے قلب سے ظلمت و تاریکی دور ہوئی باطن روشن ہوا۔ دنیا سے نفرت پیدا ہوئی۔ معبود حقیقی کی تلاش شروع کی۔

بیعت و خلافت: آپ نے سلوک کی راہ میں قدم رکھا۔ حضرت شیخ قوام الدین جو

حضرت مخدوم جہانیاں کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ اپنے زمانے کے مشہور بزرگ تھے۔ آپ ان سے بیعت ہوئے اور انہیں سے خرقہ خلافت پایا۔ آپ حضرت شیخ یوسف ایرجی کے روحانی فیوض و برکات سے بھی مستفید و مستفیض ہوئے۔ (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ۳۳۲) (اخبار الاخیار اردو ترجمہ ص ۳۶۲، انوار العارفین، فارسی ص ۴۵۷)

زیارت حرمین شریف: آپ اپنے تمام مال و جائداد سے دست کش ہو کر پا پیادہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ زیارت حرمین شریف سے مشرف ہو کر واپس تشریف لائے اور رشد وہدایت میں مشغول ہو گئے۔

عطیہ: حضرت شیخ راجو قتال نے خرقہ اور دیگر تبرکات جوان کو ان کے پیران طریقت سے ملے تھے۔ بغیر آپ کے مانگے آپ کے پاس بھیج دئے۔ آپ نے لینے سے انکار کیا۔ وہ خرقہ اور تبرکات واپس کر دیئے۔ حضرت راجو قتال نے دوبارہ بھیجے۔ اس مرتبہ آپ کے پاس سہروردیہ سلسلہ کے ایک بزرگ جن کا نام حسام الدین ہے تشریف رکھتے تھے ان بزرگ نے آپ پر زور ڈالا کہ آپ وہ تبرکات قبول کر لیں۔ ان بزرگ کے اثر اور ترغیب کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ نے حضرت راجو قتال کے بھیجے ہوئے تبرکات قبول کئے۔

وفات: آپ نے ۸۴۷ھ میں وفات پائی مزار لکھنو سے کچھ فاصلے پر ہے۔ (تذکرہ العابدین، ص ۲۶۲،)

خلیفہ: حضرت شاہ مینا آپ کے ممتاز خلیفہ ہیں۔

سیرت: آپ شغل باطن اور ذکر خفی میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے، ترک و تجرید، عبادات و مجاہدات، توکل و قناعت، تحمل اور بردباری میں اپنی مثال آپ تھے۔

تاریخی یادگار: مشہور شہر ''سارنگ پور'' آپ نے اپنے نام پر آباد کیا تھا۔

(اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۳۲۷، انوار العارفین، فارسی ص ۴۵۷)

Marfat.com

باب ۳۰

حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی

حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی باکمال درویش تھے۔

تعلیم: آپ کو عربی اور فارسی میں دستگاہ حاصل تھی، حدیث فقہ، صرف ونحو، تفسیر میں ماہر تھے۔ آپ قاضی عبدالمقتدر کے شاگرد تھے۔

بیعت و خلافت: آپ حضرت مولانا محمد خواجگی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی سے بھی فیوض و برکات حاصل کئے تھے۔

وفات: آپ نے ۸۴۸ھ میں رحلت فرمائیں۔ مزار جونپور میں ہے۔

(اخبارالاخیار اردو ترجمہ ص ۳۷۲)

سیرت: آپ کو اپنے زمانے میں بہت شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی مشہور کتابیں حسب ذیل ہیں۔

حواشی کافیہ، ارشاد، قرین، بدیع البیان، بحر موّاج، مناقب السادات، آپ نے اصول بزوری پر بحث امر تک شرح قلم بند کی ہے۔ تقسیم علوم میں ایک رسالہ ہے۔ فارسی میں ایک رسالہ صنائع میں آپ کی کاوش قلم کا نتیجہ ہے۔

آپ شعر بھی کہتے تھے حسب ذیل قطعہ آپ کا بہت مشہور ہے۔

ایں نفس خاکسار کہ آتش سزائے اوست　　برباد گشت لائق بے آب کردن است
یک کس چناں فرست کہ پابر سرم نہد　　ریزو ہمہ معنی و تکبر کہ درمن است

Marfat.com

ب ۳۱

حضرت شیخ احمد کھٹو

حضرت شیخ احمد کھٹو سرآمد اولیائے روزگار تھے۔

خاندانی حالات: آپ کے آباؤ اجداد دہلی میں رہتے تھے۔

نام: آپ کا نام شیخ احمد ہے

تعلیم: آپ نے دہلی میں تعلیم پائی

بچپن کا واقعہ: ایک دن آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دہلی میں کھیل رہے تھے۔ آندھی کا ایک طوفان آیا۔ اس طوفان نے آپ کو گھیر لیا اور وطن سے دور کسی جگہ پھینک دیا۔ بہت دنوں تک آپ ادھر ادھر پھرتے رہے۔ کھٹو میں ایک درویش بابا اسحاق مغربی رہتے تھے۔ اس درویش سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ اس درویش نے آپ کو اپنے پاس رکھا۔ آپ نے انہیں کے سائے میں تربیت پائی۔

بیعت وخلافت: آپ حضرت بابا اسحاق مغربی کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ بابا اسحاق مغربی کا سلسلہ حضرت شیخ ابومدین مغربی تک پہنچتا ہے۔

ریاضات وعبادات: آپ کا جب دہلی میں قیام تھا تو آپ مسجد خان جہاں میں عبادت میں مشغول رہتے آپ مجاہدات، ریاضات اور عبادات میں مشغول رہتے۔ روزے رکھتے اور کھل کے ٹکڑے سے افطار کرتے۔ اپنے پیر ومرشد کی وفات کے بعد آپ نے ایک چلہ کھینچا۔ اور ایک کھجور روز کھاتے تھے۔ اس طرح آپ نے چالیس روز تک چالیس کھجوریں کھائیں۔

زیارت حرمین شریف: آپ نے حرمین شریف کی زیارت سے مشرف ہونا چاہا۔ آپ کی خواہش پوری ہوئی حرمین شریف کی زیارت سے فارغ ہو کر آپ نے درویشوں کی

Marfat.com

صحبت سے استفادہ کیا۔اوران کے روحانی فیوض سے مستفید و مستفیض ہوئے۔

سلاطین سے تعلق: سلطان فیروز آپ کا معتقد و منقاد تھا۔ظفر خاں جو بعد میں سلطان مظفر کے لقب سے مشہور ہوا۔اور گجرات کا بادشاہ ہوا وہ بھی آپ کا معتقد تھا۔اور آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا۔

گجرات میں آمد: سلطان مظفر کی استدعا پر آپ دہلی سے گجرات تشریف لائے اور سرکھج میں بود و باش اختیار فرمائی۔

وفات: آپ کا مزار سرکھج میں ہے۔

مرید: محمود بن سعید ایرجی آپ کے ممتاز مریدوں میں سے ہیں۔

سیرت: آپ کا شمار مشائخ کبار میں سے ہے آپ عابد، زاہد، متقی و پرہیز گار تھے عبادات، ریاضات و مجاہدات میں زیادہ وقت گزار دیتے تھے جو کچھ آتا وہ سب خرچ کر دیتے تھے۔آپ کا لنگر عام تھا۔آپ اپنے آپکو لوگوں سے چھپانے کی کوشش کرتے تھے۔سمرقند کا ایک واقعہ ہے کہ آپ ایک مسجد میں گئے۔وہاں ایک عالم درس دے رہا تھا۔بہت سے طالب علم درس میں موجود تھے۔آپ نہایت خاموشی سے ایک طرف جا کر بیٹھ گئے۔آپ کا لباس نہایت معمولی تھا۔ایک طالب علم جو حسامی پڑھ رہا تھا۔غلط اعراب پڑھے۔آپ نے اس طالب علم کو ٹوکا۔وہ عالم یہ سن کر آپ طرف متوجہ ہوا۔آپ سے بہت عزت سے پیش آیا۔آپ کا امتحان لینے کی غرض سے اس عالم نے آپ سے علم اصولی کے متعلق چند سوالات کئے۔آپ نے ہر سال کا جواب دیا۔اس عالم کو سخت تعجب ہوا کہ اتنا علم ہوتے ہوئے پھر بھی لباس معمولی پہن رکھا ہے۔اس سے رہا نہ گیا۔آخر اس نے آپ سے دریافت کیا۔

"تم نے باوجود اتنے علم کے ایسے حقیر سے کپڑے اور ٹوپی پہن رکھی ہے۔"

آپ نے جواب دیا۔

Marfat.com

"ایک تو علم، دوسرے اگر اچھے کپڑے پہنوں تو نفس بد خوئی کرے اس واسطے کہ درویش نے خاص کر خود کو اس لباس میں پوشیدہ رکھا ہوا ہے۔" (اخبار الاخیار اردو ترجمہ ص ۲۲۴)

ترجمان: درویشوں کی مجلس میں آنا تو آسان ہے مگر سلامتی سے باہر جانا دشوار ہے۔ (تحفۃ المجالس)

کرامات: تیمور کے حملے کے وقت آپ دہلی میں تھے۔ حملے سے پندرہ روز قبل آپ نے لوگوں کو آگاہ کر دیا تھا۔ اور بعض مرید آپ کے حکم سے جونپور چلے گئے۔

آپ خود دہلی میں رہے۔ تیمور کے لشکر نے آپ کو گرفتار کیا۔ جب تیمور کو آپ کی بزرگی و عظمت کا علم ہوا، اس نے آپ کو رہا کیا اور آپ سے معذرت خواہاں ہوا۔ جب لشکر نے آپ کو گرفتار کیا۔ آپ کے ساتھ قید و بند میں کل چالیس آدمی تھے۔ جب تک آپ قید میں رہے غیب سے چالیس روٹیاں آتی رہیں اور آپ کو آپ کے معتقدین کو اس طرح کھانے کی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

Marfat.com

باب ۳۲

حضرت قطب عالم

حضرت قطب عالم عالم میں مشہور ہوئے

خاندانی حالات: آپ مخدوم جہانیاں جہاں گشت حضرت سید جلال الدین بخاری کے پوتے ہیں۔

نام: آپ کا نام سید برہان الدین ہے۔

لقب: آپ کا لقب ''قطب عالم'' ہے۔اسی لقب سے آپ مشہور ہوئے۔

گجرات میں آمد: آپ وطن سے ہجرت کر کے گجرات تشریف لے گئے اور گجرات ہی کو اپنی رشد وہدایت کا مرکز بنایا۔

وفات: آپ ۸ ذی الحجہ ۸۵۷ھ کو انتقال فرمایا۔مزار مبارک تبوہ میں ہے جو احمد آباد کے قریب ہے۔(اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۳۳۴)

سیرت: ترک وتجرید میں یگانہ روزگار تھے۔عشق الٰہی میں سرشار تھے۔

کرامات: ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ پانی میں تشریف لے گئے۔آپ کے پیر میں کوئی چیز لگی۔چوٹ کا لگنا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ کس چیز سے چوٹ لگی۔کیا یہ پتھر ہے یا لوہا ہے یا لکڑی۔

چنانچہ اس پتھر میں تینوں چیزوں پیدا ہو گئیں۔پتھر کی صفت بھی اس میں ہے، لوہا بھی ہے اور لکڑی بھی۔

باب ۳۳

حضرت قاضی سید عبدالمالک المعروف بہ شاہ اجمل

حضرت قاضی سید عبدالمالک المعروف بہ شاہ اجمل کئی سلسلوں سے وابستہ تھے۔ آپ سلسلہ چشتیہ جہانیہ وقادریہ وسہروردیہ میں حضرت سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت قاضی شیخ قوام الدین دہلوی سے بھی خرقہ خلافت پایا۔ حضرت قاضی شیخ قوام الدین دہلوی کو حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کا مرید اور خلیفہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔

وفات: آپ نے ۲۵ رمضان ۸۶۴ھ کو وفات پائی۔ آپ کا مزار بہرائچ میں مولوی شاہ نعیم اللہ کے مزار کے قریب واقع ہے۔

باب ۳۴

حضرت شاہ مینا

حضرت شاہ مینا واقف رموز ربانی ہیں۔

والد ماجد: آپ شیخ قطب الدین کے صاحبزادے ہیں۔

نام: آپ کا نام شیخ محمد ہے۔آپ شیخ قوام الدین کی دعا سے پیدا ہوئے۔(اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۳۲۸)

لقب: آپ کو شاہ اور شیخ مینا کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔

لقب کی وجہ تسمیہ: ''مینا'' ایسا ہی لفظ ہے۔جیسے ''میاں'' کسی کو عزت اور پیار سے پکارتے ہیں تو میاں کہہ کر پکارتے ہیں شیخ قوام الدین کے لڑکے کا نام شیخ محمد تھا ان کو عرف عام میں شیخ مینا کہتے تھے۔وہ دنیاوی جاہ منصب کے حریص ہوئے اور اپنے والد کی مرضی کے خلاف شاہی دربار میں منسلک ہو گئے۔اعزاز اور جاہ و منصب تو ان کو حاصل ہو گیا لیکن ان کے والدان سے خفا ہو گئے۔تعلقات اس قدر کشیدہ ہوئے کہ ان کے والد نے ان سے تعلقات منقطع کر لئے انہوں نے اپنے والد بزرگوار کو راضی کرنے کی بہت کوشش کی۔لیکن ناکامیاب رہے۔آخر کار انہوں نے خود والد کی خدمت میں جانے کا ارادہ کیا اور والد سے معافی مانگنے کے خیال وہ وطن روانہ ہوئے کسی نے ان کے آنے کی اطلاع شیخ قوام الدین کو بھی دی۔یہ سن کر شیخ قوام بہت خفا ہوئے اور غصہ کی حالت میں فرمایا کہ ''میں نہیں چاہتا کہ وہ نافرمان پر خود ار میرے سامنے آئے'' ان کا یہ فرمانا تھا کہ ان کے لڑکے شیخ محمد جن کو شیخ مینا کے لقب سے پکارا جاتا تھا بیمار ہوئے اور راہی ملک وبقا ہوئے۔

ان کے انتقال کے بعد شیخ قوام الدین نے اپنے ایک خاص خادم شیخ قطب الدین سے اپنی خواہش ظاہر کی کہ۔

''میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو اور اس کا نام محمد مینا ہو اور رزندوں کی جگہ نعم البدل کا حکم رکھتا ہو۔''

چنانچہ آپ جب پیدا ہوئے تو آپ کا نام شیخ محمد رکھا گیا، اور آپ شیخ مینا کے لقب سے پکارے جانے لگے۔

رورش: آپ نے شیخ قوام الدین کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی۔ (انوار العارفین فارسی، ص ۴۵۸)

یعت وخلافت: آپ حضرت شیخ سارنگ کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۳۲۸)

وفات: آپ نے ۸۷۰ھ میں وفات پائی۔ مزار پر انوار لکھنو میں واقع ہے۔

خلیفہ: حضرت شیخ سعد الدین خیر آبادی آپ کے ممتاز خلیفہ ہیں۔ انہوں نے آپ کے حالات وملفوظات جمع کئے ہیں۔

سیرت: آپ لکھنو کے صاحب ولایت ہیں۔ آپ ترک وتجرید میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ آپ دنیا اور دنیاوی معاملات سے الگ رہتے تھے۔ آپ عبادت، ریاضت اور مجاہدہ میں حقیقی خوشی پاتے تھے۔

حسب ذیل رباعی اکثر پڑھا کرتے تھے۔

ہر کہ مارا یار نبود ایزد اورا یار باد ہر کہ مارا رنج داد وہ را حتش بسیار باد

ہر کہ اندر راہ ماخار نہد از دشمنی ہر گلے کر باغ عمرش بشگفت خار باد

آپ رات کو دیوار پر بیٹھ کر عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ تا کہ اگر نیند آئے تو دیوار سے نیچے گر پڑیں۔ آنکھ کھل جائے اور پھر عبادت میں مشغول ہوں۔ اگر زمین پر بیٹھ کر عبادت کرتے تو اپنے چاروں طرف کانٹے رکھ لیتے تا کہ اگر نیند کے غلبہ سے گریں تو کانٹوں پر گریں اور پھر ہوشیار ہو جائیں۔ جاڑے کے موسم میں اپنے کپڑوں کو پانی سے تر کر کے خانقاہ کے صحن میں بیٹھ کر عبادت میں مشغول ہوتے تھے۔ (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۳۲۹)

اقوال: ☆ اگر صوفی اپنی خواہش کی مطابقت کرتا رہے تو حاشا وکلا وہ صوفی نہیں ہو سکتا۔ راہ

دین احمدی کا رہزن ہے۔

وضو کر کے کھایا جانے والا طعام تسبیح کرتا اور رگوں میں نور بن کر دوڑتا ہے۔

کرامات: آپ مادرزاد ولی تھے۔ پانچ سال کی عمر میں آپ کو مکتب میں داخل کرایا گیا آپ کے استاد نے آپ سے الف پڑھنے کو کہا۔ ''الف'' پھر آپ کے استاد نے کہا ''ب'' آپ نے انکار کیا۔ جب استاد نے دوبارہ کہا تو آپ نے جواب دیا کہ ''الف'' پڑھ لیا ہے یہی کافی ہے ب کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

آپ نے الف کے اتنے معنی، حقائق، مضمرات و متعلقات بیان کیے کہ آپ کے استاد اور حاضرین کو سخت تعجب ہوا۔

باب ۳۵

حضرت شاہ عالم

حضرت شاہ عالم سے عالم کی زینت ہے۔

خاندانی حالات: آپ مخدوم جہانیاں جہاں گشت حضرت سید جلال الدین بخاری کے پرپوتے تھے۔

والد: آپ کے والد کا نام سید برہان الدین ہے۔ جو قطب عالم کے لقب سے مشہور ہیں۔

نام: آپ کا نام شاہ منجھن ہے۔

لقب: آپ کا لقب شاہ عالم ہے۔

بیعت وخلافت: آپ اپنے والد حضرت قطب عالم کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ آپ نے حضرت شیخ احمد کھٹو سے بھی فیض پایا تھا اور نعمت سے مالا مال ہوئے تھے۔

وفات: آپ ۸۸۰ھ میں جوار رحمت میں داخل ہوئے۔ مزار احمد آباد میں ہے۔

سیرت: آپ استغراق میں محو رہتے تھے۔ اکثر قیمتی لباس زیب تن فرماتے تھے۔ آپ اپنے کو لوگوں سے چھپانے کی کوشش کرتے تھے۔ مشرب آپ کا ملامتیہ تھا۔ آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۲۲۵)

Marfat.com

باب۳۲

حضرت شیخ سعدالدین خیرآبادی

حضرت شیخ سعدالدین ترک وتجرید میں یگانۂ روزگار تھے۔

تعلیم: آپ کونحو وصرف، فقہ، حدیث اور تفسیر میں دستگاہ حاصل تھی۔علم ظاہر بہت محنت سے حاصل کیا۔آپ مولانا اعظم کے شاگرد تھے۔جن کا مشہور علماء میں شمار تھا۔آپ نے ''عوارف المعارف'' ان سے پڑھی۔حضرت شاہ مینا سے اکثر عرض کیا کرتے تھے کہ۔

''حضرت مخدوم کو معلوم ہے کہ اس کتاب کے الفاظ کی تصحیح کے لئے طبع بندہ کافی ہے اور معانی کا سمجھنا خود ان کے احوال شریف کا خاصہ ہے۔اب ملاؤں سے پڑھنا کس لئے۔'' حضرت شاہ مینا نے فرمایا:

''بابا! دیانت نہیں ہے کہ علم کے باوجود ترک تعلّم کریں اور اپنے علم پر اکتفا کریں۔''

(اخبار الاخیار اردو ترجمہ ص۳۹۲)

بیعت وخلافت: آپ حضرت شاہ مینا کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

وفات: آپ نے ۸۸۲ھ میں رحلت فرمائی۔مزار خیرآباد میں ہے

مریدین: آپ کے خاص خاص مریدین حسب ذیل ہیں۔

شیخ صفی، شیخ مبارک سندیلوی، شیخ اللہ دیا خیرآبادی،

سیرت: آپ جامع کمال شریعت وطریقت تھے اور علوم ظاہری وباطنی سے آراستہ تھے۔آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔آپ کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہے۔شرح مصباح کافیہ، حسامی، بزدوی آپ نے رسالہ مکیہ پر ایک شرح لکھی ہے جس کا نام ''مجمع السلوک'' ہے اس میں اپنے پیرو مرشد حضرت شاہ مینا کے حالات وملفوظات بھی قلم بند کئے ہیں۔

Marfat.com

باب ۳۷

حضرت شیخ حسام الدین مانکپوری

حضرت شیخ حسام الدین مانک پوری مشائخ کبار میں ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کے دادا حضرت مولانا جلال الدین مانکپوری ایک خدا رسیدہ بزرگ تھے۔وہ حضرت شیخ محمد سے بیعت تھے۔(اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۳۲۷)

حضرت شیخ محمد کو حضرت نظام الدین اولیاء کا خلیفہ ہونے کا فخر حاصل ہے۔آپ شب بیدار تھے۔رات عبادت میں گزارتے تھے۔ہر روز اکتالیس مرتبہ سورہ یسین پڑھنا آپ کا معمول تھا۔قرآن شریف لکھ کر گزارہ کرتے تھے۔

والد: آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا خواجہ، زاہد اور متقی تھے۔ایک مرتبہ آپ کے یہاں تین روز کا فاقہ تھا۔ایک شخص نے نذرانہ پیش کیا۔آپ نے واپس کر دیا۔گھر والوں کو یہ بات ناگوار ہوئی۔آپ خاموش رہے۔ملک عین الدین مانکپوری نے آپ کو اسی قدر نذرانہ بھیجا جتنا کہ وہ شخص لایا تھا۔آپ نے وہ نذرانہ قبول کیا اور اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ خدا شکر ہے جس نے پاک پیسہ دیا۔

تعلیم و تربیت: آپ نے علوم ظاہری کے اکتساب میں بہت محنت کی، فقہ، حدیث، صرف ونحو میں استعداد حاصل کی۔

بیعت وخلافت: آپ حضرت شیخ نور الدین قطب عالم کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

وفات: آپ نے ۸۸۲ھ میں وصال فرمایا۔مزار مبارک مانکپور میں ہے آپ زہد وتقویٰ، قناعت وتوکل، حلم وبردباری میں اپنی مثال آپ تھے۔جامع علم شریعت وطریقت تھے۔

تعلیمات، آداب مریدی: آپ فرماتے ہیں کہ ''مرید کو ارادت کے بعد پرانے

Marfat.com

حریفوں کے ساتھ نشست و برخاست نہیں کرنی چاہیے کیونکہ وہ اس کو راستے سے بہکا دیں گے اور اس کے کام میں خلل آئے گا اور دہلیز میں نہ بیٹھے کیونکہ شیطان صفت لوگ آ کر اس کو راستے سے بہکا دیں گے۔" (رفیق العارفین)

مرید و پیر: آپ فرماتے ہیں کہ "مرید پیروں سے ایسی مشابہت رکھتے ہیں، جیسے کپڑے میں پیوند، مگر صادق حقیقی مرید جو پیر کے کہنے پر چلتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے سفید کپڑے میں سفید پیوند کہ کپڑا دھونے سے پیوند بھی دھل جاتا ہے اور سفید ہو جاتا ہے ایسی ہی جو فیض کہ پیر کو پہنچتا ہے وہی برخوردار بھی حاصل کرتا ہے۔ اور جو شخص کہ پیر کے کہنے پر نہ چلے وہ رسمی مرید ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے سفید کپڑے میں سیاہ پیوند۔ اگرچہ اس کو فیض پیر پہنچتا ہے مگر اس کو اس فیض سے چنداں نفع نہیں ہوتا اور برخوداری بھی کم ہو جاتی ہے۔ (رفیق العارفین)

"رسمی مریدوں کے حق میں یہ بات ہے کہ اگر وہ نیک ہیں تو ان کی وجہ سے جانے جائیں گے اور اگر بد ہیں تو ان کے طفیل ان کو بخش دیں گے۔ یہ دولت کم نہیں ہے۔ بہر حال پیر ضرور ہونا چاہیے۔

اقوال: ☆ سالک ذکر کرنے سے عاشق ہوتا ہے اور فکر کرنے سے عارف۔

☆ فیض الٰہی ناگاہ پہنچتا ہے، لیکن دل آگاہ پر پہنچتا ہے۔ پس سالک منتظر رہے کہ پردہ غیب سے کیا کشود ہوتی ہے۔

☆ فراق کہاں ہے، یا وہ خود ہے یا اس کا نور ہے یا اس کے نور کا پرتو ہے۔

☆ اگر کوئی مقام قطبیت میں پہنچے تو بھی قرآن شریف کی تلاوت ترک نہ کرے کم از کم ایک سیپارہ ہر روز پڑھے۔

☆ درویش کے پاس چار چیزیں ہونی چاہیں۔ دو ثابت اور دو شکستہ، دین اور یقین ثابت ہونا چاہیے اور پیر اور دل شکستہ۔

☆طمع مرض ہے۔سوال کرنا سکرات ہے اور انکار کرنا موت ہے۔

☆دنیا سایہ کے مانند ہے اور آخرت آفتاب کے مانند ہے۔اگر کوئی سائے کی طرف جائے تو اس کو ہرگز نہیں پکڑ سکتا اور جب کوئی آفتاب کی طرف جائے گا تو سایہ خود بہ خود اس کے ساتھ ہو جائے گا۔

☆اتنے شیریں نہ بنو کہ مکھیاں چاٹنے لگیں۔

☆سب لوگوں سے آمیختہ رہو مگر کسی سے آویختہ نہ ہو۔

کرامات: ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ کے یہاں فاقہ تھا، آپ کا ایک بچہ بھوک سے تنگ آکر آپ کے پاس آکر رونے لگا بچے کے رونے سے آپ کے دل کو ٹھیس لگی۔آپ کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ۔ع

اے عجبا چوں توئی ہمچو منی راز بس

ابھی کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کھانا پیش کیا ایک اور شخص نے ایک من اُرد کی دال آپ کو پیش کی۔آپ کو افسوس ہوا کہ اتنی سی بات کے لئے آپ کی زبان سے ایسا کلمہ کیوں نکلا۔

بیعت سے مشرف ہونے کے بعد آپ میں نمایاں تبدیلی ہوئی آپ کو بہت کتابوں کے متن یاد تھے۔وہ سب بھول گئے مریدی کے بعد آپ کو ایسا علم حاصل ہوا کہ جس سے ہر چیز بخوبی سمجھ میں آتی تھی۔آپ فرماتے ہیں کہ۔

"اگر کوئی چاہے تو ہدایہ کو سلوک میں لکھ دوں"

آپ ہر روز بلا ناغہ پندرہ سیپارے پڑھتے تھے۔ایک دن آپ نے سنا کہ کوئی کہتا ہے کہ

"خوب پڑھتے ہو، جیسا کہ پڑھنا چاہیے، ویسے ہی پڑھتے ہو۔"

باب ۳۸

حضرت شیخ درویش محمد

حضرت شیخ درویش محمد کے والد ماجد کا نام شیخ قاسم ہے۔

بیعت وخلافت: آپ سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت شیخ فتح اللہ اودھی سے بیعت تھے اوران سے خلافت پائی اور سلسلہ چشتیہ جہانیہ وقادریہ وسہروردیہ میں آپ حضرت سید بڈھن بہرائچی سے بیعت تھے اوران کے خلیفہ بھی تھے۔ (سالک السالکین، جلد دوم ۴۲۵)

وفات: آپ نے ۱۲ محرم ۸۹۲ھ کو وفات پائی آپ کا مزار فیض آباد میں مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

چشم بندو گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سرِ حق بر من بخند

حصہ پنجم

Marfat.com

باب ۳۹

حضرت خواجہ حسین ناگوری

حضرت خواجہ حسین ناگوری جامع علوم معنوی وصوری ہیں۔

خاندانی حالات: آپ حضرت حمید الدین ناگوریؒ اور حضرت شیخ وحید الدین کی اولاد سے ہیں۔

بیعت وخلافت: آپ حضرت شیخ کبیر کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ اپنے پیر ومرشد کی خدمت میں ایک عرصے تک گجرات میں رہے۔ پھر اپنے وطن ناگور واپس ہوئے۔

اجمیر کی آمد: آپ اجمیر اور دربار خواجہ غریب نواز میں مدتوں حاضر رہے۔ خواجہ غریب نواز کے مزار مبارک کی خدمت میں مشغول رہے۔ عبادت ومجاہدات کرتے رہے۔

واپسی: خواجہ غریب نواز کا حکم پا کر آپ اپنے وطن واپس تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر تعلیم وتلقین میں مشغول رہے۔

ساز وسامان: آپ کے پاس جو جائداد تھی یعنی مکان، کنواں اور باغ وہ آپ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر وقف کر دی تھی۔

آپ کے پاس ایک چھکڑا تھا، جو آپ کی سواری کے کام آتا تھا۔ اس چھکڑے کو خود ہی ہانکتے تھے اور بیلوں کو جو اس میں جوتے جاتے تھے، خود ہی چرانے جاتے تھے۔

موئے مبارک کی زیارت: منڈو کے بادشاہ سلطان غیاث الدین خلجی نے آپ کو کئی مرتبہ بلایا لیکن آپ تشریف نہیں لے گئے۔ سلطان غیاث الدین خلجی کے پاس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک کہیں سے آیا۔ سلطان نے آپ کو خبر کرائی آپ منڈو تشریف لے گئے اور موئے مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ آپ کے دیکھتے ہی موئے مبارک آپ کے ہاتھ میں آ گیا۔

Marfat.com

سلطان غیاث الدین خلجی نے آپ کی آمد اپنے لئے باعث خیر و برکت سمجھی وہ آپ کو اپنے والد کی قبر پر لے گیا۔ آپ نے اس کے عرض کرنے پر اس کے لئے دعا مغفرت کی۔

سلطان غیاث الدین خلجی نے آپ کو نذرانہ اور تحائف پیش کئے آپ نے نذرانہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ کے لڑکے کے دل میں خیال آیا کہ اگر نذرانہ تحائف قبول کر لیں تو کیا اچھا ہو۔ یہ بات آپ کو کشف سے معلوم ہوئی آپ نے لڑکے سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

''یہ سانپ ہے سانپ کو بھی کسی نے پالا ہے۔'' (اخبار الاخیار اردو ترجمہ ص ۲۷۷)

آپ نے جب دیکھا کہ صاحبزادے کی دلی خواہش ہے کہ نذرانہ قبول کر لیا جائے تو آپ نے اپنے صاحبزادے کو تاکید فرمائی۔

''اگر اس میں سے کچھ لے کر حضرت خواجہ بزرگ اور اپنے دادا کے روضہ کو بناؤ تو لے لو، کیونکہ اس باب میں اپنے پیر شیخ کبیر سے سنا ہے کہ تمہارے ہاتھ زر لگے گا جس کو تم اپنے مشائخ کو روضوں پر صرف کرو گے۔''

چنانچہ نذرانہ قبول کیا گیا اور حضرت خواجہ غریب نواز اور حضرت صوفی حمید الدین ناگوری کے مزارات پر وہ رقم خرچ کر دی۔

وفات: آپ نے ۹۰۱ھ میں وفات پائی مزار ناگور میں ہے۔

خلیفہ: حضرت شیخ احمد شیبانی آپ کے خلیفہ ہیں۔

سیرت: آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے والہانہ محبت تھی۔ عشق رسول میں آپ فنا تھے۔ آپ زہد و تقوی، ذوق و شوق عشق و محبت اور علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے۔

آپ کی پوشاک بہت معمولی ہوتی تھی۔ آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں آپ کے مکتوبات مشہور ہیں۔ آپ کی مشہور کتابیں حسب ذیل ہیں۔

نور النبی، آپ نے قسم ثالث مفتاح پر بھی شرح قلم بند کی ہے۔ اس کے علاوہ سوانح شیخ احمد غزالی پر بھی شرح تحریر کی ہے۔

Marfat.com

باب ۴۰

حضرت شاہ کمال کتھیلی

حضرت شاہ کمال کتھیلی مقتدائے راہ دین ہیں۔

خاندانی حالات: آپ بغداد کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

والد: آپ کے والد ماجد کا نام سید محمد عمر ہے۔ وہ حافظ بھی تھے اور حاجی بھی تھے۔ وہ کامیاب طبیب ہونے کے علاوہ ایک عالم بھی تھے۔

ولادت: آپ نے ۷ شوال ۸۳ھ کو اس عالم کو زینت بخشی۔

نام: آپ کا نام کمال ہے۔

القاب: آپ کے القاب ''سلب احوال'' اور ''لال ریال'' ہیں۔

پیشین گوئی: حضرت فضیل قادری آپ کے یہاں تشریف لائے آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور آپ کے والد سے آپ کے متعلق فرمایا کہ۔

ہادیٔ کامل وولی عادل تمہیں ودیعت ہوا ہے۔ اس کی تربیت صحیح طور پر کیجئے کیونکہ یہ بچہ اولیاء کے زمرے میں مراتب عالیہ پر فائز ہوگا۔ اس کی پرواز سدرۃ المنتہی تک ہوگی۔ اس کا علم وسیع ہوگا اور عمر دراز ہوگی۔

ابتدائی زندگی: بچپن ہی سے آپ میں ترک وتجرید کے آثار نمایاں تھے اور بچوں کی طرح کھیل کود میں دلچسپی نہیں لیتے تھے۔ جنگلوں میں گھومنا پھرنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ کھانا پینا بھی برائے نام تھا۔ اگر مل جاتا تو کھا لیتے ورنہ نہیں۔ بچپن ہی سے آپ حالت جذب میں رہتے تھے۔

ایک واقعہ: ایک روز جب کہ آپ حسب معمول گھر سے غائب تھے۔ آپ کے والد ماجد آپ کی تلاش کے لئے نکلے۔ ایک جنگل میں پہنچ کر دیکھا کہ آپ ایک پیڑ کے نیچے مراقبہ

Marfat.com

میں بیٹھے ہیں۔آپ کواسی حالت میں روحانی قوت کے ذریعے معلوم ہوا کہ آپ کے والد ماجد وہاں تشریف لائے ہیں۔آپ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔آپ کے والد ماجد آپ کے پیچھے ہولئے۔آپ تھوڑی دور چل کر غائب ہو گئے۔

آپ کے والد نے گھر آکر یہ واقعہ بیان کیا۔

بیعت وخلافت: آپ کے والد نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر بخوبی اندازہ لگالیا کہ آپ کی تعلیم وتربیت ان کے بس کی نہیں۔انہوں نے آپ کو فضیل قادری کے سپرد فرمایا۔آپ کی تعلیم وتربیت فضیل قادری کے زیر نگرانی ہوئی۔آپ بہت جلد علوم ظاہری کی تکمیل و تحصیل سے فارغ ہوئے۔

تعلیم وتربیت: آپ نے فضیل قادری کے دست حق پر بیعت کی۔اور انہیں سے خرقہ خلافت پایا۔آپ نے سلوک کے تمام مدارج طے کئے۔ریاضت،عبادت اور مجاہدہ میں کوئی کسر اٹھا کر نہیں رکھی۔

پیرومرشد کی ہدایت: آپ کے پیرومرشد نے آپ کے روحانی کمالات سے خوش ہوکر آپ کو ہندوستان کی ولایت عظمٰی فرمائی کہ ہندوستان جا کر تادم آخر رشد وہدایت میں مشغول رہیں۔

سیروسیاحت: بغداد سے روانہ ہوکر آپ نے عراق،ایران،مشہد،نجف اشرف،تبریز، اصفہان کی سیروسیاحت فرمائی۔بہت سے کامل درویشوں سے ملے اور ان کے فیض باطنی سے مستفید ہوئے۔

ہندوستان میں آمد: سیروسیاحت فرماتے ہوئے آپ ہندوستان پہنچے۔ٹھٹھ میں پہنچ کر ایک سال قیام فرمایا۔وہاں ملا سید محمد مدرس کو بیعت کیا اور خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

ٹھٹھ سے آپ ملتان تشریف لے گئے۔وہاں حمید خاں نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ملتان سے آپ لدھیانہ میں رونق افروز ہوئے۔لدھیانہ سے آپ پائل (سر

Marfat.com

ہند کے قریب) تشریف لے گئے۔

کیتھلی میں قیام: پائل سے آپ کتھیلی تشریف لے گئے اور کیتھلی کو اپنی رشد و ہدایت کا مرکز بنایا، کتھیلی میں مفتیوں کا اقتدار تھا ان کی پانسو پالکیاں نکلا کرتی تھیں۔ مفتی طرح طرح سے آپ کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ بہت سے لوگ مفتیوں کے بہکانے سے آپ کے مخالف ہو گئے۔ وہ طرح طرح سے آپ کہ اذیت پہنچانے لگے۔

مفتی اپنی فتنہ پردازیوں سے باز نہ آئے۔ ایک دن آپ کو غصہ ہی آ گیا اور آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے۔

''مفتیان کی جڑ اللہ شہ کمال نے پٹی''

اس کے بعد سے مفتیوں کا اقتدار گرنا شروع ہوا۔ یہاں تک رفتہ رفتہ وہ سب نیست و نابود ہو گئے۔

آپ کیتھل میں بلا روک ٹوک رشد و ہدایت فرماتے۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ کا حلقہ ارادت روز بروز بڑھتا گیا۔

شادی اور اولاد: آپ کے تینوں صاحبزادے حضرت شاہ عماد الدین۔ حضرت شاہ موسیٰ ابوالمکارم اور حضرت نور الدین صاحب کشف و کرامات تھے۔ ریاضت و مجاہدہ اور تزکیہ نفس میں بے نظیر تھے۔

وفات: آپ کو شغل میت سے کافی دلچسپی تھی۔ اسی شغل میں کئی کئی مہینے گزر جاتے تھے۔ آپ اپنے حجرے میں چھ چھ مہینے باہر تشریف نہیں لاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ عماد الدین آپ کے حجرے کی طرف سے گزرے انہوں نے دروازے میں سے جھانک کر دیکھا کہ آپ بے حس و حرکت لیٹے ہیں دروازہ اتارا گیا قریب جا کر جب آپ کو دیکھا گیا تو مردہ پایا نبض غائب تھی۔

غسل دیتے وقت آپ نے حرکت کی اور غسال سے فرمایا کہ ''ہمارے مرنے کی

Marfat.com

ر تمام شہر میں پھیل گئی ہے۔"

غسال نے جواب دیا کہ جی ایسا ہی ہے۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا :"اچھا ہم جاتے ہیں۔"

یہ کہا اور جان شریں جاں آفرین کے سپرد فرمائی۔(گلزار الخوارق)

اس طرح آپ کی وفات ۹ جمادی الثانی ۹۲۱ھ کو واقع ہوئی (جواہر مجدّ یہ)

خلفاء: آپ کے مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں۔

ملا محمد مدرس۔شاہ سکندر، شاہ موسیٰ ابوالمکارم۔شیخ جلال الدین۔کہکہہ ملتانی۔شاہ یوسف غوث، بھکری شیخ عبدالرحمٰن سرہندی۔محمد خاں تاشقندی۔شاہ ہاشم بخوتوی۔خواجہ امان اللہ حسینی۔شیخ مودود قادری۔خواجہ فتح علی خاں۔خواجہ عین الدین کلانوری۔خواجہ اسحاق۔باوا ستیل پوری۔شیخ عبدالاحد۔

سیرت پاک: آپ کو حضرت غوث الاعظم میران محی الدین سید عبدالقادر جیلانیؒ کی روح پرفتوع سے براہ راست اویسی طریقے سے فیض حاصل تھا۔کئی بزرگ ہستیوں نے آپ سے جلا دو بقا پائی جس میں حضرت عبدالاحد، حضرت شاہ ہاشم بنوتوی۔حضرت شیخ طاہر بندگی اور باوا ستیل پوری قابل ذکر ہیں۔

آپ کی ذات ستودہ صفات کے ذریعہ سے سلسلہ قادریہ کو کافی فروغ وعروج حاصل ہوا۔آپ کی شخصیت، عظمت اور بزرگی کا اندازہ حضرت مجدد الف ثانی کے ان الفاظ سے بخوبی ہوتا ہے۔

"ہم کو جب خاندان قادریہ کے مشائخ کا کشف ہوتا ہے تو بعد حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاہ صاحب جیسا کوئی بزرگ نظر نہیں آتا۔"(جواہر مجددیہ ص ۲)

آپ صاحب کرامت اور صاحب تصرف بزرگوں میں سے تھے۔"جن کی نظیر

Marfat.com

اولیائے متقدمین میں بھی کم نظر آتی ہے۔"

آپ کی قدر و منزلت سے کوئی انکار کی جرات نہیں کر سکتا۔ آپ کیتھل صاحب ولایت تھے۔ آپ کا شمار کاملین اولیائے کرام میں ہوتا ہے۔ حضرت مجدد الف فرماتے ہیں۔

"مجھے نسبت فردینہ جس سے عروج آخر مخصوص ہے اپنے والد ماجد شیخ عبد القادر زین العابدین سے حاصل ہوئی اور انہیں ایک بزرگ حضرت شاہ کمال قادری قدس سرہ سے جس کو جذبہ قوی حاصل تھا اور خوارق عادات میں شہرہ آفاق تھے۔ ہاتھ آئی۔" (مبداء معاد، اردو ترجمہ ص ۲، ۳)

آپ کو جلال بہت تھا۔ کوئی صاحب ولایت کیتھل کے قریب بغیر آپ کی اجازت کے نہیں سکتا تھا۔ اگر کوئی ہمت کرتا تو آپ اس کی ساری صلاحتیں سلب کر لیتے تھے۔ آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے شاہ عماد الدین کی صلاحتیں ان سے کرامتیں سرزد ہونے پر سلب کر لیں۔ آپ کے چھوٹے صاحبزادے نور الدین سے جب کرامت سرزد ہوئی تو آپ نے ان کے سینے پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ ہاتھ پھیرنا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

آپ اتباع سنت نبوی کے سخت پابند تھے۔ کوئی کام شرع شریف کے خلاف نہیں کرتے تھے۔ آپ تمام روحانی اور اخلاقی خوبیوں سے آراستہ تھے۔ ریاضت اور مجاہدہ میں فقید المثال اور عبادت اور فقر میں بے نظیر تھے۔ فقر و غنا کا دامن کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑتے تھے۔ آپ سرخ رنگ کا لباس زیب تن فرماتے تھے۔ کبھی کبھی آپ فوجی طرز کا لباس بھی پہنتے تھے۔

ارشادات: آپ فرماتے ہیں۔

"سالک مثل میت ہے اور یہ غسال کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ ٹھنڈے پانی سے غسل دے یا گرم سے۔ میت کو کوئی حق نہیں کہ وہ غسال کے سامنے لب کشائی کرے۔"

Marfat.com

کشف و کرامات: ایک ہندو فقیر اپنی آنتوں کو نکال کر کیتھل کے تالاب کے کنارے صاف کرایا کرتا تھا۔ ایک روز آپ کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپ یہ دیکھ کر مسکرائے اور واپس تشریف لے آئے آپ کے آنے کے بعد جب باوا ستیل پوری نے اپنی آنتوں کو اندر رکھنا چاہا تو ٹھیک نہیں بیٹھیں۔ وہ پریشان ہوئے۔ آپ کے پاس آکر اپنی پریشانی کی وجہ ظاہر کی۔ (گلزار الخوارق)

آپ نے ان کو توجہ دی۔ ان کا سینہ عشق الٰہی کا گنجینہ ہو گیا۔ ظلمت دور ہوئی حجابات اٹھ گئے۔ وہ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ آپ نے ان کو کلاہ دے کر سرفراز فرمایا۔

ایک روز باوا ستیل پوری آپ کے یہاں گئے۔ آپ کے چھوٹے صاحبزادے کو پژمردہ ناتواں اور کم زور دیکھ کر ان سے وجہ پوچھی۔ بوجہ کم عمری وہ وجہ نہ چھپا سکے۔ انہوں نے صاف صاف بتا دیا کہ کئی دن کھانا کھائے ہو گئے ہیں۔ باوا ستیل پوری یہ سن کر بے چین ہو گئے۔ فوراً واپس گئے۔ اور ایک پارس پتھر لے کر واپس آئے۔ پارس پتھر پیش کرتے ہوئے انہوں نے عرض کیا کہ اس سے اگر لوہے کو مس کیا جائے لوہا سونا بن جاتا ہے۔

کچھ دنوں کے بعد جو باوا ستیل پوری پھر در دولت پر حاضر ہوئے تو وہی حالت دیکھ کر حیران ہوئے کہ سنگ پارس کے ہوتے ہوئے یہ افلاس، یہ غربت اور یہ ناداری ،اتنے میں آپ تشریف لائے اور باوا ستیل پوری سے فرمایا کہ آؤ باہر چلیں۔ دونوں کچھ دور گئے ایک مقام پر پہنچ کر آپ نے استنجا کیا۔ استنجا کر کے ڈیلا زمین پر زور سے دے مارا۔ جہاں ڈیلا گرا وہ زمین سونے کی ہو گئی۔ آپ نے باوا ستیل پوری سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جتنا چاہو بلا تکلف اٹھا لو پھر فاقہ کشی کی وجہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ فاقہ کشی کی اصل وجہ یہ ہے کہ سنت رسول ادا کر رہا ہوں۔

بعد ازاں باوا ستیل پوری کا پیش کردہ سنگ پارس دریا میں ڈلوا دیا۔

Marfat.com

باب ۴۱

حضرت شیخ بہاءالدین

حضرت شیخ بہاءالدین قادری سلسلہ کے ممتاز بزرگ تھے۔ شطاری مشرب کی پیروی کرتے تھے۔

والد: آپ کے والد کا نام ابراہیم تھا۔ وہ عطا اللہ انصاری کے صاحبزادے تھے۔

(اخبارالاخیار، اردو ترجمہ ص ۲۰۷)

وطن: آپ کا وطن قصبہ جنید تھا۔

بیعت و خلافت: آپ قادری سلسلہ میں بیعت تھے۔ سلسلہ قادریہ سے جو آپ کو نسبت حاصل تھی۔ آپ اس پر فخر کرتے تھے۔ اپنی نسبت کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

"تلقین کی شیخ السموات والارض، شیخ محی الدین عبدالقادر الجیلانی نے اپنے بیٹے شیخ عبدالرزاق کو اور تلقین کی، شیخ عبدالرزاق نے شیوخا شیخ میرے شیخ و مرشد سید احمد الجیلی القادری الشافعی تک اور میرے شیخ نے تلقین کئے۔ مجھ کو تمام اذکار اور پہنایا مجھ کو خرقہ قادریہ حرم شریف میں کعبہ کے پاس اور اجازت دی مجھ کو مطلقہ کی اجازت دوں میں اس کو جو مجھ سے اجازت مانگے اور تلقین کروں اور پہناؤں خرقہ اس کو جو مجھ سے تلقین چاہے۔"

وفات: آپ کا ۹۲۱ھ میں وصال ہوا (اخبارالاخیار، اردو ترجمہ ص ۴۸)

سیرت: آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کو خوشبو سونگھنے کا بڑا شوق تھا۔ ایک عالم باعمل تھے۔ آپ نے شطاری مشرب پر کتاب لکھی ہے۔

تعلیمات: شطاری مشرب کے مضمرات و متعلقات کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔

"طریقِ شطاریہ کے اصول میں دس چیزیں ہیں۔

اول توبہ اور وہ سوائے خدا کے کل مطلوب سے خروج ہے

دوم زہد ہے دنیا اور اس کی محبت سے اور اس کے اسباب سے اور اس کی شہوتوں سے تھوڑی
وں یا بہت۔
سوم توکل اور وہ اسباب سے خروج ہے۔
چہارم قناعت اور وہ نفسانی شہوتوں سے نکلنا ہے
پنجم عزلت اور وہ خلقت کی مخالطت سے گوشہ نشینی اور انقطاع کے ساتھ نکلنا ہے، جیسے
موت کے ساتھ ہوتا ہے۔
ششم حق کی طرف توجہ اور وہ خروج ہے۔ ہر بلانے والے سے جو بلائے غیر حق کی طرف
جیسے موت کے ساتھ ہوتا ہے کہ باقی رہتا ہے کوئی مطلوب اور نہ محبوب اور نہ مرغوب اور نہ
مقصود سوائے خدا کے۔
ہفتم صبر اور وہ نکلنا ہے نفس کے خطوط سے مجاہدہ کے ساتھ
ہشتم رضا اور وہ نکلنا ہے نفس کی رضا سے خدا کی رضا میں داخل ہونے کے ساتھ احکام ازلیہ کی
تسلیم اور تدبیر الٰہی کی طرف تفویض کے ساتھ بغیر اعراض کے جیسے موت کے ساتھ ہوتا ہے
نہم ذکر اور وہ نکلنا ہے ماسوائے اللہ کے ذکر کے۔
دہم مراقبہ اور وہ نکلنا ہے اس کے وجود اور قوت سے جیسے موت کے ساتھ ہوتا ہے

خدا تک پہنچنے کے طریقے : خدا تک پہنچنے کے طریقوں کے متعلق آپ اس طرح فرماتے ہیں کہ خدا تک پہنچنے کے طریقے خلقت کے انفاس کے برابر ہیں لیکن اس میں تین طریقے مشہور و معروف ہیں۔ پہلا طریقہ اخیار کا ہے اور وہ صوم و صلوۃ و تلاوت قرآن و حج و جہاد ہے اس راستے کے چلنے والے بہت مدت میں تھوڑا مقصود حاصل کرتے ہیں۔ دوسرا طریقہ اصحاب معاہدات و ریاضات کا ہے اور یہ اخلاق ذمیمہ کا بدل دینا نفس کا تزکیہ کرنا، دل کا تصفیہ اور روح کا تحلیہ ہے اس راستے سے پہنچنے والے اُس راستے سے پہنچنے والوں سے زیادہ ہیں۔ تیسرا طریقہ شطاریہ کا ہے۔ اس راستے سے پہنچنے والے ابتدا میں زیادہ ہیں اور راستوں کے چلنے والوں سے انتہا میں اور یہ ان دونوں طریقوں سے اللہ تعالیٰ تک پہنچے کا زیادہ قریب راستہ ہے۔

Marfat.com

باب ۴۲

حضرت شیخ احمد مجدد شیبانی

حضرت شیخ احمد مجدد شیبانی زہد وتقوے میں لاثانی تھے۔

خاندانی حالات: آپ حضرت شیخ احمد مجد شیبانی کی اولاد سے ہیں

والد: آپ کے والد ماجد کا نام قاضی مجد الدین تھا جو قاضی تاج الافضل بن شمس الدین شیبانی کے لڑکے تھے۔

پیدائش: آپ نارنول میں پیدا ہوئے۔

بھائی: آپ کے چھ بھائی تھے۔ سب سے بڑے آپ تھے۔

تعلیم وتربیت: آپ کو کل علوم میں دستگاہ حاصل تھی۔ آپ کو مناظرہ کا بہت شوق تھا۔ جب آپ طالب علم تھے اسی وقت سے آپ علماء کی صحبت میں رہتے تھے اور ان سے بحث کرتے تھے۔ بادشاہوں اور امیروں کی مجلس میں جاتے اور بے تکلف بحث کرتے۔ آپ کو عربی وفارسی میں تقریر کرنے کی خوب مہارت تھی۔

بیعت وخلافت: آپ حضرت خواجہ حسین ناگوری سے بیعت ہوئے اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

کایا پلٹ: مرید ہونے کے بعد آپ نے بحث ومباحثہ کرنا چھوڑ دیا۔ بادشاہوں اور امیروں کی صحبت سے اجتناب کیا۔

اجمیر میں آمد: اٹھارہ سال کی عمر میں آپ اپنے وطن نارنول کو چھوڑ کر اجمیر آئے اور دربار خواجہ غریب نواز میں رہنے لگے۔ اجمیر میں ستر سال رہے۔ خواجہ غریب نواز کا روحانی اشارہ پا کر آپ نے اجمیر کے باشندوں کو اجمیر پر آنے والی مصیبت سے آگاہ کر دیا تھا اور خود بھی اجمیر سے چلے گئے۔ (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۲۷۸)

واپسی: اجمیر سے آپ اپنے وطن نارنول تشریف لائے۔

بشارت: ایک دن کا واقعہ ہے کہ ایک مجذوب جس کا نام اللہ دین تھا آپ کے پاس آئے اور آپ سے کہا۔

''احمد! تجھ کو آسمان پر بلاتے ہیں۔ اپنے پیر کے پاس جا''

ادھر تو مجذوب کے فرمانے سے اور کچھ جو خواب آپ نے اس قسم کا دیکھا، اس کی وجہ سے ناگور تشریف لے گئے۔ (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۲۸۱)

وفات: اللہ اکبر کہتے ہوئے آپ نے ۲۵ صفر ۹۶۷ھ کو جان شیریں آفرین کے سپرد کی۔ مزار ناگور میں ہے (اخبار الاخیار، اردو ترجمہ ص ۳۸۱)

خلیفہ: ملا نارنولی آپ کے مرید ہیں۔ مولانا عبدالقادر آپ کے خلیفہ ہیں۔

سیرت: آپ عالم، زہد، متقی پرہیز گار اور متدین تھے۔ دنیا اور اہل دنیا کی آپ کی نگاہ میں کوئی وقعت نہ تھی۔ عشق رسول میں سرشار تھے۔ خاندان سادات کی بیحد تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ مجذوبوں سے نہایت انکساری سے پیش آتے تھے۔ اپنی تعریف پسند نہیں کرتے تھے۔ اگر کوئی مرید آپ کی تعظیم و توقیر کرتا اور آپ کو عزت سے پکارتا تو آپ فرماتے۔

''احمد موذی زیاں کار''

آپ معمولی قسم کے کپڑے زیب تن فرماتے تھے۔ آپ کے پاس ایک خاص پوشاک اور ایک دستار رہتی تھی۔ یہ خاص کپڑے عید اور جمعہ کی نماز کے موقع پر پہنتے تھے، یا اگر کوئی دنیادار آتا تھا جب پہنتے تھے۔ سماع کا شوق تھا۔

ہمت و جرات: تلاش معاش کے سلسلہ میں آپ منڈو گئے۔ اس وقت آپ کی عمر بہت کم تھی۔ شیخ محمود دہلوی نے جو شیخ الاسلام تھے۔ امام سے پہلے نماز میں نیت باندھ لی۔ نماز ختم ہوئی۔ کسی نے کچھ نہیں کہا۔ آپ نے شیخ محمود دہلوی سے کہا کہ ان کی نماز نہیں ہوئی۔ کیونکہ انہوں نے امام سے پہلے نیت باندھی تھی۔

Marfat.com

منڈوا کے بادشاہوں کے سامنے جب لوگ جاتے تھے تو جھک کر اور انگشت شہادت کو زمین پر رکھ کر سلام کرتے تھے۔

آپ نے بادشاہ کو اس طرح سلام نہ کیا۔ اور فرمایا کہ اس طرح سلام کرنا اسلامی تعلیم کے خلاف ہے اور یہ طریقہ بدعت ہے۔ آپ جب بادشاہ کے سامنے گئے اسلام علیکم کہا اور برابر بیٹھ گئے۔

فرمان: آپ فرماتے ہیں کہ

''اہل دین کو اہل دنیا کے سامنے ذلیل نہ ہونا چاہیے کیوں کہ یہ لوگ ظاہر بین ہیں۔''

کرامت: جس زمانے میں آپ کا اجمیر قیام تھا۔ آپ نے لوگوں کو آگاہ کر دیا تھا کہ اجمیر پر مصیبت آنے والی ہے۔ آپ بفرمان خواجہ غریب نواز اجمیر سے باہر چلے گئے۔

Marfat.com

باب ۴۳

حضرت خواجہ خانو

حضرت خواجہ خانو مشہور اولیاء میں سے ہیں۔

بیعت وخلافت: آپ حضرت خواجہ حسین ناگوری کے مرید ہیں۔آپ نے حضرت شیخ اسماعیل، شیخ حسین سرمست سے بھی خرقہ خلافت لیا۔

خواجہ بزرگ: آپ خواجہ خواجگان حضرت معین الدین حسن چشتی سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔اوران کی روح سے مستفید سے استفادہ و مستفیض تھے۔

وفات: آپ کی وفات ۹۴۰ھ میں ہوئی مزار پرانوار گوالیار میں ہے (اخبارالاخیارص ۳۴۶

خلفاء: آپ کے خلفاء حسب ذیل ہیں۔

شیخ نظام نارنوی، شیخ اسماعیل اور شیخ منور ہیں۔

سیرت: آپ کسی کی تعظیم کے لئے کھڑے نہیں ہوتے تھے۔جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ۔

''میں بوڑھا اور ضعیف ہوگیا ہوں۔ہر آنے جانے والے کی تعظیم کے لئے قیام نہیں کرسکتا۔بعض کے لئے خصوصیت سے قیام کرنا حال فقراء کے لائق نہیں مجھ کو معذور رکھیں۔(اخبارالاخیار اردو ترجمہ ص ۴۵۶)

Marfat.com

باب ۱۴۴

حضرت مولانا شیخ جمالی

حضرت مولانا شیخ جمال برہان ملت ہیں۔ گنج عزلت ہیں۔ بادشاہ عالم زار ہیں۔ رازدار جہاں نواز ہیں۔

نام اور تخلص: پہلے آپ کا نام حامد بن فضل اللہ تھا آپ کے پیر و مرشد حضرت مخدوم حضرت سماءالدین سہروردی نے آپ کا نام جمالی رکھا۔ (مشاہیر ص ۲۰۴)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پہلے آپ کا نام جلال خاں تھا لیکن اپنے پیر و مرشد کے حکم سے آپ نے اپنا نام جمال خاں رکھا۔ پہلے آپ کا تخلص جلالی تھا۔ پھر پیر و مرشد کے حکم سے آپ نے اپنا تخلص جمال رکھا۔ (روضۃ الاقطاب ص ۹۲)

تعلیم و تربیت: صغرسنی میں آپ کے سر سے والد کا سایہ اٹھ گیا۔ اپنی خداداد استعداد اور قابلیت فطری کے سبب عمدہ تعلیم و تربیت سے بہرہ مند ہوئے۔ آپ نے علوم رسمی میں فضیلت حاصل کی۔

بیعت و خلافت: علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے شمع عقیدت قلبی کو قندیل مرشد سے روشن و منور کیا۔ حضرت مخدوم سماءالدین سہروردی کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ اور خلافت و طریقت سے سرفراز ہوئے۔ پیر روشن ضمیر کی خدمت میں رہ کر عبادات، ریاضات اور مجاہدات کئے اور آخر کار درجہ کمال کو پہنچے۔ پیر و مرشد کو وضو کرانے کی خدمت آپ کے سپرد تھی۔ رومال، طشت اور لوٹا، آپ اپنے پاس رکھتے تھے۔ آپ شہر سے باہر جا کر پیر و مرشد کے واسطے استنجے کے ڈیلے ٹوکری میں بھر کر اور ٹوکری کو سر پر رکھ کر لاتے تھے۔

پیر و مرشد کی آپ سے محبت: آپ کے پیر و مرشد کو آپ سے بے حد انس تھا۔ آپ خود فرماتے تھے۔ ''حضرت مخدوم کو فقیر کے ساتھ از حد محبت تھی''

Marfat.com

سب میں بیعت اللہ کو گیا ہمیشہ میرے حق میں تہجد کے وقت دعا فرماتے تھے۔

لَلّٰھُمَّ اَرْجَعَ الْجَمَالِیْ اِلَیْنَا سَا لِماً وَعَا نِماً وَرْزُقْنَا مَشَاھِدَۃً جَمَالِہٖ وَنُوْ ر
عَیْنِیْ بِنُوْرِ لِقَائِہٖ بَرَحْمَتِکَ یا اَرْحَمَ الرٰحِمِیْنَ:

ترجمہ: اے خدا! پہنچادے جمالی کو میرے پاس صحیح وسالم اور روزی کر مجھ کو اس کے جمال کا دیکھنا اور روشن کر میری آنکھیں اس کے نور دیدار سے ساتھ رحمت اپنی کے۔ اے سب رحم والوں سے زیادہ رحم والے۔ آپ فرماتے ہیں کہ۔

''جب زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو کر شرف اندوز ملازمت ہوا بغل گیر ہوئے۔ پیار کیا اور فرمایا۔ میری برسوں کی دعا جو تہجد کے وقت کیا کرتا تھا۔ فضل الٰہی سے مقرون باجابت ہوئی۔''

سیر وسیاحت: آپ نے بحکم سیر و فی الارض دنیا کی خوب سیر کی اور خداوند تعالیٰ کی کاریگری اور اس کی صفات کو دیدہ حق میں سے خوب دیکھا۔ حرمین شریف کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر فیضان نبوی سے مستفیض و مستفید ہوئے۔ ملتان، یمن، مصر، بغداد، بیت المقدس، روم، شام، عراق، عرب وعجم، آزربایجان گیلان، مازندران خراساں، بہت سے ممالک کی سیر کی اور بہت سے اولیائے کرام و پیران عظام و شعرائے نامدار سے ملاقات کی۔ (المشاہیر ص ۶۰۹)

ملتان میں آپ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے مزار انوار پر حاضر ہوئے اور شیخ صدرالدین سے ملاقات کی ہرات میں آپ حضرت شیخ صوفی، حضرت شیخ عبدالعزیز جامی مولانا نورالدین جامی۔ حضرت مولانا مسعود شروانی اور مولانا حسین سے ملے۔ بغداد میں آپ نے غوث الاعظم پیران پیر اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے مزارات پر حاضر ہو کر دولت سرمدی حاصل کی۔

ہرات کا ایک واقعہ: جب آپ ہرات پہنچے، پریشان حال تھے، آپ کے جسم مبارک پر

Marfat.com

صرف ایک تہبند تھا۔ کوئی دوسرا کپڑا نہیں تھا آپ حضرت جامی سے اسی حال میں ملنے ۔سلام علیک کر کے حضرت جامی کے برابر جا بیٹھے۔ یہ بات حضرت جامی کو ناگوار گزری انہوں نے آپ سے کہا۔

''میاں خر وتو چند فراق است'' گدھے میں اور تجھ میں کیا فرق ہے۔

یہ سن کر آپ نے بالشت بیچ میں رکھ دی۔ حضرت جامی حیران ہوئے کہ یہ کون شخص ہے آپ نے پوچھا ''کیقی'' تم کون ہو؟ آپ کا کلام آپ کی زندگی میں وہاں مشہور ہو چکا تھا۔ حضرت جامی نے پوچھا۔

''از سخنان جمالی چیزے یاد داری'' (کیا جمال کی کوئی چیز یاد ہے)

آپ نے حضرت جامی کو کچھ اشعار سنائے۔ پھر حضرت جامی نے آپ سے دریافت کیا۔ ''طبع شعر داری'' (تم بھی کچھ شعر کہتے ہو) آپ نے حسب حال شعر کہا

مارا ز خاک کویت پیراہن است برتن آنہم ز آب دیدہ صد چاک تا بدامن

آپ نے یہ شعر پڑھا اور آپ کی آنکھوں سے ایک سیلاب اشک رواں ہو گیا حضرت جامی سمجھ گئے یہی جمالی ہیں وہ اٹھ کر آپ سے بغل گیر ہوئے اور تعظیم و تکریم کی۔ حضرت جامی نے نہایت عزت کے ساتھ اپنا مہمان رکھا۔

بادشاہوں سے تعلقات: سلطان سکندر لودی آپ کا معتقد تھا اور آپ سے انتہا درجے انس رکھتا تھا۔ وہ خود شاعر تھا۔ اس کا تخلص ''گلرخی'' تھا وہ آپ سے اصلاح لیا کرتا تھا۔ جب آپ عراق، شام اور عرب سے واپس دہلی تشریف لائے اس وقت سکندر لودی سنبھل میں تھا۔ جب اس کو آپ کے آنے کا علم ہے اس نے ایک خط نظم میں لکھ کر آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ وہ خط حسب ذیل ہے۔

رقعہ منظومہ سلطان سکندر بن بہلول بنام آب و رنگ لالی بے مثال
شیخ جمال دہلوی

آں مخزن گنج لا یزالی وے سالکِ راہِ دین جمالی

Marfat.com

گرد جہاں بسے زدہ سیر در منزل خود رسیدہ بالخیر
ی تو مسافر زمانہ الحمد کہ آمدا بخانہ
مکہ و در مدینہ گشتی گوہر بودی خزینہ گشتی
ے شیخ بما برس بزودی بسیار مسافرت نمودی
شائے بسوئے در گہم گام تا دریابی زگل رخی کام
ثم بکمال تو طپاں است دل مرغ مثال در فغان است
ن اسکندر تو خضر مائی آں بہ کہ سوئے مابیائی
شیخ زدو ستاں نشد سیر تشریف نمود و نش کشد دیر
مہر کشد دو دیدہ رانور آں مہ نشود زدیدہ ام دور

بابر اور ہمایوں کو بھی آپ سے بے حد عقیدت تھی۔ وہ دونوں بادشاہ بھی آپ کا بڑا عزاز و اکرام کرتے تھے اور کئی بار گلہائے عقیدت پیش کرنے آپ کے درِ دولت پر حاضر وئے۔ (المشاہیر ص ۲۱۵)

شادی اور اولاد: آپ کے دو لڑکے تھے۔ شیخ عبدالحی اور عبدالصمد عرف شیخ گدائی

وفات شریف: آپ نے ۱۰ ذیعقد ۹۴۲ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار پر انوار مہرولی میں واقع ہے۔ آپ کا مقبرہ عالی شان ہے آپ کی تاریخ وصال ''خسرو ہند بودہ'' ہے اس کے علاوہ ''طالب اہل جمال معرفت'' اور ''ماہ خلد بریں'' بھی آپ کی وفات کی تاریخیں ہیں۔ (خزینۃ الاصفیا)

سیرت پاک: آپ قطب وقت تھے۔ بڑے عابد و زاہد تھے۔ ذکر و فکر میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔ بہت متقی پرہیز گار تھے۔ نہایت منکسر المزاج تھے۔ ایک باوقار بزرگ تھے۔ اپنے پیر و مرشد سے انتہائی محبت اور عقیدت تھی۔ اپنے پیر و مرشد کی خدمت تو اپنے لئے باعث فخر اور سعادت سمجھتے تھے۔ سعادت ارادت سے سرفراز اور مریدوں میں ممتاز تھے۔

جمال صوری اور کمال معنوی سے آراستہ تھے آپ کے متعلق یہ کہا گیا کہ۔

''شیخ جمالی دہلوی، جمال باکمال اور زبان خوش مقال رکھتے تھے۔'' (خزانہ عامری)

صوفیوں کی بزم میں آپ عارف گرامی تھے۔علماء کی مجلس میں آپ ممتاز درجہ رکھتے تھے

علمی ذوق: آپ کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں۔

سیرۃ العارفین، مراۃ المعانی۔

شعروسخن: آپ ایک نامی شاعر تھے۔جیسا کہا گیا ہے کہ۔

''شیخ جمال سکندر لودی کے عہد میں شعرائے باکمال میں شمار ہوتے تھے۔(دربار اکبری)

آپ نے ایک فارسی کا دیوان چھوڑا ہے جس میں آٹھ نو ہزار اشعار ہیں، مثنوی مہر وماہ'' بھی آپ کی یادگار ہیں۔آپ کی نعت کا یہ شعر بارگاہ نبوی میں مقبول ہوا ہے۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پر توصفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت سرکار کائنات ﷺ بعض صلحاء کو اس شعر کے مقبول ہونے کی بشارت دی۔ (اخبار الاخیار اردو ترجمہ ص ۴۵۲)

آپ نے خوشی خوشی فرمایا۔

''ہذا المدحی''

کرامات: آپ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے سلطان ابراہیم لودی کو آپ سے مکدر کر دیا۔آپ کو بھی انقباض پیدا ہوا۔اگرچہ بعد میں وہ کدورت محبت سے بدل گئی۔لیکن سلطان ابراہیم لودی کو نہ صرف تخت وتاج سے محروم ہونا پڑا بلکہ بابر کے مقابلے میں پانی پت کے میدان میں وہ مارا گیا۔ہرات کا واقعہ ہے کہ آپ حضرت جامی کے یہاں تھے۔ان کے حجرہ خاص میں ''لمحات'' شیخ فخر الدین عراقی رکھی تھی۔حضرت مولانا نے شیخ صدر الدین تونوی کی تعریف میں مبالغہ کیا اور کہا ''لمعات'' جو فخر الدین عراقی نے لکھی ہے وہ شیخ موصوف کی برکت کا نتیجہ ہے آپ کو یہ بات پسند نہ آئی۔رات کو حضرت جامیؒ نے خواب میں دیکھا۔صبح کو حضرت جامی نے خواب کا ذکر کیا۔اور حضرت شیخ کی روح مبارک کو ثواب پہنچایا۔

باب ۴۵

حضرت شیخ عبدالقدوس

حضرت عبدالقدوس مقبول بارگاہ احدیت ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت امام ابوحنیفہ پر منتہی ہوتا ہے (سفینۃ الاولیاء فارسی ص ۱۰۱)

آپ کے دادا شیخ صفی الدین ردولی میں رہتے تھے۔ وہ حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مرید تھے۔

والد: آپ کے والد کا نام شیخ اسماعیل ہے۔ بعض کے نزدیک آپ کے والد کا نام شیخ صفی الدین ہے (سیر الاقطاب، فارسی، ص ۲۱۵)

پیدائش: آپ ۸۶۱ھ میں ردولی میں پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا نام عبدالقدوس ہے۔

تعلیم و تربیت: آپ نے تعلیم زیادہ دن جاری نہیں رکھی۔ علم ظاہری اور شغل ظاہر سے آپ کو کوئی دل چسپی نہیں تھی۔ آپ علم باطنی حاصل کرنا چاہتے تھے۔

کایا پلٹ: آپ جب ذرا بڑے ہوئے تو حضرت شیخ احمد عبدالحقؒ کے مزار پر جھاڑو دینا شروع کیا۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ ایک کتاب ''کافیہ'' ہاتھ میں لئے ہوئے تھے مزار کے اندر حق حق کی ایسی آواز سنی کہ آپ از خود رفتہ ہو گئے حضرت شیخ عبدالحق کی روحانیت سے فیض یاب ہوئے۔ اسی روز سے پڑھنا لکھنا چھوڑ دیا۔ علم باطنی اور شغل باطنی میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔

بیعت و خلافت: آپ حضرت شیخ محمد بن حضرت شیخ عارف کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اور ان سے خرقہ خلافت بھی پایا۔ آپ حضرت درویش قاسم اودھی کے بھی

Marfat.com

مرید اور خلیفہ ہیں۔ (انوار العارفین، فارسی ص ۳۴۹)

لیکن اصل میں آپ حضرت شیخ احمد عبدالحق رودلوی کی روحانیت سے مستفید مستفیض تھے۔ (آپ کو اویسی طریقہ پر حضرت شیخ عبدالحق رودلوی سے فیض پہنچا۔

(سفینۃ الاولیاء، فارسی ص ۱۰۱)

شاہ آباد میں قیام: آپ جلد ہی مدارج سلوک طے کر کے مرتبہ تکمیل وارشاد کو پہنچے ایک روز آپ کو شیخ احمد عبدالحق رودلوی نے یہ بشارت دی۔

''ترا ولادیت بالاتر عطا کی۔ (تجھ کو میں نے ولایت بالا دست عطا کی) سفینۃ الاولیاء، فارسی ۱۰۱

عمر خاں کاشی جو سلطان سکندر لودھی کے امراء میں سے تھا آپ کا معتقد و منقا تھا۔ اس کی درخواست پر آپ مع اہل وعیال ردولی سے سکونت ترک کر کے شاہ آباد جو دہلی کے قرب وجوار میں واقع ہے تشریف لے گئے اور وہاں تیس سال سے زیادہ قیام فرمایا۔

گنگوہ میں سکونت: شاہ آباد پٹھانوں کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ وہاں افغان کافی تعداد میں تھے۔ جب بابر نے ہندوستان فتح کیا تو افغانوں کو منتشر کرنے کی غرض سے شاہ آباد کو بھی برباد کیا۔ آپ سے شاہ آباد کی بربادی نہ دیکھی گئی۔ آپ نے وہاں سے سکونت ترک کرنے کی ٹھان لی۔ چنانچہ آپ مع متعلقین گنگوہ تشریف لے گئے اور وہیں سکونت پذیر ہوئے۔

(انوار العارفین، فارسی ص ۳۵۶)

شادی اور اولاد: آپ کے سات لڑکے تھے۔ جن میں شیخ حمید الدین، شیخ الکبیر اور شیخ رکن الدین مشہور عالم وزاہد تھے۔

وفات شریف: آپ تیس جمادی الاخر ۹۴۴ھ کو جوار رحمت میں داخل ہوئے۔

(سیر الاقطاب، فارسی ص ۲۱۹)

بعض نے آپ کی وفات ۹۴۵ میں ہونا لکھا ہے۔ مزار شریف گنگوہ میں ہے۔

(بستان معرفت ص ۴۰ تذکرہ العابدین ص ۳۵)

Marfat.com

خلفاء: آپ کے مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں۔
شیخ عبدالکبیر، شیخ جلال الدین تھانیسری، شیخ عبدالغفور اعظم پوری، شیخ بھورو، شیخ عبدالاحد۔

سیرت مبارک: آپ صاحب کشف وکرامت تھے۔ سماع کا شوق تھا۔ جو کچھ زبان سے فرماتے وہی واقع ہوتا۔ سنت رسول کے پابند تھے آپ کامل درویش اور بے نظیر عارف تھے سماع میں اکثر آپ پر کیفیت طاری ہوتی اور آپ رقص کرنے لگتے اور والہانہ انداز میں کچھ فرمادیتے۔ ایک مرتبہ دہلی میں محفل سماع میں آپ شریک تھے۔ آپ پر کیفیت طاری ہوئی اور آپ حالت وجد میں کھڑے ہوکر یہ کلمات فرمانے لگے

''منصور کو نادانوں نے قتل کیا۔''

کئی مرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔ علماء بھی محفل میں شریک تھے۔ ان میں سے ایک نے ایک بڑے عالم کا نام لیا جو منصور کے زمانے میں تھا اور آپ سے کہا کہ کیا وہ بھی نادان تھا۔ آپ نے اسی حالت میں اور اسی طرح فرمایا کہ اسی کو کہتا ہوں سب خاموش ہوگئے۔
آپ کاشت کرتے تھے۔ (سیرالاقطاب، فارسی ص ۲۲۸)

علمی ذوق: آپ نے کئی کتابیں لکھیں ''انوارالعیون'' آپ کی مشہور کتاب ہے۔ آپ کے مکتوبات تصوف کا خزانہ ہیں۔

شعروشاعری: آپ کو شاعری کا شوق تھا۔ ''قدوس'' آپ کا تخلص تھا۔ آپ کی ایک مشہور غزل حسب ذیل ہے۔

آستین بررخ کشیدہ ہم چومکار آمدی — باخودی خود درتماشا سوئے بازار آمدی
دربہاراں گل شدی درصحن گلزار آمدی — بعد ازاں بلبل شدی درصحن گلزار آمدی
خویشتن راجلوہ کردی اندریں آئینہ ہا — آئینہ اس مے نہادی خود با ظہار آمدی
شور منصور از کجا و دار منصور از کجا — خود زدی بانگ انا الحق بر سردار آمدی

Marfat.com

گفت قدوس فقیرے در فنا و در بقا
خود زخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

تعلیمات: آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں۔

بھوک کی قسمیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

گرسنگی دو قسم کی ہے۔ علوی اور سفلی (رسالہ قدسیہ)

بھوک کے فوائد: آپ فرماتے ہیں۔

''گرسنگی کثیف کو لطیف تک پہنچاتی ہے اور مقید کو مطلق کا نشان دیتی ہے اور انسانیت کو رحمانیت کی طرف لے جاتی ہے۔ کیوں کہ گرسنگی سے آدمی خدا تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔''

بھوک کے مقام: آپ فرماتے ہیں۔

''بھوک کے تین مقام ہیں۔ پہلے مقام کو بھوک کی آگ کہتے ہیں۔ جس کی غذا پانی اور طعام ہے دوسرے مقام کو درد و محبت و عشق کی آگ کہتے ہیں۔ اس کی غذا خون جگر او رخاشاک وغیرہ ہے۔ تیسرے مقام کو محبوب و معشوق کی آگ کہتے ہیں۔ جس کی غذا حسن و جمال اور اوصاف کمال ہیں۔''

فرض: آپ فرماتے ہیں کہ

''خانہ بشریت سے نکل کر شہر احدیت کی طرف ہجرت کرنا چاہیے اور حضرت صمدیت کا مشتاق ہونا چاہیے۔'' (مکتوب)

کشف و کرامات: ایک مرتبہ آپ موضع چھاج پور میں مقیم تھے۔ عین مشغولی کی حالت میں آپ نے بہ آواز بلند فرمایا کہ گاؤں کے لوگوں کو چاہیے کہ اپنا مال و اسباب لے کر گھروں سے باہر نکل آئیں۔ گاؤں میں آگ لگنے والی ہے۔ تھوڑی دیر میں گاؤں میں آگ لگی اور جن لوگوں نے آپ کی ہدایت کے موافق عمل نہیں کیا وہ پشیمان ہوئے اور ان کو نقصان

Marfat.com

رداشت کرنا پڑا۔ (سیر الاقطاب، فارسی، ص ۲۲۸)

مولانا چندن جو آپ کے صاحبزے شیخ رکن الدین کے استاد تھے اور آپ (حضرت عبدالقدوس) سے بیعت تھے۔ ایک مرتبہ کپڑے دھونے تالاب پر گئے۔ وہاں یک حسین عورت کو دیکھ کر وہ اس پر شیفتہ و فریفتہ ہوئے خلوت نے ان کی دراز دستی کی تر غیب دی۔ قبل اس کے کہ وہ دراز دستی کریں۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ تالاب میں عصا لئے کھڑے ہیں۔

مولانا چندن آپ کو تالاب میں کھڑا دیکھ کر اپنے خیالات فاسدہ سے شرمندہ ہوئے۔ تلاب سے واپس ہوئے اور جب آپکی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے مسکرا کران سے فرمایا کہ۔

"کچھ دہشت کی بات نہیں ہے۔ پیر محافظ وقت ہوتے ہیں۔"

Marfat.com

باب ۴۶ —

حضرت شاہ عبدالرزاق جھنجانہ

حضرت شاہ عبدالرزاق جھنجانہ قادریہ سلسلہ سے وابستہ تھے۔

بیعت وخلافت: آپ حضرت شیخ محمد حسن کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

(اخبارالاخیار، اردو ترجمہ ص ۴۶۹)

شیخ امان پانی پتی سے تعلقات: آپ کی حضرت شیخ امان پانی پتی سے توحید کے مسئلہ پر بہت بحث ہوئی تھی۔

ایک واقعہ: ایک مرتبہ آپ نے ایک سید کو دیکھا جو پولیس کی حراست میں تھا۔ ان کو چھڑانے کی غرض سے آپ نے ان سید کی ضمانت دی۔ جب وہ سید رہا ہوئے تو آپ نے ان سے کہا کہ وہ شہر سے باہر چلے جائیں اور آپ خود ان کے بدلے ہر سختی برداشت کریں گے۔ چنانچہ وہ سید فرار ہو گئے۔ آپ پر بحیثیت ضامن بہت سختی ہوئی۔ آپ نے ہنسی خوشی سب کچھ برداشت کیا۔

وفات: آپ نے ۹۴۹ھ میں رحلت فرمائی۔ مزار جھنجانہ میں ہے۔

مریدین: آپ کے مریدین اور خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ سید علی لدھیانوی آپ کے ہی مرید ہیں۔"

سیرت: آپ عبادت ومجاہدات کرتے کرتے مشاہدہ کے درجے تک پہنچے آپ صابر و شاکر اور بردبار تھے۔ آپ علم کے زیور سے آراستہ تھے۔ آپ نے کئی کتابیں لکھیں ہیں۔

تعلیم: آپ فرماتے ہیں کہ۔

"قریب تر راستہ ذکر ہے اور اس سے بھی قریب تر صورت پیر و مرشد کے ساتھ مشغول ہونا ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ جس کسی کے توفیق رفیق حال کرے کہ اس کو مشغولی واسطہ

Marfat.com

پیر ہو جائے۔اس کے لئے اس سے بہتر اور کوئی کام نہیں اور ایک گوشہ میں بیٹھ کر اسی ملاحظہ میں مشغول رہے۔اگر چہ کوئی اور ریاضت نہ کی ہو فقط یہی اس کو خدا تک پہنچا دے گی۔اور مبتدی کو پیر کی صورت میں مشغول ہونے کے بغیر چارہ نہیں ہے۔کیوں کہ عالم الٰہی عالم معنی ہے اور اس کا دیکھنا ممکن نہیں ہے مگر صاحب کمال کی صورت میں کہ انسان کامل کی ذات، ذات حق ہے اور کمال حق کی مظہر ہے۔"

Marfat.com

باب ۴۷

حضرت شیخ حمزہ دھرسوی

حضرت شیخ حمزہ صاحب کرامت بزرگ تھے۔

خاندانی حالات: آپ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کی اولاد سے ہیں۔آپ کا سلسلہ حضرت سید محمد گیسودرازؒ سے ملتا ہے۔آپ کے والدین نزہر میں تھے۔

ملازمت: آپ شاہی لشکر میں ملازم تھے۔

کایا پلٹ: ایک رات کا واقعہ ہے کہ آپ شاہی محل کا پہرہ دے رہے تھے کہ یکا یک آپ کے دل میں خیال آیا کہ ''کسی ایسے شخص کی خدمت کرنی چاہیے جو میری حفاظت کرے نہ ایسے کہ میں جس کی حفاظت کروں۔اس خیال کا آنا تھا کہ آپ ملازمت چھوڑ کر تلاش حق میں چل نکلے۔

اجمیر میں آمد: آپ اجمیر آئے اور حضرت خواجہ غریب نواز کے مزار کی زیارت سے مشرف ہوئے اجمیر میں رہنے لگے۔

حضرت شیخ احمد مجد شیبانی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت سے بھی مستفید ہوئے۔

اجمیر میں ایک مجذوب سے ملاقات ہوئی۔ان کا نام باین تھا۔ان سے بھی نعمت و برکت پائی۔

واپسی: اجمیر سے واپس اپنے وطن نزہر آئے کچھ دنوں نزہر میں رہے۔

دھرسو میں قیام: نزہر سے سکونت ترک کر کے آپ دھرسو تشریف لائے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کی۔آپ کے دھرسو میں رہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہاں جو سید رہتے تھے ان کی اخلاقی حالت خراب تھی۔آپ ان لوگوں کو سدھارنا چاہتے تھے۔آپ نے ان کی تعلیم و تربیت کا معقول انتظام فرمایا۔

Marfat.com

وفات: آپ نے ۲۵ ربیع الثانی ۹۵۷ھ کو وفات پائی مزار دھرسو میں ہے

سیرت: آپ عبادت و مجاہدات میں مشغول رہتے تھے۔ خاندان سادات کی بہت عزت کرتے تھے۔ ہر طرح سے ان کی امداد کرتے تھے۔ آپ کے پاس جو نذرانے آتے آپ سب خرچ کر دیتے تھے۔ بیوی بچوں کے حصہ میں جو آتا وہ ان کو دیتے۔ حصے سے زیادہ نہ دیتے۔ دنیا سے کنارہ کش ہو کر عزلت میں دن گزارتے تھے۔ کسی دنیادار کے گھر نہ جاتے تھے۔

فرمان: آپ فرماتے ہیں کہ۔

> ''دنیا آگ کے مثل ہے یہ اتنی ہی کافی ہے کہ جس سے کوئی چیز پکا کر کھا لیں اور سردی میں گرم ہو جائیں۔ جب زیادہ ہو جاتی ہے تو جلا کر ہلاک کر دیتی ہے۔''

باب ۴۸

حضرت شیخ سلیم چشتی

حضرت شیخ سلیم چشتی نے اپنے سرچشمہ فیض وارشاد سے ایک عالم کو سیراب فرمایا۔

خاندانی حالات: آپ کے اباؤ اجداد اجودھن سے ہجرت کر کے لدھیانہ آئے۔ کچھ عرصہ لدھیانہ میں رہے۔ پھر دہلی میں سکونت اختیار کی آپ کے والدین دہلی سے ترک سکونت کر کے فتح پور سیکری میں رہنے لگے۔

آپ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر کی اولاد سے ہیں۔

والد ماجد: آپ کے والد کا نام بہاءالدین ہے۔

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ کا نام بی بی احد ہے۔

بھائی: شیخ موسیٰ آپ کے بڑے بھائی ہیں۔

نسب نامہ پدری: آپ کا نسب نامہ پدری حسب ذیل ہے

شیخ سلیم بن بہاءالدین شیخ سلطان بن شیخ آدم بن شیخ موسیٰ بن شیخ مودود بن شیخ بدرالدین بن شیخ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ۔

ولادت مبارک: آپ دہلی کے اس وقت کے ایک محلّہ۔ سرائے علاءالدین زندہ پیر میں ۸۸۴ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے سن ولادت میں اختلاف ہے بعض نے آپ کا سن ولادت ۸۹۷ھ لکھا ہے۔ (اخبارالاخیار، اردو ترجمہ ص ۵۲۱)

نام: آپ کا نام شیخ سلیم ہے۔

لقب: عرب میں آپ کو "شیخ الہند" کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔

بچپن کی کرامت: آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا۔ آپ کی پیشانی میں دھان کا ایک دانہ چبھ گیا۔ اس دانے کا نشان پیشانی پر تمام عمر رہا۔ ایک بار اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ دھان کا دانہ چبھنے سے کافی تکلیف ہوتی تھی اس کو نکالنا چاہا۔لیکن اس خیال سے نہیں نکالا کہ لوگوں میں اس بات کا چرچا ہوگا۔

بچپن کا صدمہ: ابھی آپ کم سن ہی تھے کہ والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔

پرورش وتربیت: آپ کی پرورش آپ کے بڑے بھائی کے سایہ میں ہوئی آپ کے بڑے بھائی شیخ موسیٰ نے آپ کی تربیت پر کافی دھیان دیا۔

درخواست: سن بلوغ میں پہنچ کر آپ نے سفر کا ارادہ کیا۔اپنے بڑے بھائی سے اجازت مانگی۔آپ کے بڑے بھائی نے آپ کو اجازت نہیں تھی اور کہا کہ ان کی اولاد نہیں ہے وہ حضرت سلیم ہی ان کی اولاد ہیں۔اور انہوں نے ان کو اولاد کی طرح پالا ہے۔

یہ سن کر آپ نے اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ نا امید نہ ہونا چاہیے ان کے یہاں لڑکا پیدا ہوا گا،ان کا گھر روشن ہوگا۔چنانچہ ایسا ہی ہوا۔نو مہینے کے بعد شیخ موسیٰ کے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔

تعلیم: آپ کے بڑے بھائی کے یہاں جب لڑکا پیدا ہوا تو آپ نے رخت سفر باندھا۔فتح پور سیکری سے سرہند تشریف لائے اور ملک العلماء شیخ مجد الدین سے علوم ظاہری کی تکمیل کی جس زمانے میں آپ کا قیام سرہند میں تھا آپ کبھی کبھی قصبہ بدالی جاتے اور حضرت شیخ زین العابدین چشتی کے مزار سے فیوض وبرکات حاصل کرتے۔

سیر وسیاحت: آپ نے ۹۳۱ھ میں حرمین شریفین کی زیارت کی۔کچھ عرصہ مکہ معظّمہ میں قیام فرمایا پھر مدینہ منورہ میں پہنچ کر دربار رسالت پناہ میں رہنے لگے۔پھر عرب،عجم، خراساں،بصرہ اور شام کی سیر وسیاحت فرمائی بعد ازاں عرب واپس آئے۔

(تاریخ فرستہ،جلد دوم،فارسی ص ۴۰۳)

واپسی: آپ ہندوستان واپس آئے اور فتح پور سیکری میں گوشہ نشین ہوکر عبادات مجاہدات اور ریاضات میں مشغول ہوئے۔خانقاہ تیار کرائی،باغ لگایا اور کنوئیں کھدوائے۔

Marfat.com

بیعت وخلافت: سیر وسیاحت کے دوران آپ بہت سے بزرگوں اور درویشوں سے ملے اوران سے فیوض وبرکات حاصل کئے۔ حضرت شیخ ابراہیم چشتی کے دست حق پرست پر آپ بیعت ہوئے اوران سے خرقہ خلافت پایا۔

سفر حرمین شریف: ہیموں بقال کی فتنہ پردازی کی وجہ سے آپ کو دوبارہ وطن سے باہر جانا پڑا۔ آپ ۹۶۲ھ میں بیت اللہ پہنچے اور سیر وسیاحت کے لئے بعد ۹۷۶ھ میں واپس ہوئے۔

سلاطین سے تعلقات: علاوہ امراء کے سلاطین بھی آپ کے معتقد تھے۔ خواص خاں جو امرائے کبار میں سے تھے۔ آپ سے بہت عقیدت رکھتا تھا۔ کئی بادشاہ آپ کے معتقد تھے۔ شیر شاہ، سلیم اور اکبر آپ سے ارادت وعقیدت رکھتے تھے۔ اور بہت خلوص، محبت اور عزت اور تعظیم وتکریم سے آپ سے پیش آتے تھے۔

شادی اور اولاد: پہلے سفر سے واپسی کے بعد جب فتح پور سیکری تشریف لائے تو آپ نے شادی کی۔ آپ کے تین لڑکے تھے۔ تاج الدین سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ (معارج الولایت)

ان کا انتقال اڑھائی سال کی عمر میں ہوا آپ کے دو اور لڑکے تھے۔ شیخ بدر الدین، آپ کے وصال کے بعد آپ کے سجادہ نشین ہوئے اور قطب الدین شہنشاہ جہاں گیر کے عہد میں اونچے عہدے پر فائز ہوئے۔ (تاریخ فرشتہ جلد دوم، فارسی ص ۴۸)

وفات: آپ نے ۲۹ رمضان ۹۷۹ھ کو وصال فرمایا۔ مزار فیض آثار فتح پور سیکری میں مرجع خاص وعام ہے۔

خلفاء: آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ بدر الدین آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ عرب میں جب آپ کا قیام ہوا تو آپ نے سید محمد ولی شیخ محمود شامی اور شیخ رجب علی کو خرقہ خلافت سے ممتاز فرمایا۔ ان کے علاوہ آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں۔

''شیخ عبدالواحد، شیخ امام سرہندی، امام سید حسین، شیخ رکن الدین، شیخ یعقوب، شیخ حماد۔ شیخ محمد غوری، شیخ کبیر، شیخ محمد بخاری، شیخ کمال الدین، شیخ فتح اللہ وغیرہ۔

سیرت مقدس: آپ صاحب علم وفضل، جامع شریعت وطریقت بزرگ تھے۔ زہد و تقویٰ، ریاضت، مجاہدات ترک وتجرید، تحمل و بردباری میں یگانہ عصر تھے۔ جب تک آپ بہت کمزور ضعیف نہ ہو گئے آپ نے طے کے روزے نہیں چھوڑے۔ آپ کو پرانا سرکہ اور ٹھنڈی ترکاریاں بہت مرغوب تھی۔ ٹھنڈے پانی سے روزانہ غسل فرماتے تھے۔ کیسی ہی سر ی ہو۔ آپ کے لباس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی تھی۔ جاڑے کے موسم میں بھی باریک کرتا یب تن فرماتے تھے۔ نماز اول وقت پڑھتے تھے۔ لوگوں کو ان باتوں سے جو خلافت ریعت ہیں روکتے تھے۔ جب آپ محفل میں رونق افروز ہوتے تو ہر شخص پر نگاہ رکھتے کسی کو نٹ کسی کو نصیحت فرماتے اور کسی کو تعلیم وتلقین فرماتے۔

رمان: درویشوں کی ہڈیوں میں عشق الٰہی کے سبب بے شمار سوراخ ہوتے ہیں۔

کرامت: شہنشاہ اکبر کا کوئی لڑکا نہ تھا۔ آپ سے دعا کا طالب ہوا۔ آپ نے مراقبہ کیا ر شہنشاہ اکبر سے کہا۔

''افسوس ہے کہ تیری تقدیر میں بیٹا نہیں ہے۔''

شہنشاہ نے یہ سن کر آپ سے عرض کیا۔

''چونکہ میری تقدیر میں بیٹا نہیں ہے اسی لئے تو آپ سے عرض کیا ہے۔ آپ دعا جئے۔''

آپ شہنشاہ اکبر کے اس جواب سے خوش ہوئے۔ تھوڑی دیر مراقبہ کیا۔ اور پھر مایا۔

''اس ملک میں راجپوتوں کی حکومت بہت عرصے تک رہے گی۔
اچھا کل بادشاہ بیگم کو میری بیوی کے پاس بھیج دینا۔

دوسرے دن جب بادشاہ بیگم آپ کے یہاں آئی تو آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ رانی کی پشت سے پشت ملا کر بیٹھنے کا حکم دیا۔ جب آپ کی اہلیہ محترمہ رانی کی پشت پشت ملا کر بیٹھیں تو آپ نے اپنی چادر دونوں پر ڈال دی۔ پھر اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ ہونے والا فرزند رانی کو دے دو جب بادشاہ بیگم کے لڑکا پیدا ہوا تو اس لڑکے کا نام آپ نے اپنے نام پر ''سلیم'' رکھا۔ شہزادہ سلیم آپ کو ''شیخو بابا'' کہا کرتا تھا۔ شہزادہ سلیم اپنے والد شہنشاہ اکبر کے انتقال کے بعد تخت وتاج کا مالک ہوا اور ''جہاں گیر'' کے لقب سے مشہور ہوا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ حجرے سے نماز کے واسطے مسجد جا رہے تھے کہ ایک فقیر کو دیکھا کہ سو رہا تھا۔ آپ نے اس کو جگایا اور اس سے فرمایا۔

''فقیروں کو کسی سے لڑنا نہیں چاہیے۔''

(وہ فقیر سن کر شرمندہ ہوا اور اقرار کیا کہ واقعی وہ خواب میں لڑ رہا تھا۔)

آپ نے فتح پور سیکری کے لوگوں سے شاہی عمارات تعمیر ہونے سے پندرہ سال قبل فرما دیا تھا کہ لوگوں کو چاہیے کہ مکانات کشادہ بنا لیں ورنہ پھر جگہ نہیں ملے گی۔

باب ۴۹

حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری

حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری گوہر دریائے فضل وکمال ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کا نسب نامہ پدری و مادری چند واسطوں سے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔آپ کے آباؤ اجداد بلخ کے رہنے والے تھے۔

(سیر الاقطاب، فارسی ص ۲۱۸۔اقتباس الانوار)

والد: آپ کے والد ماجد کا نام قاضی محمود ہے۔

ولادت مبارک: آپ بلخ میں ۸۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا نام جلال الدین ہے۔

ہندوستان میں آمد: آپ اپنے والد کے ساتھ سات سال کی عمر میں ہندوستان میں آئے اور تھانیسر میں سکونت اختیار کی۔

تعلیم وتربیت: آپ نے ہندوستان میں آنے سے قبل بلخ میں قرآن شریف حفظ کیا ہندوستان آکر تحصیل علوم ظاہری میں مشغول ہوئے اور صرف ونحو، تفسیر، حدیث، فقہ، منطق وغیرہ میں دستگاہ حاصل کی۔سترہ سال کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہوکر درس اور وعظ میں مصروف رہتے تھے۔آپ فتویٰ بھی دیتے تھے (سیر الاقطاب، فارسی ص ۲۱۰)

کایا پلٹ: آپ ایک عالم تھے۔باطنی علوم سے آپ کو کوئی لگاؤ نہ تھا۔سماع کو ناجائز سمجھتے تھے اور آپ کی زندگی میں کایا پلٹ اس طرح ہوئی کہ تھانیسر کا حاکم حضرت عبدالقدوس گنگوہی کا مرید اور معتقد تھا۔حضرت عبدالقدوس گنگوہی نے ایک مرتبہ سیر وسیاحت فرماتے ہوئے تھانیسر کے حاکم سے فرمایا۔

"ماشنیدہ ایم کہ پیر شما آمدہ است و برقص وسماع مشغول است مامی خواہم

کہ بوی ملاقاتی شدہ وجہ ارتکاب ایں امور منہیہ پرسم اکنوں آں پیر رقاص
زاسلام ما بگوئید۔")

ترجمہ: ہم نے سنا ہے کہ تمہارے پیر آئے ہیں اور وہ رقص وسماع میں مشغول ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان سے مل کر ان امور منہیہ کے ارتکاب کی وجہ دریافت کریں۔اب تم ان پیر رقاص سے ہمارا اسلام کہنا۔"

تھانیسر کے حاکم نے آپ کا پیغام حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کو پہنچایا۔انہوں نے آپ کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ۔

"آں پیر رقاص خودمی رقصد ودیگر آں رامی رقصد"

(وہ پیر رقاص خود رقص کرتا ہے، اور دوسروں کو بھی رقص کراتا ہے)

اس نامہ و پیام کے بعد ایک دن حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی یاد الٰہی میں مشغول تھے کہ انہوں نے ایک آواز سنی کہ

"ہم نے جلال کو تمہیں بخشا۔اس کو اپنے حلقہ میں لاؤ۔اور ہمارے جمال سے آشنا کرو۔"

ان کے لئے یہ اشارہ کافی تھا وہ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے آپ کے مدرسے میں پہنچ کر اور آپ کو سلام کر کے ایک طرف خاموش بیٹھ گئے۔آپ تدریس میں مشغول رہے۔آپ نے اس کی طرف کوئی التفات نہیں برتا۔جب آپ پڑھا چکے اور طلباء چلے گئے تو آپ نے ان (حضرت عبدالقدوس) سے پوچھا۔

"میاں فقیر! کہاں سے آئے ہو؟"

حضرت عبدالقدوس نے جواب دیا۔

"میں وہی فقیر رقاص ہوں۔"

ان کا یہی فرمانا تھا اور توجہ کا دینا تھا کہ از خود رفتہ ہو گئے۔ظلمت دور ہوئی۔تار

Marfat.com

سے روشنی میں آئے۔سر نیاز حضرت عبدالقدوس گنگوہی کے قدموں پر رکھا۔

بیعت وخلافت: آپ حضرت عبدالقدوس گنگوہی کے دست حق پر بیعت ہوئے انہوں نے کلاہ چارتر کی اپنے سر سے اتار کر آپ کے سر پر رکھی۔آپ کو شغل نفی واثبات تعلیم فرمایا اس کے بعد دیگر افکار واشغال مثلاً شغل ہوا۔سلطان لا ذکار، شغل سہ پایہ وغیرہ آپ کو تعلیم فرمائے۔بعدہ آپ کے پیرودستگیر نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

پیرومرشد کی خدمت: آپ نے ایک عرصے تک پیرومرسد کی خدمت میں شاہ آبادرہ کر فیوض وبرکات حاصل کئے۔

پیرومرشد سے خط وکتابت: آپ اپنے حالات وواقعات وارادت کے متعلق اپنے پیرومرشد کو لکھتے رہتے تھے آپ کے پیرروشن ضمیر کبھی خواب میں لکھتے ہیں۔

(انوارالعارفین،فارسی،ص۳۶۶)

''دیگ مرداں دیر پختہ می شود وخوش وخرم باد''

(مردوں کی دیگ دیر میں پکتی ہے۔خوش وخرم رہیں)

اور کبھی لکھتے ہیں۔

''خوب را نجود راہ ندہند۔دلاور باشند''

(خوف کو خود میں راہ نہ دیں۔بہادر رہیں۔)

اور کبھی تحریر فرماتے ہین۔

''مبارک باد''

اکبر کی باریابی: شہنشاہ اکبر بروز شنبہ بتاریخ ۲ محرم ۹۸۰ھ کو مرزا محمد حکیم کی بغاوت کو فرد کرنے کی غرض سے پنجاب جاتے ہوئے تھانیسر میں رکا اور اس نے آپ کی خانقاہ پر حاضر ہوکر آپ کی خدمت میں گل ہائے عقیدت میں پیش کئے۔اکبر کے خاص خاص درباری بھی آپ کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔(انوارالعارفین،فارسی،ص۳۷۲)

Marfat.com

شادی واولاد: آپ کی ایک صاحبزادی کی شادی شیخ نظام الدینؒ بلخ سے ہوئی۔

(اخبارالاخیار اردو ترجمہ، ص ۵۲۵)

وفات: آپ نے ۲۴ ذی الحجہ ۹۸۹ھ کو اس جہان فانی سے سفر دارالاخرت فرمایا۔ مزار تھانیسر میں واقع ہے۔ (تذکرۃ العابدین ص ۳۶، ۳۷)

خلفاء: حضرت شیخ نظام الدین بلخی آپ کے سجادہ نشین ہیں۔ آپ کے مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں۔

حضرت شیخ نظام الدین بلخی، شیخ عبدالشکور، قاضی سالم کیرانوی، شیخ موسیٰ، شیخ عیسیٰ، سید فاضل توہانہ۔ (تذکرۃ العابدین ص ۳۶، ۳۷)

سیرت مبارک: آپ اپنے زمانے کے قطب وغوث تھے۔ ترک وتجرید میں یگانہ اور خلق سے بیگانہ تھے۔ زہد وتقوی بے مثال تھا۔ عبادت، ریاضت ومجاہدہ میں ساری عمر گزار دی۔ اسی سال کی عمر تک ایک قرآن پاک ختم کرنا آپ کا معمول تھا۔ استغراق کا یہ عالم تھا کہ جب آپ کے کان میں حق حق کہا جاتا تو آپ ہوش میں آتے اور نماز ادا کرتے۔ آپ جامع علوم ظاہری وباطنی تھے۔

علمی ذوق: آپ کی کتاب ''ارشادالطالبین'' آپ کی علمی یادگار ہے۔ آپ کے مکتوبات کو شہرت دوام حاصل ہے

تعلیمات: آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہے۔

عشاق: آپ فرماتے ہیں کہ:

''عشاق کو چاہیے کہ کشف وکرامات کی منازل پر توقف کو روانہ رکھیں، اس سے ترقی کریں۔ اور کسی چیز میں مقید نہ ہوں۔ خون پئیں اور کھو جائیں اور موت سے پہلے مرجائیں۔''

سوال اور جواب: فیضی آپ کی خدمت میں اکبر کے خانقاہ سے چلے جانے کے بعد

Marfat.com

حاضر ہوا۔آپ محافہ میں سوار ہوئے جارہے تھے،فیضی کی خاطر واپس آئے۔فیضی نے آپ سے سوال کیا کہ:

''انسان کی سواری کے لئے حیوانات پیدا کئے گئے ہیں۔ پھر کیا بات کہ آپ آدمیوں پر سوار ہوتے ہیں؟''۔

آپ نے جواب دیا کہ:

''اصل بات یہ ہے کہ بعضے آدمی مثل چارپایوں کے ہیں۔ بلکہ حیوان ان سے بہتر ہیں۔

کشف وکرامات: آپ کے ایک مرید کا واقع ہے کہ آپ کی خدمت میں چند سال رہا۔ لیکن اس کی حالتِ جذب وکیف محسوس نہ ہوئی۔ جب اس نے کوئی فائدہ نہیں دیکھا تو ایک روز دل میں کہنے لگے کہ پہلے زمانے میں نجم الدین کبری ایسے صاحب عظمت اور صاحب حال بزرگ تھے جو ذرا سی دیر میں مرتبہ ولایت پر پہنچا دیتے تھے اور آج اس قسم کا کوئی بزرگ نہیں ہے۔

آپ بذریعہ کشف اس خطرے سے آگاہ ہوئے .....آپ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ:

''آج بھی ایسے لوگ ہیں کہ ان کی ایک نگاہ سے مرتبہ ولایت حاصل ہو جاتا ہے۔''

اسی وقت وہ مرید بے خود ہوا اور اعلی درجے پر پہنچا۔تھوڑے دنوں میں اس کا انتقال ہوگیا۔

آپ کو جب اس کے انتقال کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا:

''ہر شخص کو اس کام کے برداشت کی تاب نہیں ہے''

Marfat.com

دلقت بچہ کار آید تسبیح و مرقع
خود راز عمل ہائے نکو ہیدہ بری دار
حاجت بکلاہ ترکی داشتنت نیست
ورویش صفت باش وکلاہ تتری دار

حصہ ششم

Marfat.com

باب ۵۰

حضرت مادھولال حسین

حضرت مادھولال حسین جمال معرفت اور کمال حقیقت سے آراستہ ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کے آباؤ اجداد کائستھ تھے۔

والد: آپکے والد کا نام کلسن رائے تھا۔ انہوں نے سلطان فیروز شاہ کے عہد میں اسلام قبول کیا اور ان کا نام شیخ عثمان رکھا گیا۔ وہ کپڑا بنتے تھے۔

ولادت: آپ ۹۴۵ھ میں لاہور میں پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا نام شیخ حسین ہے۔ لیکن آپ مادھولال حسین کے نام سے مشہور ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ایک برہمن لڑکے پر جس کا نام مادھو تھا۔ عاشق ہوئے عشق نے اپنا کام کیا۔ انتہائے عشق نے دونوں کے نام بھی یک جا کر دیئے اور بجائے شیخ حسین کے آپ مادھولال حسین کہلانے لگے۔

تعلیم و تربیت: آپ جب سات سال کے ہوئے، مکتب میں بھیجے گئے۔ حافظ ابوبکر سے چھ پارے حفظ کئے۔ آپ نے شیخ سعد اللہ سے تفسیر مدارک کا کچھ حصہ پڑھا۔ آپ تعلیم زیادہ دن جاری نہ رکھ سکے۔

حضرت بہلول سے ملاقات: ایک دن آپ مکتب میں درس لے رہے تھے کہ حضرت بہلول مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت بہلول قطب زماں تھے۔ وہ حضرت امام علی موسیٰ کے مزار سے لاہور تشریف لائے تھے۔ ان کو حضرت امام رضا کے مزار سے حکم ہوا تھا کہ وہ لاہور جا کر آپ (حضرت حسین) کو توجہ دیں۔

چنانچہ وہ مسجد میں آئے اور حافظ ابوبکر سے آپ کا نام معلوم کر کے آپ سے دریا سے وضو کے لئے پانی لانے کو فرمایا، آپ نے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت بہلول نے وضو کیا۔

Marfat.com

اور دو رکعت نماز ادا کر کے آپ کے واسطے اس طرح دعا کی۔

''یا الٰہی اس بچے پر کرم کر۔ اس کو عرفان کی دولت سے مالا مال کر اور اپنا سچا عاشق بنا''

ختم قرآن: حضرت بہلول نے حافظ ابوبکر سے فرمایا کہ ماہ رمضان قریب ہے اسی سال رمضان میں شیخ حسین قرآن سنائیں گے۔ یہ سن کر آپ نے بہلول سے عرض کیا۔

''یہ کیسے ممکن ہے! مجھے تو صرف چھ پارے حفظ ہیں۔''

حضرت بہلول نے فرمایا کہ:

''فکر کی کوئی بات نہیں ہے تم ضرور قرآن سناؤ گے۔ دریا پر جاؤ اور وہاں سے ہمارے لئے پانی لاؤ۔ اور ایک بات کا خیال رکھنا۔ وہاں جو بزرگ تمہیں ملیں ان کی ہدایت پر عمل کرنا۔''

آپ دریا پر جو گئے تو دیکھا کہ ایک بزرگ وہاں آپ کے منتظر ہیں۔ ان بزرگ نے آپ سے فرمایا کہ لوٹے کا پانی ان کے ہاتھ پر ڈال دیں۔ آپ نے ایسا ہی کیا ان بزرگ نے خوش ہو کر آپ کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اس کی برکت سے آپ نے اس سال رمضان المبارک میں پورا قرآن شریف سنایا۔ حضرت شیخ بہلول نے آپ کو امام بنایا۔

رخصت: حضرت شیخ بہلول نے آپ کو مرید کیا۔ اور خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا اب ان کا کام پورا ہو چکا تھا۔ وہ آپ سے رخصت ہوئے۔

ہدایت: رخصت ہونے سے قبل حضرت شیخ بہلول نے آپ کو اس امر کی ہدایت فرمائی کہ حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر انوار پر پابندی سے حاضر ہوا کریں۔

عبادت و ریاضت: آپ نے چھبیس سال عبادت، ریاضت، اور مجاہدے میں گزارے۔ روزانہ ایک کلام پاک ختم کرنا، آپ کا معمول تھا۔ حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر نہایت پابندی سے حاضر ہوتے۔

معمولات: رات تلاوت کلام پاک اور عبادت میں گزارتے۔ دریا کے کنارے اور

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخش کے مزار پرسکون، یک سوئی پاتے صبح کی نماز سے فارغ ہوکر مکتب بن تفسیر کا درس لینے جاتے۔ وہاں عصر تک رہتے۔ عصر کی نماز کے بعد ذکر وفکر میں مشغول ہوتے مغرب کی نماز ادا کر کے عشاء کی نماز تک نفل پڑھتے۔ بیماری کی حالت میں بھی آپ کے معمولات میں فرق نہیں آتا تھا۔

عطیہ: آپ نے بارہ سال تک نہایت پابندی سے حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر حاضری دی۔ آخر اس حاضری کا صلہ آپ کو مل ہی گیا۔ ایک دن آپ حسب معمول مزار مبارک پر حاضر تھے کہ نورانی صورت نمودار ہوئی اور آپ سے فرمایا تم جانتے ہو میں کون ہوں۔ پھر خود ہی بتایا کہ:

''میں علی ہجویری ہوں۔''

آپ کے حال پر نہایت لطف وکرم فرمایا۔ آپ کو نعمت باطنی سے مالا مال کر دیا۔ آپ کو ولایت عطا فرمائی اور شراب وحدت سے مدہوش وسرشار کیا اور فرمایا کہ:

''یہ اس خدمت کا صلہ ہے جو تم نے بارہ سال کی ہے۔''

کایا پلٹ: ایک روز آپ شیخ سعد اللہ سے تفسیر مدارک کا درس لے رہے تھے جب آپ ایک آیت پر پہنچے جس کے معنی یہ ہوتے تھے کہ اس جہان کی زندگی لہو ولعب ہے تو آپ نے شیخ سعد اللہ سے اس کی وضاحت اور تشریح بیان کرنے کی درخواست کی۔ انہوں نے فلسفیانہ اور عالمانہ طور پر آپ کو سمجھایا اور اس بات پر زور دیا کہ یہ تمام دنیا ہی لہو ولعب ہے۔

یہ سن کر آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی۔ آپ اسی حالت میں رقص کرنے لگے اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے نکلے کہ جب خداوند تعالیٰ نے ساری دنیا کو بازی فرمایا ہے تو بس اس میں مصروف رہنا چاہیے۔ آپ نے کتابیں ایک کنویں میں ڈالدیں داڑھی مونچھ کے بار سے سبک دوش ہوئے۔ جام آپ کے ہاتھ میں ہوتا اور آپ گلی کوچوں اور بازاروں میں نشے کی حالت میں پھرتے تھے۔ طوائفوں میں جاتے ناچ گانے میں ہمہ تن مشغول

Marfat.com

رہتے اور محفل نشاط میں شریک ہوتے تھے۔ غرض آپ نے ''ملامتیہ طریقہ اختیار کرلیا تھا۔

امتحان: آپ کے پیر دستگیر حضرت شیخ بہلول کو چنیوٹ میں معلوم ہوا کہ آپ (حضرت حسین) شراب پیتے ہیں۔ مدہوش رہتے ہیں۔ اور جادہ شریعت سے بھٹک گئے ہیں آپ کو دیکھنے کی غرض سے لاہور تشریف لائے آپ کو دیکھا اور مطمئن ہو کر واپس تشریف لے گئے۔

پیر و مرشد: کچھ ہی عرصے کے بعد آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ بہلول کا وصال ہو گیا۔ پیر و مرشد کے وصال کے بعد آپ مستانہ وار رباب پر ناچتے تھے۔

تیر عشق: ایک روز شاہدرہ سے گزرتے ہوئے آپ کی نگاہ ایک نوجوان مسمی مادھو پر پڑھی۔ مادھو برہمن لڑکا تھا اس وقت اس کی عمر کوئی سولہ سال کی تھی۔ ان کی شادی ہو چکی تھی۔ مادھو کو دیکھنا تھا کہ آپ ان پر عاشق ہوئے۔ سولہ سال تک آپ نے مادھو کے مکان کا طواف کیا مادھو نے کچھ التفات نہیں برتا۔

عشق کی فتح: آخر کار مادھو پر آپ کے سچے عشق کا اثر پڑا۔ مادھو آپ کی خدمت میں آنے جانے لگے اور آپ کے مئے ناب سے شغل فرمانے لگے۔ مادھو کے گھر والوں کو یہ بات سخت ناگوار تھی۔ رفتہ رفتہ مادھو آپ سے زیادہ قریب ہونے لگے۔ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ان کا نام میاں محبوب الحق رکھا گیا۔ لیکن وہ مشہور مادھو ہی کے نام سے ہیں۔

ایک واقعہ: ایک دفعہ بسنت کے تہوار کے موقع پر مادھو نے گلال لا کر آپ پر ڈالا آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی۔ آپ ناچنے لگے۔ بعد ازاں آپ یہ تہوار منانے لگے۔

قاضی کو جواب: ایک دن قاضی لاہور نے آپ کو ڈھول پر ناچتے دیکھا۔ مخدوم الملک کو یہ بات ناگوار ہوئی۔ اس نے چاہا کہ آپ کو سرزنش کرے۔ آپ نے قاضی لاہور سے فرمایا:

''کیوں قاضی صاحب: ارکان اسلام پانچ ہیں۔

پہلا کلمہ توحید، اور رسالت ﷺ کا اقرار اس میں تو ہم دونوں شریک ہیں۔

دوسرا نماز اور تیسرا روزہ ان دونوں کو میں نے ترک کیا۔
چوتھا زکوۃ، پانچواں حج ان دونوں کو تم نے ترک کیا۔
پھر کیا بات ہے کہ حسین ہی کو فقط مستوجب سزا قرار دیا جائے۔"
قاضی صاحب یہ سن کر مسکرائے اور چلے گئے۔

شاہی دربار میں: آپ کے قلندرانہ مشرب کی شکایت اکبر کے پاس پہنچی۔ اکبر نے آپ کو دربار میں بلایا۔ اکبر نے آپ سے دریافت کیا۔

"اے درویش! سنا ہے تم خدا رسیدہ ہو۔"

آپ نے جواب دیا۔ اس میں کیا شک ہے

اکبر نے پوچھا

اچھا یہ تو بتایئے کہ آپ خدا تک کس طرح پہنچے؟"

آپ نے جواب دیا:

"اے بادشاہ! میں خدا تک نہیں پہنچا بلکہ خدا مجھ تک پہنچا ہے۔"

ایک درباری نے اس کا ثبوت مانگا۔ آپ نے اکبر سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اے ہندوستان کے سیاہ و سپید کے مالک! موٹی سی بات ہے۔ اگر آپ نہ چاہتے تو یہ گدا آپ تک کیسے پہنچتا۔"

اکبر آپ کا یہ جواب سن کر خوش ہوا اور آپ کو عزت و احترام سے رخصت کیا شہزادہ سلیم جو "جہاں گیر" کے لقب سے تخت پر بیٹھا آپ کا معتقد تھا اس نے آپ کا روزنامچہ لکھنے کی خدمت بہادر خاں کے سپرد کی۔

وفات: آپ نے ۱۰۰۸ھ میں وفات پائی۔ بوقت وفات آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔

مزار لاہور میں واقع ہے۔ ہر سال "میلہ چراغاں، بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔

خلفاء: حضرت مادھو آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کے سولہ خلیفہ تھے۔ جس میں سے

Marfat.com

چار شاہ غریب کہلاتے تھے۔ چار دیوان کہلاتے ہیں۔ یعنی مادھو دیوان، گورکھ دیوان، بھگت دیوان، الہ دیوان۔

تین خاکی کہلاتے ہیں یعنی مولا بخش خاکی، خاکی شاہ وزیر آبادی، حیدر بخش خاکی۔

چار بلاول کہلاتے ہیں۔ یعنی شاہ رنگ بلاول، بدھو بلاول۔ شاہ بلاول اور شاہ بلاول دکنی۔

سیرت: آپ نے ملامتیہ طریقہ اختیار کیا تھا آپ کا مشرب قلندرانہ تھا۔ آپ کو ناچ گانے کا بہت شوق تھا۔ آپ لباس فقر میں اپنے آپ کو چھپائے رکھتے تھے۔ روزانہ صبح کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ رات ہنسنے اور رونے میں گزار دیتے تھے۔ آپ نشلی چیزوں کا استعمال بھی کرتے تھے۔

اقوال: جب علم کے ساتھ عمل نہ ہو تو اس علم سے ناچنا کودنا بہتر ہے۔ میں نہ مقیم ہوں اور نہ مسافر، نہ مسلمان نہ کافر۔

وکرامات: آپ نے جب مکتب چھوڑا تو ساری کتابیں کنویں میں ڈال دیں۔ آپ کے ساتھیوں نے اپنی کتاب آپ سے طلب کی۔ آپ کنوئیں کے پاس تشریف لے گئے اور کنوئیں سے کہا کتابیں واپس کر دے۔ یکا یک پانی اوپر آیا۔ کتابیں پانی میں تیر رہی تھی۔ کتابیں ذرا بھی بھیگی نہیں تھیں۔ آپ نے کتابیں لے کر ساتھیوں کو دے دیں۔

حضرت مادھو لال کے والدین گنگا اشنان کے لئے گئے۔ وہ حضرت مادھو کو بھی اپنے ہمراہ لے جانا چاہتے تھے۔ لیکن آپ نے حضرت مادھو کو اجازت نہیں دی آپ نے ان سے فرمایا کہ جس دن اشنان ہو بتانا۔ جب حضرت مادھو نے آپ کو وہ دن یاد دلایا تو آپ نے حضرت مادھو سے آنکھیں بند کرنے اور ان کے پاؤں پر پاؤں رکھنے کو کہا انہوں نے ایسا ہی کیا آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ گنگا کے کنارے کھڑے ہیں۔ اپنے والدین کے ساتھ اشنان کر کے اسی طرح لاہور واپس آئے حضرت مادھو کے والدین جب اشنان سے

Marfat.com

لاہور واپس آئے تو انہوں نے اس کا ذکر کیا۔

ایک مرتبہ موضع منڈیا کے لمبردار نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ایک کمرے میں بند کر دیا اور کہا جب تک بارش نہ ہوگی رہائی ناممکن ہے۔ آپ نے لمبردار سے فرمایا کہ اچھی بات ہے لیکن نان اور مرغ کھلاؤ۔ پھر دعا کریں گے۔ نان اور مرغ کھانے کے بعد آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ ''اب کیا دیر ہے۔''

آپ کا یہ کہنا تھا کہ ابر گھر کر آیا، اور خوب بارش ہوئی۔

باب ۵۱

حضرت شاہ ابوالمعالی

حضرت شاہ ابوالمعالی زبدۃ العارفین ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کا سلسلہ نسب اٹھائیس واسطوں سے حضرت موسیٰ المرقہ بن حضرت امام محمد تقی الجواد علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے۔

آپ کے آباؤ اجداد ساداتِ کرمان سے تھے۔ آپ کے دادا کے دادا سید فیض اللہ اپنے لڑکے سید مبارک کرمانی کو ہمراہ لے کر کرمان سے ۷۹۶ھ میں ہندوستان آئے۔ اوچہ میں قیام فرمایا۔ اوچہ سے سکونت ترک کر کے داؤد جال میں جو ملتان کے قریب ہے اقامت گزیں ہوئے۔ (مقامات داؤدیہ۔ روضۃ النوادر)

والد: آپ کے والد سید رحمت اللہ داؤد جال سے سکونت ترک کر کے سنگھرہ میں رونق افروز ہوئے پھر سنگھرہ سے شیر گڑھ میں آ کر سکونت اختیار کی۔

ولادت: آپ کی ولادت باسعادت شیر گڑھ میں ۱۰ ذوالحجہ ۹۶۰ھ کو واقع ہوئی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۱۰ ذوالحجہ ۹۶۰ھ کو پیدا ہوئے (سفینۃ الاولیاء، فارسی ص ۱۹۲)

نام: آپ کا نام المعالی ہے۔ آپ شاہ ابوالمعالی کے نام سے مشہور ہیں۔

القاب: آپ کے القاب ''اسد الدین'' اور ''شاہ خیر الدین'' ہیں

تعلیم و تربیت: آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے والد کے سایہ عاطفت میں ہوئی آپ کے والد نے علوم ظاہری آپ کو پڑھائے۔ علوم ظاہری سے جلد ہی فارغ ہوئے۔

تلاش حق: آپ کو علوم باطنی حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ آپ کو اویسی طریقے پر غوث الاعظم محی الدین حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ سے عشق ہوا۔ شہر کو چھوڑ کر جنگل کی راہ لی۔ کئی سال تک جنگلوں میں پھرتے رہے۔

Marfat.com

کایا پلٹ: آپ ۹۸۰ھ میں دہلی پہنچے۔ دہلی کے قیام کے دوران ایک روز آپ کی ایک مجذوب سے سرائے میں ملاقات ہوئی۔ وہ مجذوب آپ کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور یہ الفاظ زبان پر لایا۔

''عالمیان امروز برائے کسب سلوک طریقت وحصول دولت بردر باب شیخ داؤد می روند وایشاں آں چناں نعمت درون خانہ گزاشتہ بیروں می روند''

ترجمہ: آج لوگ سلوک طریقت وحصول دولت کے واسطوں بابا شیخ داؤد کے در پر جاتے ہیں اور یہ ایسی نعمت کو گھر میں چھوڑ کر باہر جاتے تھے۔

بیعت وخلافت: یہ الفاظ آپ کے لئے کافی تھے۔ یہ اشارہ پا کر آپ دہلی سے شیر گڑھ روانہ ہوئے۔ شیر گڑھ پہنچ کر آپ حضرت شیخ داؤد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ داؤد آپ کو دیکھتے ہی آپ سے اس طرح مخاطب ہوئے۔

''معالی! پیش بیا۔ بارے بگواں مجذوب راچوں دیدی چہ گفتی وچہ شنیدی''

ترجمہ: معالی آگے آؤ پھر بیان کرو کہ جب اس مجذوب کو دیکھا کیا کہا اور کیا سنا

آپ نے سارا واقعہ حضرت داؤد کے گوش گزار کیا۔

حضرت شیخ داؤد نے آپ سے فرمایا۔

''ہمیشہ میرے پاس رہو تا کہ تم کو وہ حاصل ہو جو دوسری جگہ ساری عمر میں بھی حاصل نہ ہو۔''

آپ حضرت شیخ داؤد کے مرید اور ممتاز خلیفہ ہیں۔

پیر ومرشد کی حقیقت: ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ حیران، پریشان اور رنجیدہ تھے۔ آپ کو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے دیدار کے شوق نے بے چین کر رکھا تھا۔ آپ کے پیرومرشد حضرت شیخ داؤد کو بذریعہ کشف آپ کی حالت کی اطلاع ہوئی۔ آپ کو تسلی دیتے ہوئے آپ کے پیرومرشد نے فرمایا۔

''معالی! امروز یا فردا ترا بجانب جناب مقدس معلّٰی حاضری می کنم منتظر ساعد ووقت باش۔''

Marfat.com

''آج کل میں تجھ کو مقدس معلّٰی کی جانب حاضر کرتا ہوں۔اس گھڑی کا انتظار کرو۔''

آپ اس نیک ساعت کا نہایت بے چینی سے انتظار کرنے لگے۔ایک رات جب کہ آپ کچھ سوتے اور کچھ جاگتے تھے۔آپ نے دیکھا کہ آپ کے پیرومرشد تشریف لائے ہیں وہ آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر غوث الاعظم کی محفل میں حاضر ہوئے ہیں حضرت غوث الاعظم کے سیدھے طرف ابوالمعالی عراقی بیٹھے ہیں۔آپ کے پیرومرشد وہاں پہنچ کر حضرت غوث الاعظم کے بائیں طرف بیٹھے۔

آپ کے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ کیا ابوالمعالی عراقی جو حضرت غوث الاعظم سیدھی طرف بیٹھے ہیں آپ کے پیرومرشد سے رتبے میں زیادہ ہیں۔آپ کے دل میں اس خطرے کا آنا تھا کہ حضرت غوث الاعظم نے آپ کی طرف دیکھا اور عربی میں فرمایا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

''اے ابوالمعالی! تیرا شیخ میرا دل ہے اور دل بجانب چپ ہی ہوتا ہے''

لاہور میں سکونت: آپ ۱۱۱۰ھ میں اپنے پیرودستگیر کے وصال کے بعد لاہور میں آکر رہنے لگے۔اور مخلوق کو رشد وہدایت فرمانے لگے۔

وفات: آپ ۱۶ ربیع الاول ۱۰۲۴ھ کو واصل بحق ہوئے۔آپ کا مزار لاہور میں فیوض برکات کا سرچشمہ ہے۔(سفینۃ الاولیاء فارسی، ص ۱۹۶)

سیرت: آپ صاحب کرامات تھے۔حضرت غوث الاعظم کے سچے عاشق تھے۔اپنے پیر مرشد سے والہانہ عشق تھا۔اور اپنے پیرومرشد کی عنایات والطاف وکرم کا اس طرح اعتراف کرتے ہیں۔

بہ تخت فقر بنیشنم چو حاصل گشت مقصودم
سلیمان کنم کز جان غلام شیخ داؤدم

آپ فنافی الشیخ کے درجے پر فائز تھے۔

Marfat.com

علمی ذوق: آپ ایک خدارسیدہ بزرگ ہونے کے علاوہ ایک عالم بھی تھے۔آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔آپ کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں۔

تحفۃ القادری، باغ ارم، زعفران زار، رسالہ مونس جاں

شعروشاعری: آپ ایک خوش گوشاہر بھی تھے۔آپ کا تخلص ''غربتی'' ہے کہیں آپ نے'' مسلمے'' اور کہیں'' معالی''، تخلص بھی استعمال کیا ہے۔

آپ صاحب دیوان تھے۔ایک مشہور غزل کے چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

تشنہ لب گویا سوئے آں بحر عرفاں می روم
سرزدہ چوں سیل اشک خود بافغاں می روم
حاجی بغداد گیلانم زشوق خصر تش
گہہ سوئے بغداد و گاہے سوئے گیلاں می روم
ہم عرب شد ہم عجم صید تو اے ترک عجم
برا سیر خویش رحمے کن کہ حیراں می روم
غربتی سروقد خضرے مبارک پے کجا است
تا شودرہبر کہ سوئے آب حیراں می روم

آپ کی ایک مشہور رباعی حسب ذیل ہے۔

یا رب بحق جمال عبد القادر یا رب بحق کمال عبد القادر
بر حال ابوالمعالی زار وضعیف رحمے کن وده وصال عبد القادر

تعلیمات: آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں۔

محبت کا تعلق: آپ اس خیال سے متفق نہیں کہ مرنے کے بعد عشق ومحبت کا تعلق بے کار ہے۔آپ کے نزدیک ہر حالت میں عشق ومحبت جائز اور روا ہے۔

مخالفت نفس: آپ فرماتے ہیں کہ نفس کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرنا چاہیے۔باوجود نفس

Marfat.com

کی مخالفت کے محنت وریاضت میں لگا رہنا چاہیے۔آپ کے نزدیک نفس کی مخالفت نیک فال ہے جس طرح کہ کوٹھے پر زاغ کی آواز مہمان کے آنے کی بشارت ہے۔اسی طرح نفس کا پکارنا مراد پوری ہونے کی دلیل ہے۔

اقوال: ☆جب میں دل وجان سے محبوب کا عاشق زار ہوں اور جناب کو بھی کمال مہربانی میرے شامل حال ہے تو پھر مجھے کسی غیر کی کیا حاجت ہے۔

☆یاالٰہی! مجھے اپنے پیر کی محبت کی توفیق عطا فرما تا کہ میرا مقصود حاصل ہو۔

کشف وکرامات: ایک مرتبہ ملا شاہ ایک عالم وعامل ملا نعمت اللہ کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ وہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور آپ کو تسبیح نظر کی وہ تسبیح دیکھ کر ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ آپ کی کرامت ہوگی۔ اگر آپ ان کی خواہش سے بذریعہ کشف مطلع ہوں اور وہ تسبیح ان کو عطا کریں۔

وہ جب آپ سے رخصت ہونے لگے تو آپ نے وہ تسبیح ان کو دی اور تاکید فرمائی کہ ہر روز سو بار صلوۃ پڑھا کریں۔(سفینۃ الاولیاء، فارسی ص۱۹۲)

ملا نعمت اللہ کو ایک دن یہ خیال آیا کہ ان کو جو اعتقاد اور محبت غوث الاعظم محی الدین حضرت عبدالقادر جیلانیؒ سے ہے اس کی خبر غوث الاعظم کو بھی ہوگی یا نہیں۔

اسی رات کو ملا نعمت اللہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ کسی کام میں درماندہ ہیں اور ننگے سر ہیں۔

حضرت غوث الاعظم وہاں تشریف لائے اور سفید دستار ان کو مرحمت فرمائی اور ان سے فرمایا کہ۔(سفینۃ الاولیاء، فارسی ص۱۹۵)

''ملا نعمت! ما در چنیں جا ہا از شما خبر داریم۔''

''ملا نعمت! ہم ایسی جگہ (حالت میں) تمہارے حال سے خبردار ہیں۔''

دوسرے دن آپ نے ان کو بلایا۔جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کو سفید دستار عطا کی اور فرمایا کہ یہ وہی دستار ہے۔

Marfat.com

باب ۵۲

حضرت شیخ احمد مجدّد الف ثانی

حضرت شیخ احمد مجدّد الف ثانی مخزن شریعت، معدن طریقت وحقیقت ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کا نسب نامہ پدری ستائیس واسطوں سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔ پس آپ فاروقی ہیں۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد حضرت عبدالاحد نے عین عالم شباب میں حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی سے بیعت کی۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت شیخ رکن الدین نے ان کو فوائد و برکات سے مالا مال کر کے طریقہ قادریہ اور چشتیہ صابریہ کا خرقہ خلافت ۹۷۹ھ میں مرحمت فرمایا۔

انہوں نے حضرت شاہ کمال کیتھلی سے سلوک طریقۂ قادریہ طے کیا اور حضرت شاہ کمال سے فوائد و برکات کے علاوہ نسبت فردیت حاصل کی رہتاس میں حضرت شیخ عبداللہ داد سے اور جون پور میں حضرت سید علی قوام نظامی سے فیض روحانی حاصل کیا۔

آپ کی ولادت کے متعلق پیشین گوئیاں: حضرت غوث الاعظم میراں محی الدین جیلانی شیخ عبدالقادر، شیخ جام، حضرت داؤد قیصری، حضرت خلیل اللہ بدخشی، حضرت شیخ سلیم چشتی، حضرت نظام الدین نارنولی، اور حضرت شیخ عبداللہ سہروردی نے آپ کی ولادت با سعادت کی خبر لوگوں کو دے دی تھی۔ (جواہر مجددیہ ص ۱۱۰)

ولادت مبارک: سرہند میں آپ نے جمعہ کو ۱۴ شوال ۹۷۱ھ کو اپنے جمال جہاں آرا سے اس عالم کو روشن و منور فرمایا۔

ولادت کے بعد کے مقامات: آپ کی ولادت کے بعد آپ کے والد ماجد نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آں حضرت تشریف لائے ہیں اور آپ کے کانوں میں اذان

Marfat.com

وتکبیر کہی۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے خلیفہ شیخ عبدالعزیز اس وقت سرہند میں مقیم تھے۔انہوں نے ملائک کو دیکھا کہ سب آپ کے فضائل بیان کرنے میں مصروف ہیں۔

نام نامی: آپ کا نام احمد ہے۔

لقب: آپ کا لقب بدرالدین ہے۔

کنیت: آپ کی کنیت ''ابوالبرکات'' ہے۔

خطابات: ''خزینۃ الرحمت:''''قیوم الزماں'' اور مجدد الف ثانی، آپ کے خطابات ہیں۔

مجدد الف ثانی کہلانے کی وجہ تسمیہ: آپ کے مجدد الف ثانی کہلانے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ دین کو نئے سرے سے تازگی بخشنے والے ہیں۔

بھائی: آپ کے چھ بھائی تھے جن میں شیخ شاہ محمد۔ شیخ مسعود۔ شیخ غلام محمد، اور شیخ فوا مشہور ہیں۔آپ اپنے والد کے چوتھے صاحبزادے تھے۔

بچپن: آپ مفتون میں پیدا ہوئے تھے۔اور بچوں کی طرح روتے نہیں تھے۔آپ کا بدن یا کپڑا کبھی ناپاک نہیں ہوتا تھا آپ کو کسی نے برہنہ نہیں دیکھا۔

علالت: ابھی آپ دودھ ہی پیتے تھے کہ بیمار ہو گئے۔آپ کے والد ماجد نے حضرت شاہ کمال کیتھلی کو آپ کی علالت کی اطلاع دی۔اور ان کو اپنے گھر لائے۔

حضرت شاہ کیتھلی نے آپ کو دیکھا گود میں لیا اور آپ کے متعلق فرمایا

اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے۔ یہ عالم باعمل عارف کامل ہوگا۔اور بہت سے بزرگ آپ اور مجھ جیسے اس کے دامن عافیت میں تربیت سے مستفید ہوں گے۔تا قیامت اس کا نور روشن رہے گا۔اکثر اولیاء امت اس کی ولادت باسعادت کی خبر دے گئے ہیں۔ یہ خبر بزرگ اس کے ظہور کے منتظر اور چشم براہ تھے۔'' (جواہر مجددیہ ص ۱۴)

یہ فرما کر حضرت شاہ کمال کیتھلی نے اپنی زبان آپ کے منہ میں دے دی آپ نے اس کو چوسنا شروع کیا۔

حضرت کمال کیتھلی بہت خوش ہوئے اور خوشی کی حالت میں فرمایا۔

''ہمارے طریقہ، قادریہ کی تو تمام نعمت اس کو پہنچ گئی۔''

تعلیم وتربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت آپ کے والد ماجد کے سایہ عاطفت میں ہوئی۔آپ نے بہت جلد قرآن شریف حفظ کیا۔اس کے بعد علم ظاہری کی تحصیل اپنے والد سے شروع کی۔ بہت سی درسی کتب پڑھ کر جلد ہی فارغ ہوئے پھر مولانا کمال کے پاس سیالکوٹ گئے۔اور ان سے کچھ کتابیں پڑھیں۔جس میں تفسیر واحدی مع دیگر مولفات واحدی، تفسیر بیضاوی مع دیگر مصنفات قاضی بیضا، صحیح بخاری مع متعلقات ثلاثیات وغیرہ مشکوۃ المصابیح، ترمذی شریف مع شمائل جامع صغیر، قصیدہ بردہ قابل ذکر ہیں۔

سترہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوکر مسند ہدایت پر رونق افروز ہوئے۔

درس وتدریس: بہت دور سے طلباء آپ کی خدمت میں آنے لگے۔آپ کا حلقہ حدیث و تفسیر روز بروز وسیع ہوتا گیا۔درس وتدریس آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔

آگرہ میں آمد: آپ دومرتبہ آگرے تشریف لے گئے۔ابوالفضل اور فیضی سے ملے آپ نے ان کو رشد وہدایت اور تلقین فرمائی۔

والد کا وصال: آپ کے والد ماجد نے ۱۷ رجب ۱۰۰۷ء کو بعمر اسی سال داعی اجل کو لبیک کہا۔

دہلی میں پہلی بار: اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد آپ حج بیت اللہ اور زیارت روضہ سرور عالم ﷺ کے خیال سے ۱۰۰۸ء میں سرہند سے روانہ ہوئے۔دہلی پہنچ کر آپ اپنے پرانے دوست مولانا حسن کشمیری سے ملے جو حضرت خواجہ باقی باللہ کے معتقد ومنقاد تھے۔ انہوں نے حضرت خواجہ باقی باللہ کے کمالات وتصرفات کا ذکر آپ سے کیا آپ کو حضرت خواجہ باقی باللہ کی قدم بوسی کا شوق پیدا ہوا۔آپ اپنے والد ماجد سے پہلے ہی سلسلہ نقشبندیہ کی تعریف سن چکے تھے۔

Marfat.com

مولانا حسن کے ساتھ آپ حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

بیعت و خلافت: سب سے پہلے آپ اپنے والد ماجد حضرت عبد الاحد سے بیعت ہوئے اور ان سے پندرہ سلاسل میں خلافت پائی۔ جب آپ حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضرت خواجہ باقی باللہ کی خواہش کے مطابق آپ کی خانقاہ میں مہمان ہوئے تو آپ دوسرے روز ہی حضرت خواجہ باقی باللہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے کچھ ہی عرصہ میں درجہ کمال کو پہنچے، حضرت خواجہ باقی باللہ نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا اور سرہند جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

دیگر سلاسل: آپ نے حضرت شیخ یعقوب صرخی سے سلسلہ کبرویہ سہروردیہ میں خلافت پائی۔

آپ نے حضرت حاجی عبدالرحمٰن بدخشی کابلی المعروف بہ حاجی رمزی سے مصافحہ کیا اور انہوں نے اپنے شیوخ سے۔

حضرت شاہ سکندر سے آپ نے خرقہ خاص حضرت غوث الاعظم کے ساتھ ساتھ طریقہ قادریہ جدّیہ میں خلافت پائی۔

واپسی: اپنے پیرومرشد سے رخصت ہو کر آپ سرہند تشریف لائے اور تربیت طالبین اور ہدایت سالکین میں مشغول ہوئے۔

دہلی میں دوسری بار: شوق دیدار جمال باکمال مرشد حق آپ کو دوبارہ دہلی لایا آپ نے پیرومرشد کی خانقاہ میں قیام کیا۔ کچھ عرصہ اپنے پیرومرشد کی خدمت میں رہے۔ آپ کے پیرومرشد نے آپ کو نعمت باطنی اور نسبت ہائے عالیہ سے مالا مال کر کے سرہند رخصت کیا۔

سرہند میں آمد: آپ سرہند واپس تشریف لائے اور کچھ عرصہ سالکین راہ خدا اور طالبان طریق وصدق وصفا کی تعلیم وتربیت میں مشغول رہ کر رخت سفر باندھا۔

لاہور میں قیام: آپ سرہند سے لاہور تشریف لے گئے وہاں بہت لوگ آپ کی صحبت

کیمیا خاصیت کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ حضرت مولانا جمال الدین تلوی اور مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی آپ کے حلقہ بیعت وارادت میں داخل ہوئے اور بہت سے مشائخ نے آپ سے فیوض باطنی حاصل کیے۔

خبر جاں کاہ: آپ جب لاہور میں مقیم تھے آپ کو اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ باقی باللہ کے وصال کی خبر وحشت اثر ملی۔ آپ خبر جاں کاہ کے ملتے ہیں دہلی روانہ ہوئے دہلی پہنچ کر آپ اپنے پیرومرشد کے مزار پرانوار کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

وطن کو واپسی: کچھ دن دہلی میں قیام فرما کر آپ سرہند واپس تشریف لائے اور سرگرم حلقہ ذکروفکر ہوئے۔ سرہند کو آپ نے اپنا مرکز رشد وہدایت بنایا اور تعلیم وتلقین اور طالبان کی تربیت میں ہمہ تن مشغول ہوئے۔

سلاطین سے تعلقات: اکبر کے دینی عقاید سے آپ کو بنیادی اختلاف تھا۔ جہانگیر کو آپ کا بڑھتا ہوا اقتدار اور اثر پسند نہ آتا تھا۔ آپ کے خلیفہ بدیع الدین کے حلقہ ارادت میں بہت سے امرائے سلطانی داخل ہو گئے تھے۔ خانخاناں، سید صدر جہاں، خان جہاں، خان اعظم، مہابت خاں، تربت خاں، اسلام خاں وغیرہ ان کے حلقہ بگوش تھے۔

بادشاہ نے اپنے وزیراعظم آصف خاں کی رائے پسند کرتے ہوئے ان امراء کو جو آپ سے عقیدت رکھتے تھے دور دراز تقرر کر کے بھیج دیا۔

شاہی دربار میں: بادشاہ نے ایک فرمان سرہند کے حاکم کے نام روانہ کیا۔ جس میں آپ سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا اور آپ کو دربار میں آنے کی دعوت دی آپ نے دعوت قبول فرمائی۔ آپ جب شاہی دربار میں تشریف لے گئے تو آپ نے آئین دربار کی پابندی نہ کی۔ نہ بادشاہ کو سلام کیا اور نہ سجدہ۔ درباریوں کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی۔

"آپ نے درباریوں کو حیرت زدہ دیکھ کر فرمایا اس وقت تک یہ پیشانی غیراللہ کے لئے نہیں جھکی اور نہ آئندہ امید ہے۔"

Marfat.com

قید و بند: بادشاہ کو یہ بات ناگوار گزری۔ وزیر نے مشورہ دیا کہ آپ کو نظر بند کر دیا جائے چنانچہ آپ کو گوالیار کے قلعہ میں بند کر دیا گیا۔ آپ نے خندہ پیشانی سے قید و بند کی صعوبتیں داشت کیں۔ اور اپنے خلفاء، مریدین و معتقدین کو تاکید فرمائی کہ وہ کسی قسم کی شورش نہ کریں

رہائی: آخر کار بادشاہ نے آپ کی رہائی کا حکم جاری کیا۔ آپ سرہند تشریف لے گئے

شادی و اولاد: آپ کے سات لڑکے اور تین لڑکیاں ہوئیں۔ لڑکوں کے نام حسب ذیل ہیں

حضرت خواجہ محمد صادق، حضرت خواجہ محمد سعید، حضرت خواجہ محمد معصوم، حضرت خواجہ محمد فرخ نے پندرہ سال کی عمر میں انتقال فرمایا، حضرت خواجہ محمد عیسیٰ نے آٹھ سال کی میں وفات پائی، حضرت خواجہ محمد اشرف نے دو سال کی عمر میں وفات پائی، حضرت خواجہ محمد یحییٰ۔

آپ کی لڑکیوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

بی بی رفعیہ بانو، بی بی خدیجہ بانو، بی بی کلثوم، تینوں صاحبزادیوں کا بچپن میں انتقال ہوا۔

وصال: آپ ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو جوار رحمت میں داخل ہوئے۔ مزار فیض آثار سرہند مرجع خاص و عام ہے۔

خلفاء: آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم آپ کے سجادہ نشین ہیں آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں۔

مولانا میر محمد نعمان اکبر آبادی، مولانا شیخ عبدالہادی بدیوانی، مولانا شیخ طاہ لاہوری، مولانا صادق کابلی، شیخ بدیع الدین، سہارن پوری، مولانا یوسف سمرقندی، شیخ ہ استنبولی۔

سیرت پاک: آپ جامع علوم شریعت و طریقت تھے۔ آپ نے دقائق علیہ و ادا مرضیہ اور احوالِ شریفہ حاصل کئے۔ آپ کو نسبت مرادیت و محبوبیت حاصل تھی۔ آپ سنت رسول کے سخت پابند تھے۔ ترک و تجرید، عبادت و مجاہدہ، صبر و شکر، حلم و تواضع، زہد و ور

توکل وقناعت، تسلیم ورضا میں یگانہ عصر تھے۔نعمت حاصل ہونے پر شکر اور تکلیف پہنچنے پر صبر کرتے تھے۔آدھی رات کو بیدار ہوتے اور عبادت میں مشغول ہوتے۔نماز تہجد پابندی سے پڑھتے۔

علمی ذوق: آپ ایک بڑے عالم بھی تھے۔آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں آپ کی مشہور کتب حسب ذیل ہیں۔

اثبات النبوت، رسالہ ردِّ روافض، شرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ، تعلیقات عوارف، رسالہ علم حدیث، رسالہ خواجگان نقشبند، رسالہ تہلیلہ، رسالہ مکاشفات غیبیہ، رسالہ آداب المریدین، مبدٴ ومعاد، معارفِ لدینہ۔

کتابوں کے علاوہ آپ کے خطوط ہیں جن کی تعداد چھ سو چونتیس بتائی جاتی ہے۔

عقائد: آپ تعلیم دین کو تلقین سلوک کے مقابلہ میں بہتر سمجھتے تھے۔نبوت کو ولایت سے افضل جانتے تھے۔تمام اولیاء پر اصحاب کبار کو فضیلت دیتے۔طریقہ نقشبندیہ کو اور طریق پر فوقیت دیتے تھے۔صحو کو سکر سے بہتر جانتے تھے۔ذکر جہر کو خلاف ادب سمجھتے تھے۔چلہ کشی آپ کے نزدیک بے ضرورت اور خلاف سنت ہے۔آپ قبروں کو سجدہ کرنا ناجائز سمجھتے تھے۔اور قبروں کا طوائف کرنا اور بوسہ دینا آپ کے نزدیک مکروہ ہے۔زیارت قبور کو مستحسن اولیاء اللہ سے مدد چاہنے کو درست اور ایصال ثواب، عبادات مالی اور بدنی کو جائز قرار دیتے تھے۔سماع، رقص، صنذل اور چراغاں عرس کو منع فرماتے تھے۔

تعلیمات: آپ کی تعلیمات عارفانہ ہیں۔

شریعت، طریقت، حقیقت: آپ فرماتے ہیں۔

"حقیقت سے مراد شریعت کی حقیقت ہے نہ یہ کہ حقیقت شریعت سے جدا ہے طریقت سے مراد وہ راستہ ہے جو شریعت کی حقیقت تک پہنچانے والا ہے۔نہ کہ شریعت اور حقیقت سے کوئی الگ امر ہے۔پس شریعت کی حقیقت تک پہنچنے سے پہلے پہلے صرف

شریعت کی صورت حاصل ہوتی ہے۔ شریعت کی حقیقت تب معلوم ہوتی ہے۔ جب نفس اطمینان کے مقام پر پہنچ جائے۔ اور درجہ ولایت حاصل کرے۔ نفس کے ولایت اطمینان کے درجے تک پہنچنے سے پہلے ایمان کی صورت حاصل ہوتی ہے اور اطمینان حاصل ہونے کے بعد ایمان کی حقیقت۔ (معارف لدینہ اردو ترجمہ، ص ۳۱)

موجودیت: آپ فرماتے ہیں۔

طالب کو چاہیے کہ اندرونی و بیرونی باطل معبودوں کی نفی کی کوشش کرے اور معبود حقیقی کے اثبات کے لئے جو کچھ اس کے وہم و خیال میں آئے اور اسے بھی برطرف کر دے۔ صرف اس کی موجودیت پر اکتفا کرے۔ اگرچہ اس مکان میں وجود کی بھی گنجائش نہیں اسے وجود کے علاوہ تلاش کرنا چاہیے۔ (مبدو معاد اردو ترجمہ ص ۱۱)

ترک دنیا: آپ فرماتے ہیں کہ

''سعادت مند وہ آدمی ہے جس کا دل دنیا سے سرد ہو گیا ہو اور حق سبحانہ کی محبت کی گرمی سے گرم ہو گیا ہو۔ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے اور اس کا ترک کرنا تمام عبادتوں کا سردار، کیوں کہ دنیا حق تعالیٰ کی مغضوبہ ہے اور جب سے اس کو پیدا کیا ہے اس کی طرف دیکھا نہیں۔ دنیا اور دنیا دار طعن و ملامت کے داغ سے داغ دار رہے۔

''جب ذاکر بلکہ اس کے وجود کا ہر ایک رونگٹا اللہ کے ذکر سے پر ہے تو وہ اس وعید سے خارج ہے اور دنیا داروں کے شمار میں نہیں۔ کیوں کہ دنیا وہ چیز ہے جو دل کو حق تعالیٰ کی طرف سے ہٹائے رکھے اور اس کے غیر کے ساتھ مشغول کر دے۔ خواہ وہ مال و اسباب ہو خواہ جاہ و ریاست، خواہ ننگ و ناموس جو کچھ دنیا کی قسم سے ہے وہ بلائے جان ہے۔

اہل دنیا، دنیا میں ہمیشہ کے لئے تفرقے میں ہیں اور آخرت میں حسرت و ندامت والوں میں سے، دنیا کے ترک کی حقیقت سے مراد اس میں رغبت کا ترک کرنا ہے اور رغبت کا ترک کرنا اس وقت ثابت ہوتا ہے جب اس کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہو جائے۔

Marfat.com

''اوراس مطلب کا حاصل ہونا جمعیت والے لوگوں کی صحبت کے بغیر مشکل ہے۔''

سوال: ☆ یہ کس قدر بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جوانی میں توبہ کی توفیق عطا فرمائے اوراس پر استقامت بخشے۔

☆ فرصت، صحت اور فراغت کو غنیمت جاننا چاہیے اور ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے۔

☆ اہل کرم کا طریقہ ایثار یعنی غیر کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھنا ہے۔

☆ انسان مرکب ہے عالمِ خلق سے جو اس کا ظاہر ہے اور عالم امر سے جو اس کا باطن ہے۔

☆ کام کا مدار دل پر ہے اور اگر دل حق تعالیٰ کے غیر سے گرفتار ہے تو خراب اور ابتر ہے صرف ظاہری اعمال اور رسمی عبادتوں سے کچھ نہیں ہوسکتا۔

کشف وکرامات: آپ کے مرید کا ایک واقعہ ہے کہ اس کو ایک دن شیر نے جنگل میں گھیر لیا۔ اس نے آپ کو یاد کیا اور آپ سے امداد چاہی۔ آپ وہیں ظاہر ہوئے عصا ہاتھ میں تھا۔ آپ نے شیر کو بھگا دیا۔ اور پھر غائب ہو گئے۔ اس کے ساتھیوں نے اس شخص سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ تھے جو عصا لئے ہوئے آئے اور شیر کو بھگا دیا۔ اس شخص نے ان لوگوں کو بتایا کہ وہ اس کے پیر ومرشد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ تھے۔ آپ نے اپنی وفات سے قبل اپنی وفات کے متعلق لوگوں کو آگاہ کر دیا تھا۔ وقت تک بتا دیا تھا۔

گوالیار کے قلعہ میں اپنی نظر بندی کے متعلق فرما دیا تھا۔

ایک جذامی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دعا کا طالب ہوا۔ آپ نے اس کی طرف توجہ فرمائی۔ وہ اسی وقت اچھا ہو گیا۔ ایک درویش نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ حج بیت اللہ کا ارادہ ہے آپ نے کچھ سوچا اور فرمایا۔

''تو عرفات میں نظر نہیں آتا''

اس درویش نے انتہائی کوشش کی لیکن نہ جا سکا۔

Marfat.com

باب ۵۳

حضرت میاں میر

حضرت میاں میر قطب زمن ہیں۔ واقف سرّ وعلَن ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کا سلسلہ نسب اٹھائیس واسطوں سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے دادا قاضی قلندر فاروقی ایک صوفی منش بزرگ تھے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام قاضی سائیں دتا ہے۔ (سکینۃ الاولیاء، اردو ترجمہ ص ۲۰)

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ قاضی قادن کی صاحبزادی تھیں۔

بھائی: آپ کے چار بھائی تھے جن کے نام حسب ذیل ہیں۔ (سکینۃ الاولیاء ص ۲۰)

قاضی بولن، قاضی عثمان، قاضی ظاہر، قاضی محمد۔

بہنیں: آپ کی دو بہنیں تھی جن کے نام حسب ذیل ہیں۔ بی بی جمال خاتون، بی بی بادی۔ بی بی جمال خاتون رابعہ عصر تھیں۔ آپ سے بہت سی کرامات کا اظہار ہوا۔

(سکینۃ الاولیاء، اردو ترجمہ ص ۱۰۱)

ولادت: آپ کی ولادت باسعادت ''سیوستان میں جو ٹھٹھ اور بھکر کے مابین واقع ہے اور آپ کے اباؤ اجداد کا اصلی وطن ہے۔'' ۹۳۸ھ میں ہوئی۔ (سکینۃ الاولیاء ص ۱۹)

نام: آپ کا نام امیر محمد ہے۔

القاب: آپ ''میاں میر'' ''شاہ میر'' ''میاں جیو'' اور ''بالا پیر'' کے القاب سے پکارے جاتے ہیں۔

بچپن کا صدمہ: سات سال کی عمر میں والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔

تربیت: بارہ سال کی عمر میں آپ نے اپنی والدہ ماجدہ سے علم باطنی حاصل کرنا شروع

Marfat.com

لیا۔اس سے فارغ ہوکر آپ دنیا اور دنیاوی تعلقات سے کنارہ کش ہوگئے۔

تلاش حق: آپ والدہ سے رخصت ہوکر جنگلوں، بیابانوں اور باغوں میں گھوما کرتے تھے۔ تلاش حق میں آپ بے چین رہتے تھے۔ ریاضت، عبادت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔

بیعت وخلافت: آپ سیوستان کے پہاڑوں میں گھومتے گھومتے ایک دن حضرت خضرؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خضرؒ سلسلہ عالیہ قادریہ کے ایک بلند پایہ بزرگ تھے وہ بارہ مہینے پہاڑوں میں رہتے تھے مخلوق سے دور اور یاد الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ ان کے پاس ایک کوزہ اور ایک بوریا تھا اور اس کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ جاڑے کے موسم میں ایک تنور بنا کر اور لکڑیاں جمع کر کے اس تنور میں رات کو رہتے تھے۔

آپ حضرت خضرؒ سے اپنی ملاقات کا حال اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

''جب میں والد ماجدہ سے رخصت لے کر بڑے شوق سے باہر نکلا تو بے اختیار جنگل کا رخ کئے جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ میں سیوستان میں پہنچا۔ وہاں پر میں نے دیکھا کہ ایک کونے میں تنور ہے جس کا منہ ڈھکا ہوا تھا۔ جب کھول کر دیکھا تو اس میں پتھر دیکھا اور تنور گرم تھا۔ میں حیران رہ گیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ کسی بزرگ کا مقام ہے اور میں نے عہد کر لیا کہ جب تک اس بزرگ کی زیارت نہ کرلوگا۔ یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ تین روز کے بعد حضرت خضرؒ تشریف لائے میں نے جا کر سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب مع میرے نام کے دیا۔''

بعدہ آپ حضرت خضرؒ کے مرید ہوئے اور یاد الٰہی میں مشغول ہوئے اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

پیر ومرشد سے رخصت: حضرت خضرؒ نے آپ کو رخصت فرمایا اور آپ کو ہدایت فرمائی کہ ان کے پاس رہنے کی ضرورت نہیں۔ جہاں جی چاہے جائیں اور جہاں جی چاہے رہیں۔

لاہور میں آمد: آپ علوم ظاہری حاصل کرنے کے واسطے لاہور تشریف لائے بعض کا

خیال ہے کہ آپ پیر و مرشد کی وفات کے بعد لاہور میں رونق افروز ہوئے۔ لاہور میں مسجدوں میں قیام فرمایا۔ مولانا سعد اللہ کے حلقہ درس میں شامل ہوئے اور کچھ ہی مدت میں علوم معقول و منقول کلی کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔ مولانا نعمت اللہ سے بھی آپ نے علم حاصل کیا۔

آپ نے اپنی اصلی حالت کا کسی کو پتہ نہیں دیا اس کے بعد سے آپ کا یہ طریقہ تھا کہ دن میں بزرگان دین کے مزارات پر جاتے اور مزارات سے فیوض و برکات حاصل کرتے۔ پھر باغوں، جنگلوں اور غیر آباد مقامات پر جا کر یاد حق میں مشغول ہوتے۔

سرہند میں قیام: لاہور میں کچھ عرصہ رہ کر آپ سرہند تشریف لے گئے۔ سرہند میں آپ بیمار ہو گئے۔ گھٹنے کے درد کی شکایت پیدا ہوئی۔ حاجی نعمت اللہ سرہندی نے آپ کی بہت خدمت کی۔ آپ نے ان کی خدمت اور تیمارداری سے خوش ہو کر ان کو ایک ہی ہفتہ میں درجہ کمال کو پہنچا دیا۔

بیماری کی حالت میں آپ ایک دن غوث الاعظم میراں محی الدین حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی روح پر فتوح کی طرف رجوع ہوئے۔ غوث الاعظم اور حضرت خضر علیہ السلام آپ کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے حضرت غوث الاعظم سے صحت کی درخواست کی۔ حضرت غوث الاعظم نے اپنا ہاتھ آپ کے جسم پر پھیرا۔ اور پانی کا ایک پیالا دے کر اس کے پینے کی تاکید فرمائی۔ آپ تندرست و توانا ہو کر خدا تعالیٰ کا شکر بجالائے۔

لاہور میں سکونت: ایک سال کے قریب سرہند میں رہ کر آپ لاہور واپس تشریف لائے اور باغبانوں کے محلے میں مستقل سکونت اختیار کی (سکینۃ الاولیاء ص ۶۲)

آپ عبادت و ریاضت، مجاہدہ، تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت میں مشغول رہتے۔ لوگوں کو راہ حق دکھاتے، آپ کا فیض عام تھا، بہت سے لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔

سلاطین کی بازیابی: آپ کے کمالات کا شہرہ سن کر شہنشاہ جہانگیر کو آپ سے ملنے کا شوق

ہوا۔ لاہور سے چلنے کے بعد اس نے ایک شخص کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور یہ پیغام بھیجا کہ لاہور سے روانہ ہونے کے بعد آپ کا نام معلوم ہو سکا۔ اگر لاہور میں ہوتا تو وہ خود حاضر خدمت ہوتا اب آپ خود ہی از راہ نوازش اس کے پاس تشریف لے آئیں۔

آپ نے جہانگیر کی درخواست منظور فرمائی۔ جہانگیر نے آپ کی بہت آؤ بھگت کی۔ بہت دیر تک بات چیت ہوتی رہی۔ جہانگیر آپ سے بہت متاثر ہوا۔

اور اسی حالت میں آپ سے عرض کیا کہ۔

''جو کچھ سلطنت کا زر و مال اور جواہر وغیرہ ہے وہ میری نظر میں اینٹ پتھر کے برابر ہے۔ اگر آپ توجہ فرما دیں تو میں دنیاوی تعلقات کو چھوڑ دوں۔''

آپ نے یہ سن کر جہانگیر سے فرمایا۔

''تم پہلے اپنے جیسا خلقت کی نگہبانی کے لئے کوئی شخص مہیا کر لو۔ پھر میں تمہیں اپنے ساتھ لے جا کر مشغول کروں گا۔''

جہانگیر یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ اس نے آپ سے عرض کیا کہ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو فرمائیں۔ آپ نے بادشاہ سے وعدہ لیا کہ جو طلب کریں گے وہ دے گا۔ جہانگیر نے کہا ہاں ضرور دوں گا۔

آپ نے فرمایا: ''تو بس یہی چاہتا ہوں کہ مجھے رخصت دو'' جہانگیر نے آپ کو نہایت عزت و احترام سے رخصت کیا۔

شہنشاہ شاہجہاں دو مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے شاہجہاں کو نصیحت فرمائی کہ۔

''عادل بادشاہ کو اپنی رعیت اور سلطنت کی خبر گیری کرنی چاہیے اور اپنی تمام ہمت اپنی تمام ولایت کو آباد کرنے میں صرف کرنی چاہیے کیونکہ اگر رعیت آسودہ حال اور ملک آباد ہے تو سپاہ آسودہ اور خزانہ پُر ہوگا۔'' (سکینۃ الاولیاء ص ۳۷)

Marfat.com

شاہجہاں آپ سے مل کر اتنا متاثر ہوا کہ اکثر کہا کرتا تھا کہ۔

''ہم نے ترک وتجرید میں حضرت میاں جیو جیسا کوئی درویش نہیں دیکھا۔''

دوسری مرتبہ جب شاہجہاں آپ سے ملنے آپ کے در دولت پر گیا تو شال دستار اور کھجوروں کی تسبیح اپنے ہمراہ لے گیا۔ جب اس نے وہ دونوں چیزیں آپ کو نذر کیں، تو آپ نے دستار واپس کر دی اور تسبیح قبول فرمائی۔ وہ تسبیح قبول تو کر لی لیکن بعد ازاں اسے ایک مرید کو دیدی۔

آپ بادشاہ سے بات چیت کرتے جاتے تھے اور لونگ پکا کر پھینکتے جاتے تھے شیخ محمد لاہوری وہ لونگیں اٹھا کر کھا لیتے تھے۔ شیخ محمد لاہوری نے شاہجہاں کے جانے کے بعد آپ سے دریافت کیا کہ مجلس کیسی گزری آپ نے جواب دیا کہ

''بادشاہ فرد کامل اور مظہر خاص ہوتے ہیں لیکن ان کی آمد ورفت اور بات چیت سے مجھ میں کسی طرح کا فرق نہیں آیا۔ کیونکہ میں جس کام میں مشغول تھا اسی میں مشغول رہا.....'' (سکینۃ الاولیاص ۴۰)

وصیت: آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ

''وفات کے بعد مجھے شورہ زمین میں دفن کرنا، تا کہ میری ہڈیوں تک کا نام ونشان باقی نہ رہے اور نہ ہی قبر کی صورت بنانا کیونکہ کہ

صورتے در قبر بعد از مرگ ویراں خوشتر است
نیستی مانند من باخاک یکساں خوشتر است

(سکینۃ الاولیاء ص ۵۱)

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ

''میری ہڈیوں کو نہ بیچنا، اور میری قبر پر دوسروں کی طرح دوکان نہ بنالینا۔''

وفات: آپ نے ۱۷ ربیع الاولی ۱۰۴۵ھ کو اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ

Marfat.com

فرمایا۔مزار فیض آثار لاہور میں مرجع خاص وعام ہے۔

مرید: آپ کے مریدوں کی تعداد کافی ہے، خاص خاص حسب ذیل ہیں۔

حاجی نعمت اللہ، میاں نتھا شاہ، حاجی مصطفیٰ سرہندی، ملا حامد، گجر، ملا روحی مسمی بہ ابراہیم، ملا خواجہ کلاں، حاجی صالح کشمیری، ملا شاہ صاحب، شیخ عبدالغنی، میاں محمد مراد، میرزا مداری عبد الرحمٰن، شیخ عبدالواحد، محمد شریف، ملا ابا بکر، ملا عیسیٰ سیالکوٹی، سید اشرف۔

(سکینۃ الاولیا ص ۱۰۳، ۱۲۷)

سیرت: آپ تقویٰ، ورع، ترک، تجرید، تفرید، سیر وسلوک، فتوح، کشایش اوضاع و افعال واقوال اور اشغال میں ممتاز تھے۔آپ شریعت حقیقت اور طریقت سے آراستہ تھے۔آپ حقائق ومعارف کی وہ باتیں بیان فرماتے جو پہلے نہیں سنی گئیں تھی۔آپ کل خوبیاں، حوصلہ، استغراق، استغناء، فنا، وقت کی محافظت، احوال کا چھپانا، توحید معارف، دلوں کا کھولنا، مریدوں پر مہربانی کرنا، امتیازی شان رکھتی تھی۔

آپ کی تجرید کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ عصا لے کر دو تین قدم چلے ہوں گے کہ عصا پھینک دیا اور فرمایا۔

''وہ شخص عصا پر کیوں سہارا لے جس نے حق سبحانہ تعالیٰ کا سہارا لیا ہے۔''

آپ کے توکل کا یہ حال تھا کہ رات کے وقت کوزے کا پانی پھینک دیتے تھے لوگوں سے الگ رہنا پسند فرماتے تھے۔رات کو سوتے نہیں تھے۔شروع شروع میں ایک سانس لے کر رات گزار دیتے تھے۔پھر جب ضعیف ہو گئے تو چار سانس لے کر رات گزار دیتے تھے۔آپ بہت کم لوگوں کو مرید کرتے تھے۔

آپ کے فقر وفاقہ کا یہ حال تھا کہ کئی کئی روز تک بھوکے رہتے تیس سال تک آپ کے یہاں کچھ نہ پکا۔آپ کی خوراک بہت کم تھی۔ہر وقت استغراق کی حالت میں رہتے تھے۔

آپ کا لباس سادہ ہوتا تھا۔خرقہ اور مرقع زیب تن نہیں فرماتے تھے۔ایک

Marfat.com

معمولی کپڑے کی پگڑی سر پر رکھتے تھے۔اور موٹے کپڑے کا کرتہ پہنتے تھے۔

آپ کے گھر میں ایک پرانا بوریا بچھا رہتا تھا۔دنیا اور دنیاوی چیزوں سے کسی قسم کا لگاؤ نہیں تھا۔

فرائض، سنن موکدہ، اور تہجد پابندی سے ادا کرتے تھے۔ان کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں ادا کرتے تھے۔رمضان کے روزوں کے علاوہ اور کوئی روزہ نہیں رکھتے تھے۔آپ کے ہاتھ میں تسبیح نہیں ہوتی تھی۔

آپ کو سماع کا شوق تھا، لیکن سماع میں وجد اور رقص نہیں کرتے تھے۔

تعلیمات: آپ کی تعلیمات حسب ذیل ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ۔

خطرہ: جس طرح ظاہر میں یہ بات ہے کہ جب تک جنبی شخص کا ایک بال بھی خشک رہ جائے تو جنابت قائم رہی ہے اور پاک نہیں ہوتا اسی طرح خواہ اس نے تمام تعلقات کو چھوڑ دیا ہو اگر اس کے دل میں ایک خطرہ بھی باقی ہے تو بھی وہ تعلقات سے پاک نہیں ہوا اور جنابت باطنی بھی باقی ہے۔(سکینۃ الاولیاء ص ۲۹، ۳۰)

نکتہ: ایک روز چند عالم آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ التعظیم لا مر الله والشفقة علی خلق الله : امر الٰہی کی تعظیم اور خلق خدا پر شفقت ضروری ہے۔کا مسئلہ زیر بحث تھا، آپ نے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ:

''امر سے مراد روح ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔

'' قل الروح من امر ربی ''

''پس اس کی تعظیم یہ ہے کہ اسے یاد الٰہی سے غافل نہ رکھا جائے اور خطرات کو دور کیا جائے اور خلق سے مرادِ خلقت ہے یعنی اپنے اعضاء پس ان پر شفقت یہ ہے کہ ان سے کوئی فعل ناجائز اور خلاف شرع ظہور میں نہ آئے اور دنیاوی لذتوں سے آسودہ نہ کرے، تا

Marfat.com

کہ وہ آخرت کے عذاب میں گرفتار نہ ہوں۔''

دو طریقے: آپ فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کے دو طریقے ہیں۔

اول، جذبہ: کہ اللہ تعالیٰ یکبارگی بندہ کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اس کو واصل بنا دیتا ہے اور دوسرا سلوک: جو ریاضت، مجاہدے اور کسی بزرگ کا دامن پکڑنے سے اللہ تعالیٰ تک پہنچے۔''

(سکینۃ الاولیاء ص ۴۰)

سالک: آپ فرماتے ہیں کہ

سالک کے لئے سلوک میں پہلا مرتبہ شریعت ہے۔ طالب کے لئے ضروری ہے کہ اس کے حفظ مراتب کی کوشش کرے اور جب کوشش سے اس مرتبہ کو قائم کرے گا تو شریعت کے ادائے حقوق کی برکت سے اس کے دل میں طریقت کی خواہش خود بخود پیدا ہو جائے گی اور جب طریقت کے حقوق کو بھی اچھی طرح سے ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ بشریت کے حجاب اس کی دلی آنکھوں سے دور کر دے گا۔ اور حقیقت کے معنی اس پر منکشف ہو جائیں گے۔ جو روح کے متعلق ہیں۔''

اقوال: ☆ حق کی طلب آسان نہیں جب تک تم اس کی طلب میں یگانہ نہ ہو جاؤ گے اسے نہیں پا سکو گے۔

☆ جس کا اللہ ہو وہ فقیر نہیں۔

☆ کامل صوفی وہ ہے کہ جس کی نظر میں پتھر اور جواہر یکساں ہوں۔

☆ صوفی جب کامل ہو جاتا ہے اور اس کا دل خطرے سے پاک ہو جاتا ہے تو اسے کوئی چیز ضرر نہیں دے سکتی۔

☆ شریعت کے معاملات کی نگہداشت مرتبہ طریقت کے حصول کا سبب ہے اور طریقت بری خصلتوں سے باطن کو پاک کرنے اور مرتبہ حقیقت کے ادراک کا موجب ہے۔ اور

Marfat.com

حقیقت کیا ہے؟ وجود کو فال بنانا اور دل کو ماسوا اللہ سے خالی کرنا۔

☆ انسان تین چیزوں۔ نفس، دل اور روح کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی اصلاح خاص چیز سے ہوتی ہے۔ چنانچہ نفس کی اصلاح شریعت سے دل کی طریقت سے اور روح کی حقیقت سے۔

☆ صوفی وجد کی حالت میں ہوتا ہے تو اپنی ہستی سے خالی ہوتا ہے اور بقائے حق سے باقی۔

☆ اولیاء کی موت ان کے نفس کا مرنا ہے اور جب ان کا نفس مر جاتا ہے تو پھر وہ ابدالآباد تک زندہ ہی رہتے ہیں۔

☆ اولیاء اللہ کا تصرف زندگی میں اور موت کے بعد یکساں ہوتا ہے، بلکہ مرنے کے بعد زیادہ اور بہتر ہوتا ہے۔

کرامات: آپ فرماتے ہیں کہ

خوارق دو قسم کے ہوتے ہیں: ایک اختیاری دوسرے اضطراری۔

ایک روز آپ نولکھا باغ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ اس درخت سے پوچھو کہ کون سی تسبیح پڑھتا ہے جب اس سرس کے درخت سے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ ''یا نافع'' کہتا ہوں۔ (سکینۃ الاولیاء ص ۱۷)

آپ کے ایک خادم غیاث الدین کے یہاں کوئی بچہ نہیں ہوا۔ اس نے دوسری شادی کرنا چاہی۔ آپ نے منع فرمایا اور اس کو یہ خوش خبری دی کہ اس کے یہاں کئی لڑکے پیدا ہوں گے۔

چنانچہ اسی بیوی سے دس بچے پیدا ہوئے (سکینۃ الاولیاء ص ۸۹)

Marfat.com

باب ۵۴

حضرت شاہ بلاول

حضرت شاہ بلاول قبلہ اہل تحقیق ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کے اباؤ اجداد ہرات کے رہنے والے تھے شہنشاہ ہمایوں کے ہمراہ ہرات سے ہندوستان آئے وہ شیخوپورہ میں آباد ہوئے۔آپ کے دادا سید عیسیٰ ایک با کمال بزرگ تھے۔(محبوب الواصلین)

والد: آپ کے والد کا نام سید عثمان ہے۔

ولادت: آپ ۹۷۲ھ میں شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا نام سید بلاول ہے۔

تعلیم وتربیت: آپ کے دادا نے تعلیم حاصل کرنے کے واسطے آپ کو لاہور بھیجا لاہور میں آپ نے شیخ فتح محمد سے تعلیم حاصل کی تھوڑے عرصے میں آپ تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہوئے۔

بیعت وخلافت: ایک دن دریا کے کنارے آپ کی حضرت شیخ شمس الدین سے ملاقات ہوئی انہوں نے فرط محبت سے آپ کا ہاتھ پکڑا اور آپ کو ان کی صحبت میں رہنے کی تاکید کی اور آپ سے فرمایا کہ:

''تمہارا حصہ میرے پاس ہے وہ امانت ہے۔اس کو مجھ سے لو۔''

آپ حضرت شیخ شمس الدین کے مرید ہوئے۔ وہ مرید اور خلیفہ حضرت شیخ ابواسحٰق کے تھے اور حضرت شیخ ابواسحٰق مرید اور خلیفہ حضرت شیخ داؤد جہنی وال کے تھے کچھ دن بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔(سفینۃ الاولیاء، فارسی ص ۱۹۸)

Marfat.com

وفات: آپ نے ۲۸ شعبان ۱۰۴۲ھ کو وفات پائی اور آپ کا مزار اسی موضع میں لاہور کے قریب ہے جس میں آپ رہتے تھے۔ (سفینۃ الاولیاء فارسی ص ۱۹۹)

سیرت: آپ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے اور زہد اور ورع میں امتیازی شان رکھتے تھے آپ کے چہرے سے آثار ریاضت نمایاں تھے۔ ابتداء میں آپ کو جلال بہت تھا۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ کے پیر و مرشد دریا کے کنارے ایک پیڑ کے نیچے سو رہے تھے اور آپ برابر میں کھڑے تھے۔ ایک شخص آیا اور لکڑیاں توڑنے لگا آپ نے منع کیا کہ جب ان کے پیر و مرشد جاگ جائیں تب پیڑ پر چڑھنا اور لکڑیاں توڑنا۔ وہ شخص نہ مانا آپ کو اس کی حرکت پر غصہ آیا۔ آپ نے جو اس کی طرف غور دیکھا وہ شخص پیڑ سے نیچے گرا اور فوراً مر گیا۔

تھوڑی دیر بعد آپ کے پیر و مرشد بیدار ہوئے۔ اس شخص کو مرا ہوا دیکھ کر سب حال پوچھا۔ آپ نے جو کچھ ہوا تھا وہ سب اپنے پیر و مرشد کے گوش گزار کیا آپ کے پیر و مرشد نے سن کر فرمایا کہ یہ اچھی بات نہیں کہ جو اپنے کو فقیر کہتے ہیں وہ غصہ کریں۔ جلالی کیفیت سے باز آنے کی یہ ترکیت ہے کہ ایک حجرے میں تن تنہا رہ کر قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول رہو۔ چنانچہ کئی سال آپ ایک حجرے میں رہے اور تلاوت قرآن پاک میں مصروف رہے۔

آپ کی پوشاک مکلّف ہوتی تھی آپ کا لنگر عام تھا۔ آپ کی مرغوب غذا چولائی کا ساگ تھا۔ رات کو تین قرآن ختم کرتے۔ لوگ پانی کا کوزہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ اس پر کچھ پڑھ کر دم کرتے۔ وہ پانی مریضوں کو پلایا جاتا بہت سے مریض آپ کی برکت سے اچھے ہوئے۔ (سفینۃ الاولیاء، فارسی ص ۱۹۹)

کرامات: ایک چور بہ نیت چوری آپ کے باورچی خانہ میں داخل ہوا داخل ہوتے ہی اندھا ہو گیا۔ صبح ہونے پر آپ نے داروغہ باورچی خانے سے فرمایا کہ ایک شخص باورچی

Marfat.com

خانہ میں چھپا بیٹا ہے اس کو دونا حصہ دو کہ وہ رات سے بھوکا ہے۔ جب وہ شخص آپ کے سامنے لایا گیا معافی کا خواستگار ہوا۔ مرید ہوا اور اس کو دکھائی دینے لگا۔

ایک مرتبہ آپ کا ایک مرید شیخ ابو طالب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ بارش نہ ہونے سے فصل خراب ہونے کا اندیشہ ہے وہ دعا کا طالب ہوا آپ نے دعا کی۔ اس کے علاقے میں خوب بارش ہوئی۔

Marfat.com

باب ۵۵

حضرت سیدنا شاہ امیر ابوالعلیٰ

حضرت سیدنا شاہ امیر ابوالعلیٰ قطب دوراں تھے۔

خاندانی حالات: آپ کے دادا حضرت خواجہ امیر عبدالسلام مع اہل وعیال کے سمرقند سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے اور نریلہ میں جو دہلی سے کچھ دور واقع ہے قیام فرمایا حرمین شریفین کی زیارت کے قصد سے وہ نریلہ سے مع متعلقین فتح پور سیکری آئے۔ یہاں سے آگے جانا چاہتے تھے کہ شہنشاہ اکبر نے ان سے فتح پور سیکری میں رہنے کی درخواست کی۔ وہ راضی ہو گئے۔ اور فتح پور سیکری میں رہنے لگے۔ کچھ عرصے فتح پور سیکری میں قیام فرما کر وہ حج کے لئے روانہ ہو گئے وہیں ان کا وصال ہوا۔

والد ماجد: آپ کے پدر بزرگوار کا نام امیر ابوالوفا ہے بعارضہ درقولنج ان کا وصال فتح پور سیکری میں ہوا اور دہلی میں ان کو سپرد خاک کیا گیا۔ (اسرار بوالعلیٰ ص ۹)

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خواجہ محمد فیض المعروف بہ خواجہ فیض کی دختر نیک اختر تھیں۔ حضرت خواجہ محمد فیض بردوان میں ناظم کے عہدہ پر فائز تھے۔

حسب ونسب: آپ والد ماجد کی طرف سے حسینی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے احراری ہیں۔

پیدائش: آپ کی ولادت باسعادت نریلہ میں ۹۹۰ھ میں ہوئی (اسرار ابوالعلی ص ۳)

نام: آپ کا نام نامی اسم گرامی امیر ابوالعلی ہے۔

بچپن کے صدمات: ابھی آپ کم سن ہی تھے کہ آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا آپ اپنے شفیق دادا حضرت امیر عبدالسلام کی شفقت سے بھی محروم ہوئے۔ آپ کے دادا حرمین شریفین کی زیارت کے لئے گئے تھے۔ وہیں ان کا وصال ہوا۔

Marfat.com

تعلیم وتربیت: آپ کے دادا نے بیت اللہ شریف جاتے وقت آپ کو حضرت خواجہ محمد فیض کے سپرد فرمایا تھا۔ حضرت فیض بردوان میں ناظم تھے۔ وہ آپ کو اپنے ہمراہ بردوان لے گئے۔ انہیں کی نگرانی میں آپ کی تعلیم وتربیت ہوئی۔ آپ بہت جلد تحصیل علوم وفنون سے فارغ ہوئے جملہ علوم ظاہری وکمالات باطنی میں ماہر ہوئے۔ فن سپہ گری میں بے مثل ثابت ہوئے۔

نانا کا وصال: ابھی آپ جملہ علوم وفنون متداولہ سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ آپ کے نانا حضرت محمد فیض المعروف بہ خواجہ فیضی نے ایک مہم میں جام شہادت نوش فرمایا۔

عہدہ نظامت: آپ کے نانا حضرت خواجہ فیضی کے کوئی لڑکا نہیں تھا راجہ نان سنگھ نے آپ کی یگانگت، مناسبت، لیاقت وقابلیت دیکھ کر آپ کے نانا کے عہدے پر آپ کا تقرر کر کے بادشاہ سے پروانہ تقرری حاصل کر لیا اب آپ اپنے نانا کے بجائے عہدہ نظامت پر متکمن ہوئے منصب سہ ہزاری ذات وسوار سے ممتاز ہوئے۔

اشارت پر بشارت: ایک شب آپ نے تین بزرگوں کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں۔

''اے سید ابوالعلی! یہ کیا وضع اختیار کی ہے، اس کو قطع کرو چھوڑو'

ہماری طرح اختیار کرو۔ اگر فکر معیشت ہے تو

اللہ نور السموات والارض

(اللہ روشن کرنے والا ہے آسمان اور زمینوں کو)

کو سمجھو۔ کوئی خطرہ یا اندیشہ دل میں نہ لاؤ۔'' (اسرار ابوالعلیٰ ص ۱۱)

اس کے بعد ان بزرگوں میں سے ایک نے استرہ لیا اور آپ کے سر کے بال تراشے دوسرے بزرگ نے آپ کو کفنی پہنائی اور تیسرے بزرگ نے آپ کے سر پر عمامہ رکھا۔

کایا پلٹ: دوسرے دن صبح کو آپ نے حجام کو بلا کر سر کے بال ترشوائے، پیرہن پہنا، دنیا

سے اپنے آپ کو بیزار پایا کسی کام میں آپ کا جی نہیں لگتا تھا اب آپ نے عہدہ نظامت سے سبکدوش ہونا چاہا۔ راجہ مان سنگھ نے آپ کا استعفیٰ منظور نہیں کیا۔ راجہ مان سنگھ نے آپ سے کہا کہ چونکہ ایک مہم درپیش ہے اس لئے ان کا استغاء اس کا حفظ ماتقدم و پیش و پیش ہے۔ راجہ مان سنگھ نے آپ کو یہ بھی یقین دلایا کہ اگر وہ ترقی چاہتے ہیں تو ترقی بھی ممکن اور اگر اضافہ منصب چاہتے تو وہ بھی کچھ دشوار نہیں۔

مہم میں شرکت: آپ راجہ مان سنگھ کا بہت خیال فرماتے تھے، چونکہ وہ آپ کے نانا کے پرانے رفقاء و دوستوں میں سے تھے، آپ امیر لشکر ہو کر جنگ میں شریک ہوئے، مینا پور کے میدان میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آپ کی فتح ہوئی۔ (ابرار ابوالعلی ص ۱۳)

دوسرا خواب: کامیاب و کامراں آپ بردوان پہنچے۔ بردوان پہنچ کر آپ نے پھر ایک خواب دیکھا اس خواب میں آپ چار بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ان چار بزرگوں میں تین بزرگ تو وہی تھے جن کو آپ نے پہلے خواب میں دیکھا تھا چوتھے بزرگ جن کو اس مرتبہ آپ نے دیکھا پیکر نور تھے۔ ان کا چہرہ مبارک آفتاب سے زیادہ روشن اور ماہتاب سے زیادہ منور تھا۔ ان بزرگوں نے آپ سے فرمایا کہ۔

''اے فرزند دل بند، نور بصر بلند اختر، اپنا طریقہ آبائی اختیار کرو'' (اذکار الاحرار)

آپ کو ان بزرگوں کے نام جن کو آپ نے پہلے اور دوسرے خواب میں دیکھا خاص خاص لوگوں کے علاوہ اور کسی سے ظاہر نہیں کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ۔

''جن کی زیارت پیشتر خواب میں حاصل ہوئی، میں ان سے بے علم تھا ہاں دوبارہ جب زیارت سے فیض یاب و مشرف ہوا تو آگاہ ہوا کہ جن بزرگ کا چہرہ مبارک نورانی ہے، آفتاب سے زیادہ مجلیٰ اور ماہتاب سے زیادہ منور تھا وہ لاریب جناب رسالت مآب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور وہ تین بزرگ جو خواب اول و دویم میں تشریف لائے ان میں سے جن بزرگوں نے میرے سر کے

Marfat.com

بال تراشے وہ امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے۔ اور دو صاحبزادگان حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کربلا تھے۔"

تبدیلی: اس خواب کے بعد آپ دنیا سے بہت دل برداشتہ ہو گئے۔ آپ عہدہ نظامت سے سبک دوش ہونا چاہتے تھے اور دنیا سے کنارہ کش۔

آگرہ کو روانگی: ابھی آپ برودوان ہی میں تھے کہ شہنشاہ اکبر کے انتقال کی خبر پہنچی۔ جہانگیر نے تخت پر بیٹھتے ہی یہ فرمان جاری کیا کہ سب امراء و ناظم دربار میں حاضر ہوں تا کہ ان کی قابلیت، لیاقت و وجاہت کا اندازہ ہو سکے۔

آپ تو خود ہی برودوان سے جانا چاہتے تھے۔ اسی شاہی فرمان کو تائید غیبی سمجھا اور آگرہ روانہ ہو گئے۔ راستے میں میز پڑتا تھا۔ آپ نے میز میں کچھ دن قیام کیا وہاں ایک بزرگ رہتے تھے۔ جو حضرت شیخ یحییٰ میزیؒ کی اولاد سے تھے۔ ان بزرگ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا:

"آؤ شاہ اعلیٰ آؤ، مرحبا جزاک اللہ یہ تم نے خوب کیا کہ دنیا کو چھوڑ دیا۔

الدنیا جیفة و طالبها کلاب،

(دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے)

پہتے تو جیفہ پر گوشت بھی تھا اور اب سوکھی ہڈی باقی ہے۔" (اسرار ابوالعلی ص ۱۵)

میز سے روانہ ہو کر آگرہ پہنچے۔ شہنشاہ جہانگیر سے ملاقات ہوئی۔ جہانگیر آپ کے جمال و کمال سے بہت متاثر ہوا۔ آپ بلا روک ٹوک شاہی دربار میں آنے جانے لگے۔

ایک واقعہ: ایک دن کا واقعہ ہے کہ ساقی نے شہنشاہ جہانگیر کو جام پیش کیا۔ جہانگیر نے اپنے ہاتھ سے وہ جام آپ کو دیا۔ آپ نے بہ پاس ادب جام لے تو لیا لیکن وہیں پھینک دیا۔ جہانگیر نے دوسرا جام آپ کو دیا۔ آپ لے کر پھر پہلے کی طرح پھینک دیا۔ جہانگیر

Marfat.com

تاب نہ لا سکا۔ نشہ کی حالت میں آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

''یہ خود نمائی یہ بے اعتنائی، افو! کیا تم غضب سلطانی سے نہیں ڈرتے''

آپ نے شہنشاہ جہانگیر کو جواب دیا۔

''غصہ سلطانی سے نہیں ڈرتا۔ قہر ربانی سے ڈرتا ہوں''

ترک دنیا: آپ اپنے مکان پر تشریف لائے۔ اپنا مال و متاع تقسیم کر دیا۔ نقد و جنس میں سے اپنے پاس کچھ نہیں رکھا۔ جہانگیر نے ہر چند آپ کو بلایا لیکن آپ نہیں گئے۔

شرف زیارت: اسی دن جب آپ مراقبہ میں تھے آپ نے دیکھا کہ امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصورت مثالی تشریف لائے ہیں اور آپ سے فرماتے ہیں:

''اے فرزند ارجمند! کشود کار تمہارا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ سے مقدر ہے تساہل اس قدر کیوں ہے۔ اٹھو اجمیر جاؤ دیر نہ لگاؤ، حصہ اپنا پاؤ۔'' (اسرار ابوالعلی ص ۱۷)

دربار غریب نواز میں: اس فرمان کے پاتے ہیں آپ نے جو کچھ باقی مال و متاع آپ کے پاس تھا اس کو بھی راہ خدا میں لٹا دیا۔ چادر اوڑھ کر اور سفید تہہ بند باندھ کر اجمیر روانہ ہوئے۔ دہلی پہنچ کر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اور حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے مزارات پر حاضر ہوئے اور ان بزرگوں کے روحانی فیوض سے مستفیض ہوئے۔ دہلی سے اجمیر پہنچے خواجہ غریب نواز کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز بصورت مثالی آپ سے مخاطب ہوئے۔ آپ کو سامنے بٹھا کو آپ کو توجہ عنایت فرمائی۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ مزار پر انوار کا طواف کر رہے تھے کہ حضرت خواجہ غریب نواز بصورت مثالی جلوہ گر ہوئے اور آپ کو ایک سرخ رنگ کی گولی جو تسبیح کے دانے کے برابر تھی عطا فرمائی۔ وہ گولی کھاتے ہی آپ کا قلب روشن ہوا آپ کا کام پورا ہوا خواجہ غریب نواز نے آپ کو آگرہ واپس جانے کی تاکید فرمائی۔ آپ نے بیعت کی درخواست

Marfat.com

خواجہ غریب نواز نے فرمایا۔

''تمہارے چچا امیر عبد اللہ ماشاء اللہ عبادت گزار..... موجود ہیں انہیں سے بیعت مناسب اوران ہی کی صاحبزادی سے مناکحت واجب ہے''

بیعت وخلافت: حسب فرمان خواجہ غریب نواز آپ حضرت امیر عبداللہ سے بیعت ہوئے۔آپ کے پیرومرشد حضرت امیر عبداللہ نے اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اتار کرآپ کو پہنا دی بعدازاں آپ کے پیرومرشد نے آپ کوخرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

ازواج اوراولاد: خواجہ غریب نواز کے حکم کے مطابق آپ نے اپنے چچا اور پیرومرشد حضرت امیر عبداللہ کی صاحبزادی سے شادی کی۔آپ کے دونوں لڑکے حضرت امیر فیض اللہ اور حضرت امیر نوراللہ العلیٰ زہد، متقی وپرہیز گاراور صاحب مقامات عالیہ تھے۔

وفات: آپ ۹ صفر ۱۰۲۱ھ کو جوار رحمت میں داخل ہوئے مزار فیض آثار آگرہ میں مرجع خاص وعام ہے۔بوقت وفات آپ کی عمر ۷۱ سال کی تھی۔(اسرار ابوالعلی ص ۸۷)

خلفاء: آپ کی وفات کے بعد آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت امیر نورالعلیٰ آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔

آپ کے مقتدر خلفاء حسب ذیل ہیں۔

آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت امیر فیض اللہ اور آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت امیر نورالعلا۔

حضرت خواجہ محمدی عرف خواجہ فولاد۔حضرت ملاولی محمد۔حضرت لاڈ خان۔ حضرت پیر سید کالپوری۔حضرت سید دوست محمد برہان پوری۔

سیرت مقدس: آپ صاحب نسبت اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔عبادت ریاضات، مجاہدات، ترک وتجرید، صبروتحمل، فقروفاقہ، عفوودرگزر، قناعت وتوکل میں یگانہ روزگار تھے، سخاوت، عطاوبخشش کے لئے مشہور تھے۔کمالات صوری سے آراستہ تھے علم و

Marfat.com

ظاہر و باطن میں دستگاہ حاصل تھی۔ ''رسالہ فنا و بقا'' آپ کی علمی یادگار ہے۔

تعلیمات: آپ کی تعلیمات تصوف کا بیش بہا خزانہ ہیں۔

فنا فی الافعال: آپ فرماتے ہیں۔

''سالک کا اپنے اختیار سے تمام عالم کے اختیار سے باہر آنا ہے۔ اور اس سے غرض یہ ہے کہ ایسے تمام حرکات و سکنات و افعال کہ جن کو وہ اس سے پہلے اپنے اور دوسروں کی طرف نسبت کرتا تھا اور ان کو اپنی طرف سے اور نیز دوسروں کی طرف سے جانتا تھا، ان سب کو وہ حق کی طرف نسبت کرے اور سب کو حق تعالیٰ کی طرف سے جانے اور اپنے تمام افعال کو حق کی طرف ایسے خیال کرے جس طرح کنجی کی حرکت کو ہاتھ کے ساتھ نسبت ہے اور مردہ کی جنبش کو غسل دینے والے کے ہاتھ کے ساتھ نسبت ہے۔''

(رسالہ فنا و بقاء (اسرار ابو لعلیٰ) ص ۳۰)

''کسی شے اور کسی چیز کو کسی غیر حق کی طرف نسبت نہ کرے کہ صوفیہ عالیہ کے گروہ کے نزدیک اس کا نام بھی شرک ہے۔''

فنا فی الصفات: آپ فرماتے ہیں کہ

''فنا فی الصفات سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنے تمام صفات کو و نیز دوسروں کی تمام صفات کو صفات حق جانے اور اپنی ہر صفت اور دوسروں کی ہر صفت کو کہ جس سے مراد علم اور ارادت اور مشیت اور قدرت اور سمع اور کلام وغیرہ ہے جس طرح اسے پہلے اپنی طرف اور دوسروں کی طرف نسبت کرتا تھا۔ اپنی ملکیت اور دوسروں کی ملکیت جانتا تھا۔ سب کو حق کی طرف نسبت کرے اور حق کی صفات جانے پھر کبھی اپنی طرف و نیز دوسروں کی طرف نسبت نہ کرے۔ کیونکہ یہ حالت بھی اس طائفہ عالیہ کے نزدیک شرک عظیم ہے۔ (رسالہ فنا و بقا)

فنا فی الذات: آپ فرماتے ہیں کہ۔

''فنا فی الذات سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنی ذات اور تمام عالم کی ذات کو ذات

Marfat.com

ق جانے اور دیکھے، اس سے پہلے جس طرح کہ وہ اپنی ذات اور عالم کو عالم جانتا تھا اس
رتبہ پر پہنچ کر تحقیقی طور پر جانے اور نظر کرے کہ وہ سب حق ہے اور یقین سمجھے اور خیال کرے
کہ وہ حضرت حق تعالیٰ جل شانہ نے مرتبہ اطلاق سے نزول فرما کر ان مختلف صورتوں میں اور
واع انواع شکلوں میں ظہور فرمایا۔ وہی وہ ہے اور اس کا غیر موجود نہیں۔'' (رسالہ فنا و بقا)

''اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ حدیث

نْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

کہ جو شخص اپنی حقیت کو اس طرح پہچانے کہ میں میں نہیں ہوں بلکہ حق ہے جو اس صورت پر
اہر ہوا ہے پس ایسا شخص اپنے پروردگار کو پہچان لیتا ہے۔

ور دوسری جگہ فرمایا ہے۔

رفت ربی بربی

اس سے غرض یہ ہے کہ جب تک میں اپنے آپ کو نہیں جانتا تھا میں نے حق کو نہیں
پہچانا تھا اور جب میں نے اپنے آپ کو بعد فنا حق جانا ہیں اپنی ہستی سے الگ ہو گیا۔ اس
وقت میں نے حق کو حق جانا۔

''اور جب تو خود فانی ہو جائے گا اس وقت خدا کا جلوہ تجھے نظر آئے گا لیکن اس
مرتبہ عرفان اور اس درجہ فنا کے لئے ایک خاص ترتیب ہے اور وہ ترتیب یہ ہے۔

اول: سالک کو چاہیے کہ وہ تمام عالم کو ایک آئینہ فرض کرے اور انوار جمال حق کو
ہمیشہ آئینے میں دیکھتا رہے اور اس نسبت میں ایسا محو منہمک و مقید ہو جائے کہ یہ تصور کسی لحظہ
ولمحہ دل سے دور اور آنکھ سے اوجھل نہ ہو۔

''بعدہ سالک کو چاہیے کہ اس مرتبے سے ترقی کر کے مرتبہ اعلیٰ پر پہنچے اور تمام
عالم کو حق دیکھے۔

''سالک کو چاہیے کہ وہ اس کے بعد اور ترقی کر اور اس سے زیادہ اعلیٰ مرتبہ پر

Marfat.com

پہنچے اور اپنے آپ کو تمام باقی حجابات سے دور رکھ کر اپنے وجود کی نفی کرے اور وجود حق کے اثبات میں خاص کوشش کرے اور اس سے غرض یہ ہے کہ چشم ظاہر کو پوشیدہ کر کے یہ خیال کرے کہ جس سے خود کو میں جانتا تھا وہ میں، میں نہیں ہوں، وہ حق ہے جو اس صورت میں ظاہر ہوا ہے اور اس صورت میں اس طرح کامل ہمیشگی ومحویت پیدا کرے کہ وہ اپنے آپ اور تمام عالم کو قطعی فراموش کر کے محض ذات حق دیکھے اور اسی کو حق جانے اور مانے۔

''سالک کو جاننا چاہیے کہ با خدا ہونے کے معنی اپنی ہستی سے گزر جانے اور نیست ہونے کا مطلب یہی ہے اور جملہ طالبان خدا کا مقصود ومطلوب یہی ہے ونیز تمام فقراء کی انتہاء اور اس مقام کے کمال پر پہنچ جانا فنا فی اللہ کا حاصل ہو جانا۔ یہی وجہ ہے کہ دراصل صوفی ایسے شخص کو نہیں کہتے کہ وہ چلہ کشی کرے۔ خلوتوں میں ریاضتوں میں مشغول رہے۔ بلکہ صوفی وہ ہے کہ جو اپنے آپ کو فنا کر دے اور جب صوفی اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو ان ہر سہ مقولات کے اثرات منکشف ہو جاتے ہیں۔

اقوال: ☆ قدرِ ولی کوئی نہیں جانتا، البتہ ولی اپنی قدر آپ ہی جانتا ہے۔''

☆ اہل دنیا پست ہمت، بے عقل، نادان، انجان، زندگی ان کی زر ومال، تسبیح ان کی دولت، ثروت، جاہ وجلال، دنیا، مقام عبرت وذلت، دنیا شیطان العن کی میراث وملکیت قابل نفرت، دنیا دار مکار، روپے پیسے کی ذکر وفکر میں مستغرق وغلطاں وپیچاں، فقراء دیدار الٰہی میں متجسس وپریشان۔

☆ انسان کو چاہیے کہ اپنی بہتری وبھلائی کو دوسرے کے مقابلے میں ترجیح نہ دے۔

☆ مشکلات کا حل تقوی ہے۔

☆ زندگی کا مقصد عبادت الٰہی ہے یہی دنیا کی کمائی ہے۔

☆ درویشی بادشاہی سے بدرجہا بہتر الا گرفتاری خلق مانع ومزاحم نہ ہو۔ صوفی وہ نہیں جو چلہ کشی کرنے۔ خلوت میں بیٹھ کر ریاضت ومشقت اختیار کرے۔ بلکہ صوفی وہ ہے کہ خود باقی

Marfat.com

نہ رہے۔

اورادووظائف: آپ فرماتے ہیں کہ قلب کی صفائی کے لئے ذکر۔

''لا الہ الا اللہ'' مفید ہے

آپ فرماتے ہیں کہ آگاہی دوام بھی ضروری ہے (اذکارالاحرار)

آپ فرماتے ہیں کہ مراقبے کے فوائد بہت ہیں۔

کرامات: ایک دن آپ اپنی خانقاہ میں رونق افروز تھے کہ یکا یک آپ نے حضرت امیر نورالعلاء سے فرمایا کہ'' کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہاں بادشاہ کے دربار میں اس وقت خون ریزی ہورہی ہے تھوڑی دیر کے بعد نواب صداقت خاں کے قتل کی خبر سارے شہر میں پھیل گئی۔ (اسرارابوالعلی ص ۷۰)

حضرت ملاعمر کو سماع میں کیفیت ہوئی انہوں نے اسی حالت میں اپنی جان شیریں جان آفرین کے سپرد فرمائی۔ جب ان کو آپ (حضرت سیدنا) کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے ان پر ایک نگاہ ڈالی۔ ملاعمر اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور پھر حالت وجد میں رقص کرنے لگے۔

ایک بدمست ہاتھی لوگوں کو پریشان کرتا تھا اس کے خوف سے لوگ چھپ جاتے تھے۔ ایک دن آپ جامع مسجد سے خانقاہ جارہے تھے۔ آپ نے شور سنا۔ پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے۔ مریدوں نے عرض کیا کہ ایک بدمست ہاتھی آرہا ہے۔ اس سے بچنے کی تدبیر ضروری ہے کسی گلی میں جانا مناسب ہے آپ نے یہ سن کر فرمایا۔

''بابا ابوالعلاء اپنی راہ جاتا ہے وہ اپنی راہ جائے گا''

جب وہ مست ہاتھی سامنے آیا آپ نے اس کی طرف بغور دیکھا۔ ہاتھی ایک دم رک کر کھڑا ہوگیا۔ آپ اس بدمست ہاتھی کے برابر سے نکل کر چلے گئے۔

کچھ دن کے بعد آپ کو اطلاع ہوئی کہ وہ بدمست ہاتھی خانقاہ کے دروازے پر کھڑا ہے آپ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اس سے فرمایا کہ مخلوق کو پریشان کرنا

Marfat.com

اچھا نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ راج گھاٹ جا کر لوگوں کو دریا پار کراؤ۔ وہ ہاتھی راج گھاٹ گیا اور لوگوں کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کر دریا پار اتارنے لگا کچھ ہی دنوں میں وہ ہاتھی میر صاحب کا ہاتھی کہلایا۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ کی ملاقات ایک جوگی سے جمنا پار ہوئی۔ اس جوگی نے ایک ڈبیہ آپ کو پیش کی۔ آپ نے جوگی سے دریافت کیا کہ ڈبیہ میں کیا ہے۔ جوگی نے جواب دیا کہ اکسیر ہے۔ اکسیر کی صفت یہ ہے کہ ایک رتی بھر تانبے پر ملنے سے تانبا سونا ہو جاتا ہے آپ نے وہ ڈبیہ جمنا میں پھینک دی اور جوگی سے فرمایا:

سادھو جی! انسان تو خود اکسیر ہے، ایسی صورت میں دوسری اکسیر کی ''تدبیر کرنا انسان کی تحقیر ہے۔''

جوگی کو رنج ہوا، آپ سے کہنے لگا کہ ''افسوس میری ساری عمر کی کمائی آپ نے جمنا میں لٹائی'' آپ نے اس جوگی سے پوچھا ''اچھا یہ بتاؤ۔ اکسیر کیسی ہوتی ہے۔ جوگی نے جواب دیا۔ ''خاک سی''

پھر آپ نے جوگی سے فرمایا۔

''خاک کی یہ دہاک۔ یہ افسوس اور یہ ملال ادھر دیکھو، جمنا کی یہ رات سب خاک ہے جتنی چاہیے لو وہ تو ایک چھوٹی سی ڈبیہ تھی۔ بڑے شوق سے ڈبے بھر لو اور بے تکلف اس سے سونا بنا لو۔''

سادھو کو یقین نہ آیا پھر بھی اس نے تھوڑی سی رات بطور آزمائش لے کر تانبے پر ملی۔ تانبا خالص سونا ہو گیا۔ سادھو آپ کی یہ کرامت دیکھ کر آپ کا معتقد ہو گیا۔

Marfat.com

باب ۵۶

حضرت ملا شاہ

حضرت ملا شاہ عمدۃ الاسرار ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کے آباؤ اجداد کا وطن موضع ارکساء (علاقہ روستاق بدخشاں) ہے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام ملا عبدی ہے۔ وہ موضع ارکساء کے قاضی تھے۔

(سکینۃ الاولیاء، اردو ترجمہ ص ۱۱۲)

ولادت: آپ موضع ارکساء میں پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا نام شاہ محمد ہے۔

القاب: آپ کے پیر و مرشد حضرت میاں میر آپ کو ''محمد شاہ'' کے لقب سے پکارا کرتے تھے آپ کے پیر بھائی آپ کو ''اخوند'' کہہ کر پکارتے تھے۔

خداوند تعالیٰ کی طرف سے آپ کا لقب ''لسان اللہ'' ہے۔

تعلیم و تربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت موضع ارکساء میں ہوئی دینی تعلیم کے حاصل کرنے میں آپ نے سخت محنت کی۔

ہجرت: اپنے وطن ارکساء سے سکونت ترک کر کے آپ کشمیر آئے اور وہاں تین سال قیام کیا۔

تلاش حق: جب آپ کے دل میں طلب الٰہی کا جذبہ موجزن ہوا کشمیر سے لاہور تشریف لائے لاہور میں اپنی جستجو میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ناچار لاہور سے آگرہ روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ باتوں باتوں میں کامل و اکمل درویشوں کا ذکر آیا۔ اس شخص سے آپ کو حضرت میاں میر کا نام معلوم ہوا۔ آپ کو افسوس ہوا کہ لاہور میں حضرت

Marfat.com

میاں میر سے کیوں نہ ملے۔ ساتھ ہی ساتھ آپ کو خوشی بھی ہوئی آپ نے سوچا کہ اب منزل دور نہیں ہے، لاہور واپس جانا چاہتے تھے کہ اس شخص نے بتایا کہ آگرہ میں بھی ایک درویش ہیں، ان سے ملنا چاہیے۔

آگرہ پہنچ کر آپ اس شخص کے ہمراہ ان بزرگ کے پاس گئے لیکن آپ کو تسکین نہ ہوئی۔

آگرہ سے لاہور تشریف لائے۔

بیعت و خلافت: لاہور پہنچ کر حضرت میاں میر کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے حضرت میاں میر نے تین سال تک آپ کی طرف کوئی التفات نہیں برتا، تین سال اسی طرح گزر گئے، تین سال کے بعد حضرت میاں میر نے آپ سے دریافت کیا کہ۔ ''کہاں رہتے ہو؟''

آپ نے جواب دیا کہ ''مسجد میں رہتا ہوں۔''

یہ سن کر حضرت میاں میر نے آپ سے فرمایا کہ مسجد میں رہنا مناسب نہیں یہ حکم پاتے ہیں آپ نے مسجد میں رہنا چھوڑ دیا۔

پھر حضرت میاں میر نے آپ سے پوچھا کہ

''کیا کھاتے ہو؟''

آپ نے جواب دیا کہ ''بازار کی روٹی کھاتا ہوں''

حضرت میاں میر نے آپ سے فرمایا کہ بازار کی روٹی نہ کھانا چاہیے۔ چنانچہ آپ نے بازار کی روٹی کھانا چھوڑ دی۔ فاقہ کرنا شروع کیا۔ (سکینۃ الاولیاء، اردو ترجمہ ص ۱۲۵)

آخر کار حضرت میاں میر نے آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور خرقہ خلافت عطا کیا۔

پیر و مرشد کی دعا: ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ کے پیر و مرشد نے دعا کی۔ حاضرین نے پوچھا کہ دعا کس کے واسطے کی۔ حضرت میاں نے فرمایا۔

ملا شاہ کے بارے میں جس سے میرا طریقہ روشن ہوگا۔''

Marfat.com

آپ اپنے پیرومرشد کی خدمت میں تیس سال رہے، عبادت، ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہے ایک دن آپ کے پیرومرشد نے خوش ہوکر آپ سے فرمایا کہ

"ملاشاہ! جو ریاضت کرنے کی ہے وہ مشائخ سابق میں سے کسی نے بھی نہیں کی۔"

(سکینۃ الاولیاء اردو ترجمہ ص ۱۱۹)

جب آپ کا کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا تو آپ اپنے پیرومرشد کی اجازت سے گرمی کے موسم میں کشمیر چلے جاتے اور جاڑے کے موسم میں لاہور آکر اپنے پیرومرشد کی خدمت میں رہتے۔

وفات: آپ نے ۱۰۶۹ھ میں وصال فرمایا۔ مزار پرانوار لاہور میں واقع ہے۔

(سکینۃ الاولیاء اردو ترجمہ ص ۱۱۹)

خلیفہ: شہزادہ داراشکوہ آپ کے ممتاز خلیفہ ہیں۔

سیرت: آپ کامل واکمل درویش تھے۔ قادری سلسلے کے بزرگوں میں آپ کو نمایاں درجہ حاصل ہے۔ آپ نہایت عسرت سے زندگی گزارتے تھے۔ آپ کے گھر میں نہ کھانا پکتا تھا اور نہ چراغ روشن ہوتا تھا۔ آپ بچپن ہی سے نماز روزہ کے پابند تھے۔ کم کھاتے تھے اور کم سوتے تھے۔ آپ نے کبھی نماز قضا نہیں کی۔

شروع شروع میں آپ نے سات سال تک اس طرح ذکر خفی کیا کہ عشاء کی نماز کے بعد سے صبح تک آپ حبس نفس اور پھر ذکر میں مشغول ہوتے۔ پوری رات دو سانس میں گزار دیتے تھے۔ تیس سال تک آپ مطلق نہیں سوئے۔

آپ ترک و تجرید، فقر، استغناء، قناعت و توکل، تسلیم و رضا، عبادت و ریاضت اور مجاہدہ میں اپنی مثال آپ تھے۔

شعروشاعری: آپ شاعر بھی تھے، آپ کا تخلص "شاہ" ہے آپ صاحب دیوان ہیں آپ کی ایک غزل ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

Marfat.com

نہ چراغیست دریں خانہ ویرانہ ما — روشن از آتش عشق تو شدہ خانہ ما
آرے ایں راست کہ مرغیم ولے سیمرغیم — دام ماتاچہ بود ، تاچہ بود دانہ ما
در پئے خانہ جانا نہ ماشد ہمہ عمر — بودہ خانہ ما ، خانہ جانانہ ما
صدق دیوانگیِ مانگر اعجاز نمود — شدہ جانانہ ما عاشق دیوانہ ما
فکند تا بہ ابد یاری ہشیاری ہیچ — گر بسہوآنکہ رسد بردرِ میخانہ
مدعی در پے افسونِ گرفتاری خلق — آتشِ پنبۂ گوشش شود افسانہ
رہ دیوانہ کیش شاہ نزد بے غلط — کیست دیوانہ ما عاقل و فرزانہ

تعلیمات: آپ فرماتے ہیں۔

''امید ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنے آشناؤں کو اپنے سے دور نہیں کرے گا جب کہ خود فرماتا ہے۔

مَنْ تَقَرَّبَ اِلَّی شِبْرا فَقَدْ نَقَرّبِ اِلَیْہ مَصْرَوْلَۃً

جو شخص میری طرف بڑھے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

پس خاطر جمع رکھو کہ پہچان لینے کے بعد نہ پہچاننا محال ہے..... لیکن پھر بھی ا کوشش نہیں چھوڑ دینی چاہیے اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے، انسان طاقت اور قوت بھی اسی دن کے لئے ہے اور اسی کام کے لئے ہے طاقت وقوت اسی طر صرف کرنی چاہیے خصوصا اس شخص کے لئے یہ بات ضروری ہے جسے راہ مل گئی ہو۔ اگر وہ کرے گا تو اس پر افسوس ہے کہ وہ دعویٰ عاشقی کرے۔''

آپ فرماتے ہیں:

''طلب کا انجام یا علتِ غائی سلوک ہے اور سلوک کی انتہا معرفت اور معرفت کوئی انتہا نہیں۔ معرفت کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے اور غارت کے لئے اس کا عبور ہر وقت جا ہے..... تجلی ہر وقت نئی سے نئی ہوتی ہے اور یہ تازگی انداز سے باہر ہے۔ اس کا سمجھ

Marfat.com

بڑے اعلیٰ درجے کی بات ہے۔ (مکتوب بنام شہزادہ دارا شکوہ)

''مبارک سفر باطنی سفر ہے سو عمدہ طور پر سرانجام ہو چکا۔ رہا دنیا کا ظاہری سفر سو اس کے سرانجام ہونے میں کس کو کلام ہے جس کو وجود اعظم کا یقین ہوگا حاصل ہو گیا۔ یقیناً اس کے اغیار کا لشکر بھی شکست کھائے گا۔ تمام کمالات عارف کے مسخر ہیں اور یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ اسے موزونیت بھی حاصل ہوتی ہے۔

اقوال: ہر ایک فرد بشر میں عرفان کی استعداد ہے۔

☆ وحدت کا کام دید ہے جس کی برکت سے نظری علم حاصل ہوتا ہے۔ یہ لوگ جو طالبان خدا کے لئے وحدت کی دور دراز راہ ایک ہی نظر میں طے کرا دیتے ہیں ان کو اللہ کی طرف سے وحدت کا علم حاصل ہے۔

کشف و کرامت: مرید ہونے سے قبل شہزادہ دارا شکوہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ جب آپ کی خدمت میں جائیں گے تو آپ سے عرض کریں گے کہ چونکہ دنیا میں آپ کے ہمسایہ ہونے کا شرف حاصل ہے اس لئے یہ امید کرنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ مہربانی فرما کر اور توجہ کر کے آخرت میں بھی ایسا ہم سایہ بنائیں گے۔

شہزادہ دارا شکوہ جب خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے بغیر ان کے کچھ کہے ہوئے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان سے فرمایا کہ۔

اے عزیز! میں نے اپنے کسی مرید اور دوست سے اس قسم کا مصافحہ نہیں کیا اور میں کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی تیری مدد کروں گا۔'' ((سکینۃ الاولیاء اردو ترجمہ ص ۱۳۳)

Marfat.com

باب ۵۷

حضرت سرمد شہید

حضرت سرمد شہید فرید دہر تھے اور وحید عصر۔

قومیت: شیر خاں لودی کا خیال ہے کہ ''اصلش از فرنگستان وارمنی بود'' وہ ایران کے کسی خاندان سے تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ عیسائی تھے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ یہودی تھے۔ (مراۃ اخلیاء۔ از شیر خاں لودھی)

وطن: آپ کا وطن کاشان تھا۔ ایران میں ارمنیوں کی کافی تعداد تھی، جس میں سے کچھ عیسائی تھے اور کچھ یہودی۔ (ریاض العشراء (قلمی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کے کتب خانے میں موجود ہے۔)

مذہب میں تبدیلی: آپ نے اسلام قبول کیا۔

نام: آپ سرمد ہی کے نام سے مشہور ہیں۔ بعض کتابوں میں آپ کو ''سعیدائے سرمد'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

تعلیم: آپ کے رقعات اور آپ کی رباعیات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ علم و فضل میں درجہ کمال رکھتے تھے۔ فارسی زبان پر قدرت حاصل تھی۔ عربی زبان سے واقف تھے۔

پیشہ: آپ تجارت کرتے تھے۔

زندگی میں کایا پلٹ: اس زمانے میں ایرانی مصنوعات کی ہندوستان میں بہت قدر تھی۔ قیمت بھی اچھی ملتی تھی۔ حضرت سرمد ایرانی مصنوعات لے کر ہندوستان روانہ ہوئے ان کا خیال تھا کہ ایرانی مصنوعات فروخت کر کے ہندوستان میں قیمتی جواہرات خریدیں گے اور ان جواہرات کو ایران میں فروخت کریں گے۔ اس زمانے میں ایران کے سیاح سندھ سے ہو کر ہندوستان آتے تھے آپ بھی اسی راستے سے آئے جب ٹھٹھہ پہنچے ایک ہندو لڑکے پر عاشق ہوئے۔ ایسے از خود رفتہ ہوئے کہ نہ اپنا ہوش تھا اور نہ تجارتی سامان کی کوئی پرواہ۔

Marfat.com

''تذکرہ نویسوں میں اختلاف ہے کہ یہ واقعہ کہاں ہوا۔
علی قلی خاں داغستانی نے اس واقعہ کا سورت میں ہونا لکھا ہے۔ (ریاض الشعراء علی قلی خاں)
آزاد بلگرامی میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ عظیم آباد پٹنہ میں ہوا۔
شیر خاں لودھی لکھتے ہیں۔

''دراثنائے تجارت بشہر تتہ افتاد، برہندو پسر عاشق است''

ترجمہ: اثنائے تجارت میں شہر تتہ میں ہوا ہندو لڑکے پر عاشق ہوا۔

عشق نے آپ کی زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا کی۔ تجارت مال سے بے نیاز ہو گئے۔ دنیا سے دل سرد ہو گیا راحت و آرام کا تخیل دل سے جاتا رہا۔ اب آپ حیران و سرگرداں پھرتے تھے۔ کچھ دنوں بعد کپڑے بھی بوجھ معلوم ہونے لگے۔ ان کو بھی اتار پھینکا اب ننگے پھرتے تھے۔

دہلی میں آمد: اس حالت میں آپ دہلی میں تشریف لائے۔ شہزادہ داراشکوہ صوفی منش اور فقیر دوست تھا۔ جب اس کو آپ کے دہلی آنے کا حال معلوم ہوا۔ اس نے بہت ہی جلد آپ سے میل جول بڑھایا جب آپ کو قریب سے دیکھا آپ کی روحانی قوت سے سخت متاثر ہوا آپ کی بہت عزت اور احترام کرتا تھا۔ شہزادہ داراشکوہ آپ کا معتقد تھا۔ غرض شاہی دربار میں آپ کا کافی اثر تھا۔

حکومت میں تبدیلی: اورنگ زیب نے داراشکوہ کو شکست دی اور شاہجہاں کے بجائے خود عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ داراشکوہ صحرا صحرا بستی بستی پھرنے لگے۔ داراشکوہ کے ہمدردوں، ساتھیوں اور ہم نشینوں کے لئے یہ زمانہ صبر آزما تھا۔ حضرت سرمد بھی ان میں سے ایک تھے کچھ لوگ تو داراشکوہ کے ساتھ چلے گئے تھے اور جو باقی رہ گئے تھے وہ اپنے آپ کو خطرے میں پاتے تھے۔ حضرت سرمد نے باہر جانا پسند نہیں کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ دہلی ان کا مدفن ہوگا۔

Marfat.com

آپ پر الزامات: آپ پر جو فرد جرم لگائی گئی وہ سیاسی آمیزش سے خالی نہ تھی۔

(۱) پہلا الزام آپ پر یہ تھا کہ آپ نے اپنی حسب ذیل رباعی میں معراج جسمانی سے انکار کیا ہے۔

ہر کس کہ سر چقیقتش پادرشد　　اوپہن تراز سپہر پہنا در شد
ملا گوید کہ بر فلک شد احمد　　سر مد گوید فلک بہ احمد در شد

(۲) دوسرا الزام آپ پر یہ تھا کہ آپ داراشکوہ کے ہمدرد اور بہی خواہ تھے۔

(۳) تیسرا الزام آپ پر یہ تھا کہ آپ ننگے رہتے تھے جو رسم شرع کے خلاف ہے۔

(۴) چوتھا الزام آپ پر یہ تھا کہ آپ پورا کلمہ نہیں پڑھتے تھے آپ لا الـــہ سے زیادہ نہیں کہتے تھے۔

آپ کا بیان: اورنگزیب نے قاضی القضاۃ ملاقوی کو آپ کے پاس بھیجا کہ وہ معلوم کریں کہ ننگے کیوں رہتے ہیں۔ ملاقومی نے جب ننگے رہنے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے حسب ذیل رباعی پڑھی۔

خوش بالائے کردہ چنیں پست مرا　　چشمے بدو جام بردہ از دست مرا
او در بغل من مست زمن در طلبش　　دز دے عجبے بر ہنہ کردہ است مرا

علماء کی مجلس: آپ کو ایک مجلس کے سامنے بلایا گیا اس مجلس میں علاوہ اورنگزیب کے علما وفضلاء عصر بھی موجود تھے۔ اورنگزیب نے آپ سے دریافت کیا کہ۔

''لوگ کہتے ہیں کہ تم نے داراشکوہ کو مژدہ سلطنت دیا تھا۔ کہ یہ سچ ہے؟''

آپ نے جواب دیا۔

''ہاں سچ ہے اور وہ مژدہ درست نکلا کہ اسے ابدی سلطنت کی تاج پوشی نصیب ہوئی۔''

علماء نے پوچھا کہ:

''تم ننگے کیوں رہتے ہو۔''

Marfat.com

اس کا جواب وہی دیا جو پہلے ملا قومی کو دیا تھا علماء نے آپ سے کپڑے پہننے کو کہا لیکن آپ نے کچھ پرواہ نہ کی اورنگزیب نے علماء کو مخاطب کر کے کہا۔

"محض برہنگی وجہ قتل نہیں ہوسکتی اس سے کہو کہ کلمہ طیبہ پڑھے۔" (ریاض الشعراء)

آپ سے کلمہ پڑھنے کو کہا گیا۔ آپ نے عادت کے موافق لا الہ پڑھا۔ جب علماء نے یہ جملہ نفی سنا تو سخت برہم ہوئے آپ نے جواب دیا کہ۔

"ابھی تو میں نفی میں مستغرق ہوں۔ مرتبہ اثبات تک نہیں پہنچا ہوں۔ اگر الا اللہ کہوں گا تو جھوٹ ہوگا۔"

علماء نے آپس میں طے کیا کہ آپ کا یہ فعل کفر ہے اس فعل سے توبہ لازمی ہے آپ نے توبہ نہ کی۔

فیصلہ: علماء نے فتوی دیا کہ قتل جائز ہے۔

شہادت: دوسرے دن آپ قتل گاہ میں لے جائے گئے۔ جب جلاد چمکتی تلوار لے کر آپ کے پاس آیا۔ آپ اسے دیکھ کر مسکرائے نظر اٹھائی اور نظر ملائی اور یہ تاریخی الفاظ فرمائے۔

"فدائے تو شوم۔ بیا۔ بیا کہ تو بہر صورتے کہ می آئی من ترا خوب می شناسم"

(میں تیرے قربان ہوں آ آ کہ تو جس صورت میں بھی آئے میں تجھ کو خوب پہچانتا ہوں۔

پھر آپ نے یہ شعر پڑھا

شورے شدو از خواب عدم چشم کشودیم
دیدیم کہ باقیست شب فتنہ غنودیم

ترجمہ: شور ہوا اور ہم نے خواب عدم سے آنکھ کھولی۔ دیکھا کہ شب فتنہ باقی ہے سو گئے

یہ شعر پڑھ کر سر تسلیم خم کر دیا اور جام شہادت نوش فرمایا آپ کی شہادت ۱۰۷۰ھ میں ہوئی۔

آپ کا مزار دہلی جامع مسجد کے نیچے فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

سیرت پاک: آپ ایک کامل مجذوب تھے علم اور فضل میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ بہت لوگ آپ کے منقاد اور معتقد تھے۔

علمی ذوق: آپ کے رقعات، جو رقعات سرمد کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی علمی یادگار ہیں

شعروشاعری: آپ نے فارسی میں بہت سی رباعیات لکھی ہیں جو رباعیات سرمد کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ رباعیات شائع ہو چکی ہیں۔ (رباعیات سرمد کا انگریزی میں ترجمہ ڈاکٹر ظہور الحسن شارب نے کیا ہے۔ انڈین انسٹی ٹیوٹ آف آرٹس اینڈ لیٹرس کا سلسلہ مطبوعات نمبر ۲ ہے۔ اسماء پبلیکشن اجمیر و آگرہ شائع کیا ہے ہے۔)

ذیل کی دو رباعیات آپ کے افکار و خیالات کی آئینہ دار ہیں۔

سرمد غم عشق بوالہوس را نہ دہند　　سوز دل پروانہ مگس را نہ دہند
عمرے باید کہ یار آید بہ کنار　　این دولت سرمد ہمہ کس را نہ دہند

ترجمہ: اے سرمد عشق بوالہوس کو نہیں دیتے ہیں۔ پروانے کے دل کا سوز شہد کی مکھی کو نہیں دیتے۔ ایک عمر چاہیے کہ دوست کا وصل حاصل ہو۔ یہ دولت سرمد ہر ایک کو نہیں دیتے۔

از منصب عشق سر فرازم کردند　　وزمنت خلق بے نیازم کردند
چون شمع دریں بزم گدازم کردند　　از سوختگی محرم رازم کردند

ترجمہ: مجھ کو منصب عشق سے سرفراز کیا اور لوگوں کی منت سے بے نیاز کیا۔ شمع کی مانند اس بزم میں مجھ کو پگھلایا۔ جلنے کی وجہ سے مجھ کو راز دار بنایا۔

کرامت: شہادت کے بعد آپ کے سر سے تین بار لا الہ الا اللہ کی آواز سنائی دی۔ آپ کے سر نے صرف کلمہ ہی نہیں پڑھا بلکہ کچھ دیر حمد باری تعالیٰ میں بھی مصروف رہا۔ اورنگزیب نے آپ کی شہادت کے بعد قریب اڑتالیس سال حکومت کی۔ لیکن کبھی چین وسکون میسر نہ ہوا۔ دکن میں لڑائیوں میں کافی وقت گزارا اور وہیں انتقال کیا۔

Marfat.com

باب ۵۸

حضرت میر سید محمد کالپوی

حضرت میر سید محمد کالپوی ابوالعلائیہ سلسلہ کے بلند پایہ بزرگ ہیں۔

خاندانی حالات: آپ ترمذی سادات سے ہیں۔

تعلیم: آپ نے مولانا عمر جاجموئی سے کتب درسیہ پڑھیں، حضرت جمال باکمال کے درس میں شریک ہوئے اور تعلیم مکمل کی۔ علم ظاہر میں آپ درجہ فضیلت کو پہنچے۔

بشارت: ایک شب آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ نقش بند آپ سے فرماتے ہیں۔

''اے میر سید محمد! فی زمانہ ایک شیخ اپنے سلسلے کا صاحب مقامات عالیات اکبر آباد (آگرہ) میں ایسا فیض بخش عالم ہے کہ کئی سو برس سے اس مرتبہ و پایہ کا بزرگ پیدا نہیں ہوا۔ اب تم اکبر آباد جاؤ۔ اس سلسلہ کو بھی اخذ کرو۔'' حضرت خواجہ نقشبند نے ان بزرگوں کا نام نہیں بتایا۔ (اسرار ابوالعلی ص ۱۴۰)

آگرہ میں آمد: آپ خواب سے بیدار ہوئے۔ آگرہ کا قصد کیا۔ آپ جب آگرہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آگرہ میں اس وقت دو بزرگ ہیں جن سے مخلوق فیضیاب ہو رہی ہے۔ ایک بزرگ کا نام میر نعمان تھا جو حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے خلیفہ تھے۔ دوسرے بزرگ جو آگرہ میں اس وقت رونق افروز تھے ان کا نام امیر ابوالعلی تھا۔ آگرہ پہنچ کر آپ نے حضرت میر نعمانؒ کی خانقاہ میں جانا چاہا۔ پالکی میں بیٹھ کر روانہ ہوئے اور کہاروں کو حضرت نعمان کی خانقاہ پر چلنے کی تاکید فرمائی۔ کہار آپ کو بجائے حضرت نعمان کی خانقاہ پر لے جانے کے حضرت امیر ابوالعلیٰؒ کی خانقاہ پر لے گئے۔ آپ کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت ابوالعلیٰ کی خانقاہ ہے تو آپ پالکی سے نہیں اترے اور بیٹھے بیٹھے ہی پھر کہاروں کو تاکید فرمائی کہ وہ حضرت نعمان کی خانقاہ پر پالکی لے چلیں۔ کہار روانہ ہوئے لیکن بجائے حضرت نعمان کی خانقاہ پر پہنچنے کے وہ پھر حضرت امیر ابوالعلیٰ کی

Marfat.com

خانقاہ پر پہنچے، پالکی پھر واپس ہوئی، اسی طرح چند مرتبہ ہوا۔ اب آپ پالکی سے اترے۔ آپ نے سوچا کہ خداوند تعالیٰ کی یہی مرضی ہے۔ پالکی سے اتر کر آپ خانقاہ میں داخل ہوئے۔ حضرت امیر ابوالعلیٰؒ اس وقت خانقاہ کے صحن میں تشریف رکھتے تھے۔

بیعت وخلافت: حضرت امیر ابوالعلیٰؒ نے آپ کو دیکھ کر ایک نعرہ لگایا۔ اس نعرے سے آپ کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس کے بعد حضرت امیر ابوالعلیٰؒ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور ایک نعرہ لگایا۔ اس وقت آپ ضبط نہ کر سکے۔ بدن میں جنبش ہاتھ میں لغزش اور قلب میں حرکت پیدا ہوئی۔ قلب کی اس حرکت کے ساتھ آپ میں نسبت ابوالعلائیہ پیوست ہوئی۔

آپ کئی ماہ حضرت امیر ابوالعلیٰؒ کی صحبت بابرکت میں رہے۔ بیعت سے مشرف ہوئے اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اس سے قبل آپ حضرت مولانا عمر جاجموئی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور خاندان چشت میں منسلک ہوئے تھے۔

اب حضرت امیر ابوالعلیٰ سے خرقہ خلافت پا کر اور تکمیل طریقہ عالیہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ کر کے کالپی روانہ ہوئے۔

پیر ومرشد کا عطیہ: آپ کے پیر ومرشد حضرت سید امیر ابوالعلیٰ نے آپ کو کالپی رخصت کیا اور بوقت روانگی حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کی ایک تسبیح آپ کو عطا فرمائی۔

کالپی آمد: اپنے پیر ومرشد سے رخصت ہو کر آپ کالپی تشریف لائے اور مسند ہدایت وارشاد پر متمکن ہوئے۔

وفات: آپ کا وصال ۲۶ شعبان ۱۰۷۱ھ کو ہوا۔ مزار شریف کالپی میں واقع ہے۔

(اسرار ابوالعلی ص ۱۴۱)

خلفاء: آپ کے صاحبزادے حضرت سید احمد آپ کے خلیفہ اور سجادہ نشین ہیں اور آپ کے سرے خلیفہ شیخ محمد افضل ولی کامل تھے۔

سیرت: آپ سلاسل اربعہ کے فیوض باطنی سے مستفید و مستفیض تھے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے۔ آپ جامع شریعت تھے۔

Marfat.com

باب ۵۹

حضرت سید دوست محمد

حضرت سید دوست محمد مشاہیر اولیاء سے ہیں۔

ولادت: آپ نے ۹۹۶ھ میں اس عالم کو رونق بخشی۔

تعلیم: آپ نے دہلی میں تعلیم پائی۔ تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو کر آپ تلاش حق میں نگری نگری، بستی بستی پھرنے لگے۔

بنگال میں قیام: اسی تلاش میں آپ بنگال پہنچے اور ایک مدت تک بنگال میں قیام فرمایا۔ لیکن مقصد برآری نہیں ہوئی۔

بشارت: ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ کی ایک اجنبی شخص سے ملاقات ہوئی۔ اس شخص نے آپ کو بتایا کہ اکبرآباد (آگرہ) حضرت سید امیر ابوالعلیٰ ایک بلند پایہ بزرگ رشد و ہدایت میں مشغول ہیں جو ان کے پاس جاتے ہے رنگ جاتا ہے۔

آگرہ میں آمد: آپ کے لئے اتنا پتہ کافی تھا۔ بنگال سے آگرہ روانہ ہوئے۔ آگرہ پہنچ کر ایک کوزہ مصری لیا۔ والہانہ انداز میں حضرت امیر ابوالعلیٰ کی خانقاہ میں داخل ہوئے۔ آپ کی یہ خوش قسمتی تھی کہ آپ کو زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا۔ حضرت سید امیر ابوالعلیٰ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد کے صحن میں معہ مریدین و معتقدین رونق افروز ہوئے۔ آپ حضرت سیدنا کے قریب پہنچ کر قدمبوس ہوئے۔ کوزہ مصری پیش کیا۔ اور پھر ایک جگہ بیٹھ گئے۔ حضرت سیدنؒا نے کوزہ مصری قبول فرمایا۔ پھر آپ سے آپ کا نام و پتہ دریافت فرمایا آپ نے عرض کیا۔ (اسرار ابوالعلیٰ ص ۱۴۳)

''دوست محمد میرا نام ہے حضور کا شہرہ تا بہ فلک طشت از بام ہے ملک بنگال سے آیا۔ ہوں مئے وحدت کا پیاسا ہوں۔''

Marfat.com

حضرت سیدنا یہ سن کر مسکرائے کوزہ مصری میں سے تھوڑا خود کھایا اور باقی حاضر کو تقسیم کیا۔ پھر آپ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔

''دوست محمد! تم نے ہمارا منہ میٹھا کیا۔ ہم کو تمہارا منہ میٹھا کرنا واجب ہے۔ آگے آؤ۔ مجھ سے نظر ملاؤ۔''

نظر کا ملنا تھا کہ بے ہوش ہو گئے۔ حجابات سب دور ہو گئے۔

اتنے میں عصر کی اذان ہوئی حاضرین نے آپ کو ہوشیار کرنا چاہا حضرت سید نے منع کیا اور فرمایا۔

نہیں نہیں یوں ہی رہنے دو اس وقت دوست محمد۔

''لَا تَقْرَبُو الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی''

''کے مصداق ہیں۔''

عشاء کی نماز کے وقت آپ ہوش میں آئے۔ عصر و مغرب کی نماز جو آپ سے قضا ہو گئی تھی۔ وہ ادا کی۔ عشاء کی نماز با جماعت پڑھی۔ اس رات کو مسجد میں ہی رہے۔

بیعت و خلافت: دوسرے دن بعد نماز فجر حضرت سیدنا ابوالعلیٰ نے آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور اسی روز خرقہ خلافت و اجازت و شجرہ طریقت سے آپ کو ممتاز فرمایا

پیر و مرشد کا حکم: حضرت سیدنا نے آپ کو برہانپور میں قیام کا حکم دیا۔

درخواست: آپ نے چند روز مرشد کی صحبت بابرکت میں رہنے کی اجازت چاہی حضرت سیدنا نے آپ کی درخواست منظور فرمائی۔

برہان پور میں آمد: ایک سال تک آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہتے رہے فیوض باطنی سے مستفید ہوتے رہے۔ ایک سال کے بعد آپ برہانپور تشریف لے گئے اور مسند رشد و ہدایت پر رونق افروز ہو کر لوگوں کو راہ حق دکھلانے لگے۔

وفات: آپ نے ۲۶ جمادی الثانی ۱۰۹۰ھ کو رحلت فرمائی بوقت وفات آپ کی عمر چورانوے سال

کی تھی۔ مزار مبارک اورنگزیب آباد میں مرجع خاص وعام ہے۔ (اسرار ابوالعلی ص ۱۴۴)

خلفاء: آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں

حضرت مسافر شاہؒ حضرت محمود شاہؒ حضرت شاہ محمد فرہادؒ۔

سیرت: آپ صاحب کمال، رفیع الحال، صاحب تخلیق وتصدیق بزرگ تھے۔ جب آپ پر جذبہ شوق غالب ہوتا آپ جنگل میں نکل جاتے۔ آپ کے نعرہ کی آواز سے درندے اور پرندے رقص کرنے لگتے۔

آپ کو اپنے پیر ومرشد سے والہانہ عشق تھا۔ پیر ومرشد کی جدائی آپ کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ اسی حالت بے قراری واضطراری میں آپ نے ایک ''پیم کہانی'' لکھی ہے جس کے چند شعر حسب ذیل ہیں۔ (نجات قاسم)

پیم کہانی کہت ہوں سنو سکھی تم آئے
پیا ڈھونڈھن کو ہوں گئی آئی آپ گنوائے
پیم کہانی بس بھری کوئے مت سینور آئے
باتوں باتوں بس جھری دیکھت ہے گھر جائے
پیم گلی ات سانکری پی بن کچھ نہ سہائے
تن من چھوڑ جو آسکے تو پمیہ ایا جائے
پیم نگر سوں آئے کے سدھ بدھ سے رہی کون
پیم لگو مو ہے آئے کے جیورا نکسا جائے
اے ری سکھی کچھ پمیہ کی بات کہو ٹک آئے

کرامات: آپ جب حالت ذوق وشوق میں جنگل میں نعرہ لگاتے تو آپ کے نعرے سے جنگل میں آگ لگ جاتی۔ (اسرار ابوالعلی ص ۱۴۴)

Marfat.com

گر تو سنگِ خارۂ مرمر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

حصہ ہفتم

Marfat.com

باب ۶۰

حضرت سلطان باہو

حضرت سلطان باہو منظور جناب کبریا ہیں۔

خاندانی حالات: آپ قبیلہ اعوان سے تھے۔آپ کا سلسلہ نسب انتیس واسطوں سے امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر منتہی ہوتا ہے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام بایزید محمد ہے۔وہ شہنشاہ شاہجہاں کی طرف سے کوہستان میں منصب دار تھے۔ وہ حافظ قرآن تھے اپنے زمانے کے ایک عالم تھے۔ شریعت کے سخت پابند تھے۔(مناقب سلطانی)

کوہستان سے ملتان کر آ کر اقامت گزین ہوئے۔ان کو دوبارہ کوہستان بھیجے جانے کے احکام نافذ ہوئے لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ملتان سے شورکوٹ تشریف لائے اور وہاں سکونت اختیار کی۔شورکوٹ میں ان کو جاگیر ملی۔اور وہیں وفات پائی۔(مناقب سلطانی)

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی راستی تھا۔وہ اپنی بزرگی اور پرہیز گاری کے لئے مشہور ہیں۔

ولادت: آپ شورکوٹ میں ۱۰۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا نام باہو ہے۔آپ اپنے نام پر فخر کرتے تھے اور خوش ہوتے تھے کہ آپ کے نام میں باہو آتا ہے۔آپ اپنے نام پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''میری والدہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو کہ انہوں نے میرا نام ''باہو'' رکھا جو ایک نقطے سے ''یاہو'' ہو جاتا ہے۔ایام طفولیت سے ہی آپ سے کرامات ظاہر ہونا شروع ہو گئی تھیں۔شیر خوارگی کے زمانے میں رمضان میں آپ نے دن کو دودھ نہیں پیا۔گویا دن کو روزہ رکھتے تھے۔(عین الفقر زبدۃ العارفین)

Marfat.com

تعلیم وتربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت آپ کی والدہ کی نگرانی میں ہوئی۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت: سن رشد کو پہنچنے کے بعد ایک دن کا واقعہ ہے کہ امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کو دربار نبوی میں پیش کیا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بیعت سے سرفراز فرمایا۔ آپ خود اس کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ وہ مقامات اور درجات حاصل ہوئے جو بیان سے باہر ہیں۔ پھر غوث الاعظم میران میر محی الدین حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے سپرد فرمایا۔ (عین الفقر)

تلاش حق: اس کے بعد آپ میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی۔ ہر وقت مستغرق رہنے لگے۔ مشاہدات حق میں مست اور ذات مطلق کے جمال میں غرق نظر آنے لگے

آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر آپ کو کسی باکمال شیخ سے بیعت ہونے کی تاکید فرمائی۔ آپ نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ بیعت کی کیا ضرورت ہے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت سے مشرف ہونے کے بعد کسی اور سے بیعت کرنا نہیں چاہیے آپ کی والدہ نے فرمایا کہ یہ دنیا عالم اسباب ہے اور اس دنیا میں کسی کامل شیخ کے دست حق پرست پر بیعت کرنا ضروری ہے۔

یہ سن کر آپ نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ اگر ایسا ہے تو ''پھر آپ میرے لئے مرشد کامل ہیں۔''

آپ کی والدہ نے آپ سے فرمایا کہ عورتوں کو اجازت نہیں کہ وہ کسی کو بیعت کریں۔ آپ نے عرض کیا تو پھر مرشد کہاں تلاش کیا جائے اور کہاں جایا جائے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

آپ نے گھر چھوڑا اور تلاش مرشد میں نکل کھڑے ہوئے۔ آپ حضرت شاہ حبیب اللہ کے کمالات صوری ومعنوی کا شہرہ سن کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آپ نے جب حضرت شاہ حبیب اللہ سے اپنا مدعا ظاہر کیا تو انہوں نے آپ

Marfat.com

سے فرمایا کہ طالب حق کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کو یکسوئی و یک جہتی حاصل ہو۔ اگر اس کی دو طرف توجہ ہوگی تو مقصد برآری مشکل ہے پس یہ ضروری ہے کہ طالب حق پہلے مال و متاع سے فارغ ہو لے، پھر اس راہ میں قدم رکھے۔

یہ سن کر آپ کافی متاثر ہوئے۔ گھر آئے۔ مال و متاع سے فارغ ہوئے۔ پھر حضرت شاہ حبیب اللہ نے بخوبی سمجھ لیا کہ آپ طالب صادق ہیں۔ اور سچی طلب آپ کو لائی ہے۔ ایک دن انہوں نے آپ سے فرمایا کہ۔

''جس نعمت کے تم مستحق ہو وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ البتہ ہم تم کو منزل کا نشان بتائے دیتے ہیں۔ وہاں جاؤ گے مقصد پاؤ گے تم میرے شیخ حضرت شیخ عبدالرحمٰن قادری کی خدمت بابرکت میں جاؤ اور ان کا دامن تھام لو۔ یہ تمہارے لئے کافی ہے۔''

دہلی میں آمد: حضرت شاہ حبیب اللہ کی ہدایت کے موافق آپ دہلی تشریف لائے حضرت سید عبدالرحمٰن قادریؒ کو بذریعہ کشف آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ انہوں نے ایک شخص کو لینے کے لئے روانہ کیا۔

بیعت و خلافت: آپ اس شخص کے ساتھ حضرت سید عبدالرحمٰن قادری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ آپ کو خلوت میں لے گئے اور مدارج سلوک ذرا دیر میں طے کرا دیئے۔ بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اور آپ کو نعمت حاصل ہوئی جس کی آپ کو تلاش تھی۔

سوال اور جواب: اب آپ کا یہ طریقہ تھا کہ دہلی کے بازاروں میں گھومتے اور جس پر نگاہ ڈالتے اس کو ذرا دیر میں خدا رسیدہ بنا دیتے تھے۔ آپ کا فیض عام تھا دہلی میں اس کا چرچا ہونے لگا کسی نے آپ کے پیر و مرشد سے بھی اس بات کا ذکر کیا۔ آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو طلب فرمایا جب آپ حاضر ہوئے تو آپ کے پیر و مرشد نے آپ سے فرمایا۔

''ہم نے تمہیں خاص نعمت عطا کی اور تم نے اس خاص نعمت کو عام کر دیا۔''

Marfat.com

آپ نے جواب دیا۔

''حضرت جو خاص نعمت مجھے حاصل ہوئی اس کی آزمائش منظور تھی کہ مجھے کس قدر نعمت گراں مایہ حاصل ہوئی اور اس کی ماہیت کیا ہے۔

مزید نعمت: آپ کے پیر و مرشد اس جواب سے بہت خوش ہوئے۔ شفقت اور مہربانی سے پیش آئے اور مزید نعمت سے آپ کو مالا مال کیا۔

واپسی: دہلی سے شورکوٹ تشریف لائے اور تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت میں مشغول ہوئے۔

ازواج و اولاد: آپ کی چار بیویاں تھی۔ ان چار بیویوں سے آٹھ لڑکے پیدا ہوئے سب سے چھوٹے صاحبزادے سلطان حیات محمد نے بچپن میں انتقال فرمایا۔ آپ کے دیگر صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

سلطان نور محمد، سلطان ولی محمد، سلطان لطیف محمد، سلطان صالح محمد، سلطان اسحاق محمد، سلطان فتح محمد، سلطان شریف احمد۔ (مناقب سلطانی ص ۴۳)

وفات: آپ یکم جمادی الثانی ۱۱۰۲ھ کو جوار رحمت میں داخل ہوئے آپ کا مزار شورکوٹ میں واقع ہے۔

خلفاء: آپ کے مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں۔

حضرت نورنگ (کھتران) حضرت ملا معانی بلوچستانی، حضرت مومن شاہ گیلانی (سندھ)

ان خلفاء سے آپ کا سلسلہ پھیلا۔

آپ کے طریقے کا نام ''قادریہ مسروریہ'' ہے جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے آپ مادرازاد ولی تھے۔

سیرت: آپ مشاہدہ حق میں مسرور، جمالی دوست میں محو اور انوار الٰہی کی تجلیات میں مستغرق رہتے تھے۔ آپ معاش کی طرف سے بے پرواہ تھے۔ بظاہر آپ کا کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا۔ دو مرتبہ جاگیر والی زمین پر کھیتی باڑی کی لیکن فصل نہیں کاٹی۔ توکل پر گزار

کرتے تھے۔

علمی ذوق: آپ پڑھے لکھے نہیں تھے۔اس کے باوجود آپ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔آپ کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں۔

عین الفقر، گنج الاسرار، کلید التوحید، نور الہدی، محبت الاسرار، شمس العارفین، اورنگ شاہی ،اسرار قادری، توفیق ہدایت، مجالستہ النبی، محبت الاسرار، تیغ برہنہ، رسالہ روحی، قرب دیدار، کلید جنت، محک الفقر کبیر، محک الفقر صغیر، مفتاح العاشقین، کشف الاسرار، امیر الکونین۔ جامع الاسرار، عین النجات، قطب الاقطاب، محکم الفقراء، کلید التوحید، حجۃ الاسرار۔

شعروشاعری: آپ شاعر بھی تھے۔''دیوان باہو'' اور ''ابیات باہو'' آپ کی یادگار ہیں۔ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تعریف میں چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

شاہ میراں ہست ثانی شہ امیر — شہسوار معرفت و روشن ضمیر
چوں نبا شد شیدے قادر قوی — چوں نبا شد سید اولاد علی
چوں نبا شد سید پاک نسل — چوں بنا شد سید اصل و اصل
ہرکراپدرش بود عارف مقیم — چوں نبا شد سید راہ سلیم
شرف زاں لعلِ ، بہاول با وصال — نظر بر قبرش بکن شوریدہ حال
تارک وفارغ زنفس و ذر ہوا — دائما شو مست وحدت با خدا
اصل جیلانی زباطن مصطفیٰ — ایں مراتب قادری قدرت الہ
شو مرید از جان باہو بالیقین
خاکیائے شاہ میراں راہ دیں

تعلیمات: آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں۔

دنیا: آپ فرماتے ہیں۔

''ان لوگوں پر تعجب اور افسوس ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔'' فَفِرّ و اِلَی اللّٰہ''

Marfat.com

اے لوگو خدا کی طرف آؤ۔ مگر انہیں خدا کی طرف آنا کیا معنی۔ وہ اس سے بھاگتے اور گریز کرتے ہیں۔ گو ان پر معرفت الٰہی کی جھلک نہ پڑی ہو مگر وہ اپنے آپ کو عارف اور صاحب حضور جانتے ہیں لیکن وہ در حقیقت بے معرفت اور مقام حضور سے کوسوں دور اپنی کشف و کرامات و بدعت و استدراج میں مغرور رہتے ہیں۔ دنیائے دوں اور زر و سیم میں شب و روز خراب اور پریشان ہوتے ہیں۔ (گنج الاسرار، اردو ترجمہ ص ۷)

مرشد کے اقسام: آپ فرماتے ہیں۔

مرشد تین طرح کے ہوتے ہیں۔

اول مرشد کامل: طالب کے حق میں رحمت

دوم مرشد ناقص: اس کے حق میں رحمت ہوتا ہے۔

سوم مرشد جو کہ دنیاوی مراتب و مناصب میں کمال حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنی اس ترقی سے مرتبۂ فرعون کو پہنچتا ہے۔

اور جو مرشد کہ نہ مراتب دنیا ہی حاصل کرتا ہے اور نہ مقامات معرفت کو طے کرتا ہے وہ دونوں جہاں کی رسوائی اور ذلت اپنے سر لیتا ہے (گنج الاسرار ص ۹)

فقیر: آپ فرماتے ہیں۔

"فقیر کو چاہیے کہ ان دونوں مقامات کو طے کر کے آگے بڑھے اور اطمینان اور دل جمعی حاصل کرے جو دانائی اور ہوشیاری سے حاصل ہوتی ہے ہوشیار کی نظر ہمیشہ روز قیامت اور خدائے تعالیٰ کے حساب و کتاب پر رہتی ہے۔ اس لئے وہ خلق اللہ کو نفع پہنچاتا اور ان کی ضرر رسانی سے گریز کرتا اور دنیائے دوں کے پیچھے ان کے حقوق پر پانی نہیں پھیرتا۔" (گنج الاسرار ص ۹)

سماع: آپ فرماتے ہیں۔

"جو شخص کہ راگ سنتا ہے اس کا دل مردہ اور نفس زندہ ہوتا ہے..... اہلِ سرود

Marfat.com

مردہ دل زندہ نفس ہوتے ہیں۔" (گنج الاسرار ص۹)

کردوام: آپ فرماتے ہیں۔

"ذکرِ دوام سے ذکر خفی مراد ہے جو بظاہر معلوم نہیں ہوتا اور اسم اللہ سے وجود میں اس طرح جاری ہوتا ہے جس طرح نمک ماکول ومشروب میں سرایت کر جاتا ہے اور بظاہر معلوم نہیں ہوتا۔ مگر درحقیقت موجود ہوتا ہے جو کھانے پینے سے معلوم ہوتا ہے اور ذکر خفی اس طرح سے پہچانا جاتا ہے کہ صاحب ذکر خفی تصور برزخ اسم اللہ سے ایسی لذت اور حلاوت پاتا ہے کہ اس کا ایک ذرہ مشرق تک کل مخلوق کو ملے تو وہ ایسا بے ہوش اور مست ہو جائے کہ بجز قیامت کے دن کے وہ بیدار ہی نہ ہو۔ صاحب ذکر خفی دنیا و مافیہا سے کچھ خبر نہیں رکھتا....." (گنج الاسرار ص۹)

فقر: آپ فرماتے ہیں۔

"فقر کے تین حروف ہیں۔ف۔ق۔ر

ف، سے فنائے نفس۔ق، سے قہر بر نفس، ر، سے راضی بہ خدا مراد ہے۔

اور ف سے فخر۔ق سے قرب اور "ر" سے مراد راز مراد ہے۔

یہ مراتب فقر محمدی ﷺ کو حاصل ہوتے ہیں نہیں تو، ف سے فضیحت ق سے قہر خدا اور ر سے رد ہے۔ (کشف الاسرار اردو ترجمہ ص۱۵)

سرور عالم کی مطابعت: آپ فرماتے ہیں۔

"جو شخص رسول اللہ ﷺ کی متابعت کے بغیر اپنی شیخ زادگی کے بھروسے رہبری اور پیشوائی کرے گا وہ خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔

اقوال: اگر اس کا ایک فعل بھی شرع محمدی کے خلاف ہے تو وہ صوفی نہیں بلکہ شیطان ہے اس سے کنارہ کشی اختیار کرنا چاہیے۔

☆ سخاوت کرنے سے خلق اللہ کا حق ادا ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ صاحب مال کو خدا کے

Marfat.com

مقابلہ میں اپنے مال کی کہاں تک محبت ہے۔

☆فقر و معرفت الٰہی دریائے رحمت کی موجیں ہیں۔اور سخاوت اور کرم ایسی صفتیں ہیں جو خدائے تعالیٰ سے ملاتی ہیں۔

☆ جو پیر و مرشد قوت باطنی نہ رکھے۔ ہر وقت مرید کی خبر گیری نہ کرے اسے گناہ و معصیت سے روک نہ سکے اور مرید کی جاں کنی کے وقت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے دعا اور عرض نہ کرے۔اس نازک وقت سے صحیح وسالم پار نہ گزارے اسے پیر و مرشد نہ کہنا چاہیے۔

☆ پیری و مرشدی کوئی معمولی کام نہیں۔ وہ ایک راز و نیاز و سر و اسرار ہے، حرص و حسد کا انجام آخر خواری و ذلت ہے۔

☆ اہل دنیا، دنیا اور سیم وزر کے غلام ہیں اور دنیا و سیم وزر، فقیر عارف باللہ کے غلام ہیں۔

☆ چاروں نفسوں کے چاروں پرند ذبح کرے یعنی شہوت کا مرغ، حرص کا کوا، زینت کا مور اور حرص کا کبوتر۔

اوراد و وظائف: بعض اوراد و وظائف حسب ذیل ہیں۔

سورہ مزمل: آپ فرماتے ہیں کہ سورہ مزّمل کی دعوت کا علم مشکل ہے اگر تمام جہاں کی مشکلوں کے لئے بالترتیب ایک مرتبہ پڑھے تو قیامت تک اس کا عمل باز نہیں رہتا بشرطیکہ پڑھنے والا مع علم ناظرات اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کا منظور نظر بنالے اور علم حاضرات سے اپنے تئیں حضور میں پہنچائے اور ختم قرآن دور مدور حفظ مع اللہ پڑھے۔

سورہ مزمل کے شروع میں اسم ذات کے تصور سے اپنے تئیں حضوری مجلس میں پہنچائے اور قرآن مجید دُورِ مدوّر حفظ مع محمد رسول ﷺ پڑھے۔..... جو شخص سورہ مزّمل مندرجہ بالا طریق کے موافق پڑھتا ہے اس کے لئے وسیلہ شروع ہو جاتا ہے۔

''جو شخص اس طریقہ کے موافق سورہ مزّمل کو مع علم حاضرات پڑھے گا اس کے تصرف میں دونوں جہان آجائیں گے۔ بشرطیکہ پڑھنے والا دم در دم، دل در دل نفس در نفس

Marfat.com

،قلب درقلب، اورامر روح درروح شریعت لطیف کے لباس کی خلعت کا پرنور جامہ پہنے۔''

دعائے سیفی: آپ فرماتے ہیں۔دعائے سیفی اور سورہ مزمل کا صاحب دعوت عرش وکرسی لوح وقلم اور نور آسمان اور سات زمینیں اس طرح ہلا دیتا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کی روحیں عبرت کھاتی ہیں۔اور فرشتے حیران رہ جاتے ہیں۔(کشف الاسرار اردو ترجمہ ص ۱۰)

کشف وکرامات: آپ کی وفات کے ستر سال بعد جب چناب میں طغیانی آئی تو آپ کا تابوت قبر سے نکالا گیا۔سب لوگ یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ پورا جسم مبارک صحیح و سالم تھا۔

ایک شخص آپ سے کچھ لینے کی غرض سے آپ کے پاس آیا۔آپ کو ہل چلاتے دیکھ کر واپس ہونیوالا تھا۔کہ آپ نے اس کو آواز دی اور فرمایا کہ دور دراز سے تکلیف اٹھا کر آئے ہو اور بغیر ملے جاتے ہو یہ کیا بات ہے۔جب وہ قریب آیا تو آپ نے اس سے ہل چلانے کو فرمایا اور خود پیشاب کرنے چلے گئے۔واپس آ کر آپ نے وہ ڈھیلے جن سے طہارت کی تھی۔زمین پر دے مارے۔زمین سونا ہوگئی آپ نے اس شخص سے فرمایا جتنا سونا چاہو لے جاؤ۔وہ بہت سونا لے کر کامیاب وکامران واپس ہوا۔

باب ۶۱

حضرت میراں سید شاہ بھیکہ

حضرت میراں سید شاہ بھیکہ شیخِ وقت تھے اور قطب زماں تھے۔

حسب ونسب: آپ کا نسب نامہ پدری کئی واسطوں سے حضرت امام حسین علیہ السلام منتہی ہوتا ہے۔ پس آپ حسینی ہیں۔ آپ کا سلسلہ مادری سیدؒ زید لشکر سے جاملتا ہے۔

(انوار العارفین فارسی ص ۴۱۳)

خاندانی حالات: سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو جو آپ کے اجداد سے تھے ہندوستان جانے کی بشارت دی۔ حسب اشارت پر بشارت حضرت زید مع متعلقین ترمذ سے ہندوستان آئے اور سیانا میں قیام فرمایا۔ سیانا کو ایک برہمن رئیس نے اپنے نام پر آباد کیا تھا اور وہ ہی اس شہر کا حاکم تھا۔

حضرت زید نے معرکہ جنگ میں وفات پائی۔ ان کی وفات کے بعد سید سلیمان نے سیانا پر چڑھائی کی۔ سیانا کو فتح کرنے کے بعد اس کا نام سیوانہ رکھا (انوار العارفین فارسی ص ۴۱۳)

والد ماجد: آپ کے والد کا نام سید یوسف ہے۔ وہ سید قطب الدین کے صاحبزادے تھے

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی ملکو ہے۔ (انوار العارفین فارسی ص ۴۱۳)

ولادت: آپ ۷ رجب ۱۰۴۶ھ کو پیدا ہوئے (بستان معرفت ص ۱۰۹)

نام: آپ کا نام محمد سعید ہے۔

کنیت: آپ کی کنیت ''میراں سید شاہ بھیکہ'' ہے اور آپ اسی کنیت سے مشہور ہیں۔

بچپن کا صدمہ: آپ کی عمر جب سات سال کی ہوئی آپ کے والد نے جام شہادت نوش فرمایا۔

ترک سکونت: آپ کے والد کے انتقال کے بعد خاندانی جھگڑوں اور اہل خاندان سے

Marfat.com

حسد کے باعث آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو ہمراہ لے کر سیوانہ سے کہرام آئیں اور کہرام میں سکونت پذیر ہوئیں۔

تیر عشق: آپ کی والدہ نے کہرام پہنچ کر آپ کو ایک مکتب میں داخل فرمایا۔ وہاں آپ کو ایک ہندو لڑکے سے محبت ہوگئی۔ محبت چھپنے والی چیز نہیں۔ مکتب میں چرچا ہونے لگا۔ ایک دن مکتب کے لڑکوں نے اس ہندو لڑکے کو ملامت کی اور اس سے کہا کہ فقیر کے لڑکے سے محبت کرنا مناسب نہیں ہے۔ جب آپ کو یہ معلوم ہوا تو آپ کو ان کا یہ کہنا ناگوار گزرا۔ آپ نے ایک لڑکے کے جو سب کا سرغنہ تھا۔ ایسے زور سے طمانچہ مارا کہ اس کے جبڑے ٹوٹ گئے۔ (انوار العارفین ص ۴۱۴)

سزا: معلم کے پاس آپ کی شکایت گئی۔ معلم نے آپ کو مکتب سے نکال دیا۔

کھیل کود: مکتب سے نام کٹ جانے کے بعد آپ نے لکھنا پڑھنا چھوڑ دیا۔ دن بھر لڑکوں کے ساتھ گلی کوچوں میں کھیلتے پھرتے تھے۔

غیبی امداد: آپ اسی طرح گلی کوچوں میں کھیلتے پھرتے تھے کہ ایک دن شاہ جلال جو شاہ فاضل مجذوب کے بھائی تھے۔ مریدوں کی تعلیم و تربیت کے واسطے کہرام میں تشریف لائے۔ انہوں نے آپ کو دیکھ کر آپ کے متعلق دریافت فرمایا جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ آپ سید یوسف کے فرزند ہیں تو ان کو آپ سے ہمدردی پیدا ہوئی۔ بہت محبت سے آپ سے پیش آئے۔

انہوں نے آپ کو سمجھاتے ہوئے فرمایا

''میاں صاحبزادے! یہ وقت کھیل کود کا نہیں ہے یہ زمانہ لکھنے پڑھنے کا ہے۔'' (انوار العارفین ص ۴۱۴)

آپ نے جواب دیا

''اس سے قبل میں پڑھتا تھا، اب کیا کروں کہ معلم نے مجھ کو مکتب سے نکال دیا۔''

حضرت شاہ جلال نے یہ سن کر آپ کی تسلی و تشفی کی اور آپ سے فرمایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ ہر طرح کی سہولت پہنچانے کی کوشش کریں گے اور معلم کو بھی آپ

Marfat.com

کی تعلیم کے متعلق ہدایت فرمائیں گے۔

اسی رات کو انہوں نے اپنے چار مریدوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ آپ کی ہر طرح سے خبر گیری سے غافل نہ ہوں اور آپ کے خورد ونوش، پوشش اور خرچ وکاغذ وغیرہ کا معقول انتظام کریں اور آپ کی تعلیم سے کسی طرح کی غفلت نہ برتیں۔

آپ کو بلا کر حضرت شاہ جلال نے اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور تھوڑا کھانا آپ کو دیا کہ اپنی والدہ کو جا کر دیں۔ اس پر آپ نے شاہ جلال سے کہا کہ۔

''ان کا رزاق حق تعالیٰ ہے''

دوسرے دن علی الصبح حضرت شاہ جلال مٹھائی، کاغذ اور پوشاک لے کر آپ کے یہاں آئے۔ آپ سو رہے تھے۔ آپ کو جگایا۔ کپڑے پہنا کر آپ کو معلم کے پاس مکتب میں لے گئے۔

سفارش: وہاں پہنچ کر انہوں نے معلم سے فرمایا کہ۔

''تمہارے پاس ایک سفارش لے کر آیا ہوں۔''

معلم سمجھ گیا کہ کس کی سفارش کے واسطے تشریف لائے ہیں۔ اس نے شاہ جلال سے عرض کیا۔

''جو کچھ آپ فرمائیں، دل و جان سے قبول ہے لیکن سید شاہ بھیکہ کے بارے میں سفارش نہ کریں۔''

اس پر شاہ جلال کو غصہ آیا اور انہوں نے معلم سے فرمایا

''تو مردود ہے کہ پیر کے حکم سے سرتابی کرتا ہے۔''

معلم نے معافی مانگی اور حضرت شاہ جلال کا حکم بجالانے پر آمادہ ہو گیا۔

حضرت شاہ جلال نے معلم کو تاکید کرتے ہوئے فرمایا۔

''تمہارے پاس قرآن مجید'' گلستان'' اور ''بوستان'' پڑھیں گے اور کچھ ہی دنوں

Marfat.com

ہیں خلیفہ مکتب ہو جائیں گے۔"

پھر انہوں نے معلم کے کان میں آہستہ سے کہا کہ

"تم نہیں جانتے ہو کہ سید زادہ قطب زماں ہے تم کو چاہیے کہ اس کی خدمت خوب کرو اور اس کی تعلیم میں کسی قسم کی غفلت یا تغافل نہ برتو۔"

تعلیم: اسی روز سے معلم نے آپ کی تعلیم پر خاص توجہ دی۔ آپ نے چھ مہینے میں کلام اللہ" گلستان" اور "بوستان" ختم کر کے خلیفہ مکتب کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیئے۔

(انوار العارفین فارسی ص ۴۱۳)

معلّمی: کہرام کے ایک شخص کا عہدہ فوجداری پر تقرر ہوا۔ جب وہ اپنے عہدہ کا چارج لینے کی غرض سے کہرام سے روانہ ہوا تو اس نے اپنے لڑکے کی تعلیم کے واسطے آپ کو اپنے ہمراہ لیا۔ کچھ عرصے تک آپ اس لڑکے کو پڑھاتے رہے۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ آپ ہر مذہب وملت کے فقیروں کے پاس جاتے ہیں اور ان سے طالب ہوتے ہیں تو اس شخص کو یہ خیال ہوا کہ کہیں معرفت الٰہی کے شوق میں آپ ان فقیروں میں سے کسی کے ساتھ نہ چلے جائیں اس لئے آپ کو آپ کی والدہ کے پاس کہرام پہنچا دیا۔

ملوی میں قیام: کہرام سے پندرہ کوس کے فاصلے پر موضع ملوی واقع ہے وہاں ایک درویش مسمی بے نوا شاہ قاسم رہتے تھے۔ آپ ان کے پاس موضع ملوی چلے گئے اور وہاں ایک سال قیام فرمایا آپ کے سپرد یہ خدمت تھی کہ بھاڑ کے لئے لکڑیاں جمع کیا کریں۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ بے نوا شاہ قاسم نے اپنے گھر کی چھت پاٹنے کے لئے شہتیر بنوایا۔ انہوں نے اپنے مریدوں سے اس شہتیر کے اٹھانے کے لئے فرمایا۔ وہ شہتیر اتنا بھاری تھا کہ کسی سے نہیں اٹھا۔ سب زور کر کے رہ گئے۔ آپ نے اس شہتیر کو تن تنہا اٹھا" کر دیوار پر رکھ دیا۔ وہ شہتیر کسی قدر چھوٹا تھا۔ آپ کا ہاتھ لگنے سے وہ پورا ہو گیا۔

یہ بات بے نوا شاہ قاسم کے مریدوں کو ناگوار گزری۔ انہوں نے شکایت کی کہ وہ

Marfat.com

اتنے دنوں سے ہیں انہیں کچھ حاصل نہیں ہوا اور آپ کے متعلق کہا کہ اس شخص کو اتنی کم مدت میں صاحب تصرف کر دیا۔

حضرت شاہ قاسم نے ان لوگوں کو اس طرح سمجھایا کہ۔

''قاسم صینقی حق تعالیٰ ہے۔ یہ خود سید زادہ ہے۔ باب دادا ان کے صاحب کمال تھے۔ مجھ کو کچھ دخل اس میں نہیں ہے۔''

رخصت: اتفاق سے بے نوا شاہ قاسم کے پیر و مرشد بھی وہاں مقیم تھے۔ انہوں نے بے نوا شاہ سے فرمایا کہ:

''ہم اور تم مانند حوض صغیر کے ہیں۔ اور میران جی مانند دریائے عظیم کے ہیں ان کی سیرابی ہم سے نہ ہوگی ان کو رخصت کرو۔''

بے نوا شاہ قاسم نے اپنے پیر و مرشد کا اشارہ پا کر رخصت کیا۔

رہنمائی: اب آپ کے سامنے یہ سوال تھا کہ کہاں جائیں۔ شاہ بھاول نے آپ کی رہنمائی فرمائی اور آپ سے حضرت شاہ ابو المعالی کے پاس چلنے کو کہا۔ آپ نے شاہ بھاول کا مشورہ قبول کیا اور آپ اور شاہ بہاول اینٹھہ روانہ ہوئے جہاں حضرت ابو المعالی رہتے تھے۔

بیعت: جب اینٹھہ کے قریب پہنچے آپ ایک جگہ بیٹھ کر حقہ پینے لگے اور شاہ بہاول آپ سے پہلے حضرت شاہ ابو المعالی کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت شاہ ابو المعالی نے ان سے پوچھا۔

''رفیق کو کہاں چھوڑا''

انہوں نے عرض کیا کہ پیچھے آتے ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد شاہ بھاول آپ کو لینے کی غرض سے وہاں سے اٹھے آپ راستے میں مل گئے۔ دونوں باتیں کرتے ہوئے حضرت شاہ ابو المعالی کے پاس روانہ ہوئے۔ راستے میں شاہ بہاول نے آپ کو بتایا کہ حضرت شاہ ابو المعالی بطرف پائیں چار

Marfat.com

پائی پر بیٹھے ہیں۔

آپ جب حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا۔

''بیا میران من رفیقِ تو کجاست یعنی حقہ۔''

(آؤ میرے میران۔تمہارا رفیق کہاں ہے یعنی حقہ)

آپ نے عرض کیا کہ اس کو میں نے چھوڑ دیا۔اس وقت سے آپ نے حقہ پینا چھوڑ دیا بعد ازاں حضرت شاہ ابوالمعالی نے آپ کو مرید کیا۔آپ کو تعلیم فرمائی اور ذکر کی تلقین کی۔

واپسی: آپ کے پیرومرشد نے آپ کو رخصت کیا۔وہاں سے روانہ ہو کر آپ ملوی پہنچے اور وہاں تین دن بے ہوش رہے۔آپ کے منہ سے کف جاری تھا۔تین دن کے بعد آپ کو ہوش آیا۔

وہاں سے روانہ ہو کر آپ کہرام پہنچے اور فاضل قانون گو کی مسجد میں رہنے لگے کچھ عرصے میں اس میں قیام کیا۔پھر ایک دوسری مسجد میں جو آپ کے مزار کے قریب ہے رہنا شروع کیا۔

آپ نے ایک شخص سے کھانے کے واسطے فرمایا وہ روزانہ آپ کے واسطے کھانا لاتا تھا لیکن آپ چھ سات روز کے بعد ایک روٹی پانی میں تر کر کے تناول فرماتے تھے۔

کشف: ایک دن آپ کو بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ آپ کے پیرومرشد حضرت شاہ ابو المعالی کی داڑھی کا ایک بال بوریہ پر گرا ہے آپ نے اس بال کو لینے کی غرض سے اپیٹمہ آئے۔تلاش کر کے وہ بال بوریہ سے اٹھا کو اپنے پاس رکھا۔

آپ کے پیرومرشد کو آپ کی اس بات سے یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اس قسم کی مکشوفات میں الجھ کر رہ جائیں اور مقصد حقیقی سے دور ہو جائیں۔چنانچہ آپ

Marfat.com

کے پیرومرشد نے آپ سے فرمایا کہ۔

''میراں! یہ فقر نہیں ہے۔ فقر دوسری چیز ہے۔''

آپ کے پیرومرشد نے آپ کو ایک مرغ مرغن تین روز تک بھون کر کھلایا۔ اس کے کھانے سے آپ کو صفائی قلب حاصل ہوئی۔ پھر انہوں نے آپ کو رخصت کیا اور آپ کو خدا کے ساتھ مشغول رہنے کی ہدایت فرمائی۔

پس آپ کہرام آئے اور یادِ حق میں مشغول ہوئے۔

طلبی: چند دنوں کے بعد آپ کے پیرومرشد نے آپ کو ایک رقعہ بھیجا۔ آپ کو اینٹھہ طلب فرمایا تھا۔ آپ کثرت مجاہدہ، ریاضت اور کم کھانے اور کم سونے کی وجہ سے اتنے کمزور ہو گئے تھے کہ آپ کا سفر کرنا دشوار تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنے پیرومرشد کو یہی لکھا کہ کمزوری اتنی ہے کہ سفر کی ہمت نہیں۔ البتہ جلدی ہی خدمت بابرکت میں حاضر ہوں گا۔

آپ کے رقعہ کا جواب لے کر جب آدمی روانہ ہوا تو آپ خیال آیا کہ پیرومرشد کے بلانے پر ضرور جانا چاہیے۔ اس خیال کے آتے ہیں آپ اس آدمی کے پیچھے اینٹھ روانہ ہو گئے اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے آپ اینٹھ پہنچ کر اپنے پیرومرشد کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔

آپ کے پیرومرشد نے آپ سے دریافت فرمایا کہ کہرام سے کب چلے تھے۔ آپ نے سب قصہ بیان کیا اور عرض کیا کہ آج ہی دوپہر کہرام سے روانہ ہوا تھا۔

پھر آپ کے پیرومرشد نے پوچھا کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ دریا کس طرح پار کیا؟

آپ نے عرض کیا۔

''پانی کے اوپر چلا آیا اور پاؤں میرے تر نہیں ہوئے۔''

سوال و جواب ختم ہوئے آپ کے پیرومرشد نے آپ کو رخصت کیا اور آپ نے دریافت فرمایا۔

Marfat.com

اسباب ظاہر کی رعایت ضروری ہے۔" (انوار العارفین، فارسی ص ۴۱۷)

عبادت ومجاہدہ: اینٹھہ سے کہرام واپس ہوتے ہوئے کشتی سے دریا پار کیا کہرام پہنچ کر عبادت وریاضت ومجاہدہ میں مشغول ہوئے۔ رات کو کنویں پر ایک تختہ بچھا کر اس پر بیٹھ کر عبادت کرتے اور اپنے نفس کو آگاہ کرتے کہ اگر تو سویا تو کنویں میں گرے گا۔ پوشاک کا یہ حال تھا کہ پرانے کپڑے گلیوں سے اٹھا کر پانی سے دھو کر اور سی کر پہنتے تھے۔

خرقہ خلافت: آپ کے پیر ومرشد نے رخصت کرتے وقت آپ کو ہدایت فرمائی کہ اینٹھہ نہ آئیں۔ جب مناسب ہوگا وہ خود ہی کہرام آئیں گے کچھ عرصے کے بعد آپ کے پیر روشن ضمیر کہرام میں رونق افروز ہوئے اور آپ کو پیراہن، کلاہ، جامہ اور چادر عنایت فرمائی۔

آپ نے بصد عاجزی عرض کیا۔

"بندہ کو اس لباس کے پہننے کی لیاقت نہیں ہے"

آپ کے پیر ومرشد نے فرمایا کہ

"میں کہتا ہوں اور تم عذر کرتے ہو۔"

بحکم پیر ومرشد آپ نے وہ لباس پہنا۔ آپ کے پیر ومرشد نے آپ کو خرقہ سے سرفراز فرمایا۔

شاہی دربار سے تعلقات: محمد شاہ کے عہد میں ایک سال بارش نہ ہونے کی وجہ سے مخلوق بہت پریشان تھی۔ بادشاہ کو آپ کا نام بتایا گیا کہ اگر آپ دعا کریں تو یقیناً بارش ہو گی۔ محمد شاہ نے سرہند کے حاکم کے نام ایک فرمان جاری کیا جس میں اس نے آپ کو دہلی لانے کی تاکید کی اور ایک عریضہ آپ کی خدمت میں بھیجا آپ نے معذرت چاہی۔ جس وقت آپ کو خط ملا، وہاں خوب بارش ہوئی۔ محمد شاہ نے آپ کو نذرانہ بھیجا جو آپ نے مشکل قبول فرمایا۔

ایک مرتبہ محمد شاہ نے نواب روشن الدولہ کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ کی

Marfat.com

خدمت میں کچھ مٹھائی اور کچھ کپڑے محتاجوں کو تقسیم کرنے کے لئے بھیجے اور آپ سے اس امر کی دعا چاہی کہ اس کی اولاد میں ہمیشہ سلطنت رہے۔ آپ نے مراقبہ کیا اور فرمایا کہ محمد شاہ کو حضرت نظام الدین اولیاء کی سفارش سے سلطنت ملی ہے اور حضرت نظام الدین اولیا نے دو پشت کی سفارش کی تھی۔ اس میں کس کی مجال کہ دخل کرے۔

وفات: آپ ۵ رمضان المبارک ۱۱۳۱ھ کو واصل بحق ہوئے۔ مزار پر انوار کہرام میں حاجت روائے خلق ہے۔

خلفاء: آپ کے بیالیس خلیفہ تھے۔ آپ کے مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں۔

شاہ محمد باقر، شاہ نظام الدین، سید فاضل، سید عبدالمومن، شیخ نعمت اللہ، میاں شاہ اورنگزیب، خواجہ مظفر، غلام محمد، میاں افضل، شاہ لطف اللہ جالندھری، سید محمد سالم ترمذی روپڑی۔

سیرت: آپ اپنے وقت کے قطب تھے۔ عبادت، ریاضت، اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ نذرانہ جو آتا اس میں سے خادموں کے خرچ کے واسطے نکال کر باقی اپنے پیر و مرشد کو پیش کرتے۔ آپ کا لنگر عام تھا۔

تعلیمات: ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں آیت کریمہ لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کے معنی و مضمرات پر بحث شروع ہوئی۔ ایک عالم جو وہاں موجود تھا اس نے کہا "اس جگہ معنی انشاء میں ہے (یعنی یہ معنی ہیں۔ "چاہیے کہ نہ چھوئیں قرآن شریف کو لیکن پاک لوگ") جو حدث اکبر و اصغر سے پاک ہوں۔" آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ "کیا ضرورت ہے کہ اخبار کو معنی انشاء میں حمل کریں۔ یہ کیوں نہیں کہتے مس نہیں کرتے (قرآن وادراک معنی واسرار اس کے کو) مگر پاک لوگ کہ پاک ہوں آلائش بشری سے (بستان معرفت ص ۱۱۴)

آپ اپنے مریدوں کو آدھی رات سے زیادہ سونے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

فرمان: پیر کو مرید شناسی چاہیے۔

ورد و وظیفہ: آپ اپنے مریدوں کو ذکر اسم جہر کے ساتھ کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ آپ

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ۔

''فقیر کو چاہیے کہ ایک لاکھ مرتبہ ذکر اسم ذات کیا کرے۔ اگر چالیس مرتبہ ہر روز نہ کرے تو اس کو لقمہ درویشی و دلق حرام ہے۔''

کشف و کرامات: آپ کے پیر و مرشد کے حجرے کی چھت خراب ہوگئی۔ سب مریدوں نے چھت کی مرمت کی، لیکن چھت ٹھیک نہیں ہوئی۔ آپ کے پیر و مرشد نے مسکرا کر فرمایا کہ ''میران جی سے چھت درست ہوگی۔ آپ اس زمانے میں چلہ میں تھے۔ آپ کو بلایا گیا۔ آپ چلہ سے باہر آئے اور چھت درست کرنے میں مصروف ہوئے۔ آپ نے گھاس اکھاڑی، ۔ پھر مٹی اور پانی ڈال کر چھت کو کوٹنا شروع کیا جتنی بار کوٹتے تھے ہر بار ہر ضرب پر ایک مقام ظاہر ہوتا تھا۔

آپ کا ایک مرید موضع نوندھن میں رہتا تھا۔ اس کا ایک لڑکا تھا۔ جس کی عمر دس سال کی تھی ایک دن اس لڑکے کا انتقال ہوگیا۔ اتفاق سے اسی دن آپ اس موضع میں رونق افروز ہوئے۔ اس مرید کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ کو اپنے گھر لایا اور لڑکے کی نعش کو ایک کوٹھری میں بند کر دیا۔ جب آپ کے سامنے کھانا لایا گیا تو آپ نے کھانا کھانے سے انکار کیا اور فرمایا جب تک اس کا لڑکا نہ آئے گا اور کھانا نہ کھائے گا آپ بھی کھانا نہیں کھائیں گے۔ مرید نے بہانہ کیا اور عرض کیا کہ لڑکا کہیں کھیلتا ہوگا معلوم نہیں کب آئے۔ اس کا انتظار بیکار ہے آپ نے فرمایا وہ جب بھی آئے گا تب ہی کھانا کھائیں گے۔ اب اس مرید نے مجبور ہو کر عرض کیا کہ ''لڑکا آپ کے آنے سے دو ساعت پہلے مر گیا۔'' اس کی نعش کوٹھری میں رکھی ہے۔'' آپ نے فرمایا ''لڑکا مرا نہیں ہے۔ جا کر دیکھو۔ اگر سوتا ہو تو جگا کر لاؤ۔'' وہ شخص جب کوٹھری میں گیا تو دیکھا کہ لڑکا سانس لیتا ہے۔ اس کو ہلایا اور وہ اٹھ بیٹھا اور اپنے باپ کے ساتھ باہر آ کر آپ کا قدم بوس ہوا۔

Marfat.com

باب ۶۲

حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی

حضرت شاہ نظام الدی اورنگ آبادی مصدر جود یزدانی ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کی نسبت نسبی بواسطہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کئی واسطوں سے امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتی ہے۔ حضرت مولانا فخر الدین فخر جہان نے سلسلہ حدیث میں اپنے کو صدق لکھا ہے۔

آپ وطن مالوف قصبہ نگراؤن (کاکوری) ہے آپ کے خاندان کے بزرگ باہر سے تشریف لاکر وہاں سکونت پذیر ہوئے۔

ولادت باسعادت: آپ نے ۱۰۶۰ھ میں اس عالم کو زینت بخشی

نام: آپ کا نام نظام الدین ہے۔

تعلیم وتربیت: آپ کی تعلیم وتربیت آپ کے وطن میں ہوئی۔

دہلی میں آمد: دہلی کے اہل کمال کا شہرہ سن کر آپ بقصد انصرام بقیہ تحصیل علم دہلی تشریف لائے۔

دربار کلیمی میں باریابی: دہلی میں آپ نے حضرت شیخ شاہجہاں آبادیؒ کا شہرہ فضل و کمال سنا آپ نے چاہا کہ حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی کی خدمت فیض درجات میں حاضر ہوں اور ان سے فیوض و برکات حاصل کریں۔ ایک دن آپ حضرت شیخؒ کی خانقاہ میں حاضر ہوئے۔ دروازہ پر دستک دی۔

اس وقت مجلس گرم تھی۔ دروازہ بند تھا۔ حضرت کا یہ دستور تھا کہ اجنبی شخص کو مجلس سماع میں شرکت کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

دستک کی آواز سن کر حضرت شیخ نے حاضرین میں سے ایک کو حکم دیا کہ دروازہ

جا کر دیکھے کہ کون ہے۔اس شخص نے آپ کا نام نامی واحوال گرامی معلوم کر کے حضرت شیخ سے جا کر عرض کیا۔حضرت شیخ نے آپ کو اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔حاضرین کو تعجب ہوا۔(مناقب فخریہ قادریہ، فارسی ص۴)

انہوں نے حضرت شیخ سے عرض کیا۔

''دخل اجنبی در مجلس سماع دستور حضور نیست''

(اجنبی کو مجلس سماع میں داخل کرنا حضور کا دستور نہیں ہے)

حضرت شیخ نے فرمایا کہ

''ایں مرد عزیز است اجنبی نیست''

(یہ شخص عزیز (آشنا) ہے غیر نہیں ہے)

آپ جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، آداب بجالائے۔حضرت شیخ نے آپ کے سلام کا جواب دیا اور آپ سے آنے کی وجہ دریافت فرمائی۔آپ نے عرض کیا کہ تحصیل علم کی خواہش حضور کے قدموں میں لائی ہے۔حضرت شیخ نے آپ کی درخواست منظور فرمائی اور آپ کو خدمت عالی میں رہنے کی اجازت دی۔

بیعت وخلافت: آپ حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی کی خدمت میں رہ کر مستفید ہوتے رہتے۔اکثر آپ حضرت شیخ کے مریدوں کا ذوق وشوق، شغف وسکر وشورش دیکھتے تو آپ کو بڑا تعجب ہوتا۔ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت شیخ یحییٰ مدنی کا ایک مرید مدینہ منورہ سے آیا اور حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی کی خدمت میں جب حاضر ہوا تو حضرت شیخ کو دیکھتے ہی اس پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

آپ کو اس کے اس حال سے حیرت ہوئی۔آپ نے معلوم کیا کہ کیا بات تھی کہ جو وہ شخص اس طرح مست و بے خود ہوا۔جب آپ کو اس کی تفصیل اور مضمرات سے آگاہ کیا گیا تو آپ کے دل میں بھی اس راستے پر چلنے کا شوق موجزن ہوا۔آپ کے افکار وخیالات

میں تبدیلی پیدا ہوئی جس کا لازمی نتیجہ اعتقاد، اطوار ارادت اور آئین خدمت گزاری تھا۔

(مناقب فخریہ، فارسی ص ۴)

ایک دن حضرت شیخؒ جب مکان جانے کے لئے اٹھے تو آپ نے حضرت شیخ کے جوتے اٹھا کر ان کے سامنے رکھے۔ حضرت آپ کی اس بات سے خوش ہوئے اور آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

''توجہ بکسب علوم باطنی اولی واحسن است'' (تکملہ سیر الاولیاء، فارسی ص ۹۵)

(علوم باطنی حاصل کرنے کی طرف توجہ کرنا اعلیٰ اور بہتر ہے۔)

آپ نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ۔ (مناقب فخریہ فارسی، ص ۴)

سپردم بتو مایۂ خویش را

تو دانی حساب کم وبیش را

حضرت کلیم اللہ شاہجہاں آبادیؒ نے جب یہ شعر سنا تو آپ کو اپنے دست حق پرست پر بیعت کیا۔ اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ حضرت کلیم اللہ شاہجہاں آبادی جب اپنے پیر ومرشد حضرت شیخ یحییٰ مدنی سے بیعت وخلافت واجازت سے سرفراز ہو کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو حضرت شیخ یحییٰ مدنی نے حضرت شیخ سے فرمایا تھا کہ اس شکل وشباہت و صورت کا ایک شخص ان کے (حضرت شیخ کے) پاس آئے گا اس کا نام نظام الدین ہوگا۔ اور وہ عین دعوت الی اللہ کے وقت مندرجہ بالا شعر پڑھے گا اور ہماری ''بست'' کا مالک ہے۔

(تکملہ سیر الاولیاء، فارسی ص ۹۵)

آپ کی حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادیؒ سے بیعت ہونے کی تفصیل اس طرح بھی بیان کی جاتی ہے کہ ایک روز آپ قطب حضرت شاہجہاں آبادی کی خدمت میں حاضر تھے اور ایک کتاب جو اصول پر تھی پڑھ رہے تھے۔ ایک شخص جو حضرت شیخ یحییٰ مدنیؒ کے مریدوں میں سے تھا۔ حضرت شیخ یحییٰ مدنی کے وصال کے بعد مدینہ سے آیا اور حضرت

شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی کو دیکھتے ہی وہ شخص بے ہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس شخص کو ہوش آیا۔ آپ حیران تھے کہ یہ کیا ہوا۔ آپ نے حضرت شیخ سے اس کے متعلق عرض کیا۔

حضرت شیخ نے فرمایا۔

''یہ بھی ایک علم ہے اور یہ علم تم کو بھی تعلیم کیا جائے گا۔''

آپ کو اس علم کے حاصل کرنے کا شوق ہوا اور حضرت شیخ سے اس علم کے حاصل کرنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ آخر کار ذوق وشوق نے اپنا کام کیا آپ نے اس علم کا پڑھنا شروع کیا۔ نہایت خلوص وصدق دل سے حضرت شیخ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ حضرت شیخ نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ (خلاصۃ الفوائد)

فرمان مرشد: آپ کچھ عرصہ تک حضرت شاہجہاں آبادیؒ کی خدمت میں رہ کر علوم ظاہری سے فارغ ہوئے پھر ریاضت ومجاہدہ میں مشغول ہوئے اور بہت جلد درجہ کمال کو پہنچے۔ آپ کے پیر ومرشد حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی نے دکن کی ولایت آپ کے سپرد فرمائی اور ہدایت فرمائی کہ اورنگ آباد میں جا کر مستقل سکونت اختیار کریں۔

اورنگ میں قیام: آپ اورنگ آباد میں تشریف لائے اور ذکر وفکر مراقبہ میں مشغول رہے۔ تادم واپسیں رشد وہدایت فرماتے رہے۔

شادی اور اولاد: آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت سید محمد بندہ نواز گیسو دراز کے خاندان سے تھیں آپ کے ایک لڑکی اور پانچ لڑکے تھے۔ آپ کے صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

محمد اسماعیل، غلام معین الدین، غلام بہاؤ الدین، غلام کلیم اللہ، حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں (مناقب فخریہ، فارسی ص ۵)

وفات شریف: آپ ۱۲ ذیقعد ۱۲۴۲ھ کو نماز عشاء کے بعد جوار رحمت میں داخل ہوئے۔ بوقت وفات آپ کی عمر بیاسی سال کی تھی۔ مزار اقدس اورنگ آباد میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ (تکملہ سیر الاولیاء فارسی ص ۱۰۶)

Marfat.com

خلفاء: آپ کے ایک لاکھ سے زیادہ مرید ہیں۔آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا فخر الدین جہاں آپ کے سجادہ نشین ہیں۔

آپ کے چند مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں۔

حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں، خواجہ کامگار خاں، سید شاہ شریف، شاہ عشق اللہ، شاہ محمد علی، خواجہ نور الدین، غلام قادر خاں، محمد یار بیگ، محمد جعفر، شیر محمد، کرم علی شاہ۔

سیرت پاک: آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔سنت رسول کے سخت پابند تھے ریاضت، مجاہدہ اور مراقبہ میں مشغول رہتے تھے۔جب آپ استغراق میں ہوتے تھے تو کسی بھی بے شغل شخص کو چاہیے وہ آپ کا مرید ہی کیوں نہ ہوں نہیں پہچانتے تھے۔ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ہر آنے والے کی کھڑے ہو کر تعظیم کرتے تھے۔

پوشاک آپ کی معمولی ہوتی تھی۔قیمتی کپڑا زیب تن نہیں فرماتے تھے۔اکثر کپڑوں میں پیوند لگے ہوتے تھے۔خوراک بہت کم تھی۔معمولی غذا پر اکتفا کرتے تھے۔ہر شخص کی جہاں تک ممکن ہوتا حاجت پوری کرتے تھے۔چلتے وقت ہر شخص کو کچھ نہ کچھ دیتے۔جمعہ کے علاوہ جو نذرانہ آتا وہ آپ محتاجوں کو دیتے تھے۔

علمی ذوق: آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں ''نظام القلوب'' آپ کی مشہور تصنیف ہے۔

سجع مہر: آپ کے ایک نگین پر یہ عبارت کنداں تھی۔

ذکر مولیٰ از ہمہ اولیٰ

دوسرے نگین پر حسب ذیل عبارت تھی۔

درعایت دلہا بکوش نظام دین بدنیا مفروش

تعلیمات: آپ کی کتاب ''نظام القلوب'' اذکار و اشغال کے متعلق ہے۔

ذکر جہر: آپ فرماتے ہیں۔

''ذکر جہر کسی وقت بھی منع نہیں ہے، بلکہ ہر وقت مامور و ماجور ہے۔''

Marfat.com

کمال عشق: آپ فرماتے ہیں کہ

''اے عزیز! کمال عشق چاہیے تا کہ اس مقام پر پہنچے کیوں یہ مقام عاشقوں کا ہے کہ بغیر کمال عشق کے ہرگز حاصل نہ ہوگا۔''

اقوال: ☆جوفائدہ میں نے ذکر جہر میں دیکھا کسی چیز میں نہیں پایا۔

☆یعنی ذکر پاس انفاس سے کسی وقت بھی غافل نہ رہنا چاہیے تا کہ غیر کا دل میں شائبہ نہ گزرے

☆ذکر خالی معدہ کے وقت کرنا چاہیے خصوصا مبتدی کو اس کا لحاظ ضروری ہے۔

جب پیر کلاہ مرید کو عطا کرے۔اس راہ میں صادق وہ ہے کہ جوتا قہ کی قدر جانے۔

اوراد وظائف: آپ پاس انفاس کی بہت تاکید فرماتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ سوتے وقت سو مرتبہ تہلیل پڑھے اور اپنے اہل شجرہ کی ارواح پاک کو فاتحہ کا تحفہ پیش کرنا چاہیے۔

کشف وکرامات: ایک روز آپ کی خانقاہ میں عرس ہو رہے تھے۔قوال عربی کے اشعار گا رہے تھے۔اتنے میں ایک اجنبی شخص آیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا۔اس نے ایک شعر پر بحث و مباحثہ شروع کیا۔دو ایک جواب دے کر آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ وقت بحث کا نہیں ہے ،سماع سننے کا ہے۔جب آپ نے اس کا نام دریافت فرمایا تو اس شخص نے اپنا نام عبدالغنی بتایا۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ فقیروں سے جھوٹ بولنا اچھی بات نہیں۔دوبارہ اس نے اپنا نام ''عبداللہ'' بتلایا۔

تھوڑی دیر بیٹھ کر وہ شخص چلا گیا۔کچھ دنوں کے بعد وہ شخص پھر آیا۔آپ نے اس سے فرمایا کہ پچھلی مرتبہ جب وہ آیا تھا تو سماع ہو رہا تھا اور اس وجہ سے اس کی تسلی و تشفی نہ ہو سکی۔اب جو کچھ اس کے شک وشبہات ہوں بیان کرے۔

اس شخص نے عرض کیا کہ اس کی تسلی اسی دن ہو گئی تھی اور اب تو وہ معافی مانگنے کے لئے آیا۔

Marfat.com

آپ مسکرائے اور فرمایا کہ ''تمہارا نام عبداللہ ہے اور نہ عبدالغنی'' پھر آپ نے اس کا اصلی نام اور اس کی جائے پیدائش اور رہائش اور اس کی تعلیم کے متعلق جو فرمایا تو وہ شخص شرمندہ اور حیران ہوا اور آپ کا معتقد اور منقاد ہوا۔

نواب نظام الملک آصف جاہ کو دکن پہنچے زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا کہ مبارز خان نے بغاوت کر دی اور شکر کھیڑہ پر فوج لے کر مقابلہ کے واسطے گیا۔ نواب آصف جاہ آپ کے پاس آئے اور دعا کے طالب ہوئے۔ آپ نے نواب آصف جاہ کو مژدہ فتح و کامرانی سنایا۔ لیکن نواب آصف جاہ کی تسکین نہیں ہوئی۔ انہوں نے آپ سے عرض کیا کہ اگر کوئی علامت بتائیں تو اطمینان و تشفی ہو آپ نے کچھ دیر مراقبہ کیا اور فرمایا کہ کل صبح بروز پنجشنبہ ان کے ڈیروں پر پنچہ صندل کا نشان ظاہر ہوگا۔ یہ اشارہ ان کے لئے کافی ہے۔ یہ فتح کی علامت ہے۔

ایسا ہی ہوا اور نواب آصف جاہ فتح و کامیابی سے ہم کنار ہوئے۔

آپ کے ایک مرید سعید بیگ ایک جوگن پر شیفتہ ہوئے۔ آپ کے پاس بھی آنا جانا کم کر دیا۔ کئی روز کے بعد جو خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے غیر حاضری کی وجہ دریافت فرمائی۔ سعید بیگ نے سارا حال گوش گزار کیا کہ۔

''حضور! ہنگام دستگیری وقت عنایت ست''

حضرت کے اور مریدوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ کسی بہانے سے آپ کو وہاں لے جائیں جہاں جوگن مقیم ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ وہ جوگن آپ کے سامنے پیش کی گئی۔ آپ نے وہاں سے واپس آ کر سعید بیگ کو دوسرے دن جوگن کے پاس جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ مقصد حاصل ہوگا۔ سعید بیگ دوسرے روز حسب الحکم اس جوگن کے پاس گئے۔ جوگن ان کے کے نزدیک آئی اور ان سے کہا کہ وہ حضرت کی خانقاہ جانا چاہتی ہے۔ سعید بیگ اس کو اپنے ہمراہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ جوگن آپ سے بیعت ہوئی اور اس کی خواہش کے مطابق اس کا نکاح سعید بیگ سے کر دیا۔

باب ۶۳

حضرت بلھے شاہ

حضرت بلھے شاہ قدوۂ کاملاں تھے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد سید سخی درویش محمد اُچ میں رہتے تھے۔ اچ سے سکونت ترک کر کے ملکوال میں تشریف لائے۔ پھر ملکوال سے پانڈو میں جا کر اقامت گزیں ہوئے۔

نام: آپ کا نام عبداللہ شاہ ہے۔

کنیت: آپ کی کنیت بلھے شاہ ہے اور آپ کنیت سے مشہور ہیں۔

تعلیم و تربیت: آپ کے والدہ ماجد اپنے زمانے کے ایک عالم تھے۔ عربی و فارسی میں ان کو دستگاہ حاصل تھی۔ چنانچہ آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والد کی نگرانی میں ہوئی۔ پھر قصور پہنچ کر حافظ غلام مرتضٰی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان سے مزید تعلیم حاصل کی۔ تحصیل علوم ظاہری سے جلد فارغ ہوئے۔

تلاش حق: تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو علوم باطنی حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ تحصیل علوم باطنی بغیر مرشد کامل کے ممکن نہیں آپ اسی تگ و دو میں رہتے تھے۔

جدا امجد کی زیارت: ایک دن ایک درخت کے نیچے بیٹھے بیٹھے آپ کو نیند آ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ سید عبدالحکیم جو پانچویں پشت کے آپ کے جدامجد ہیں ایک تخت پر بیٹھے ہوئے ہوا میں اڑ رہے ہیں۔ ان کا تخت نیچے اترا۔ انہوں نے آپ کو دیکھ کر آپ سے دریافت فرمایا کہ ''تم کون ہو؟'' آپ نے جواب دیا کہ ''سید ہوں'' انہوں نے آپ کا حسب نسب دریافت فرمایا۔

آپ نے اپنا اور اپنے والد کا نام ان کو بتایا۔

انہوں نے آپ سے کہا کہ ''ہمیں پیاس لگی ہے'' آپ نے ان کو دودھ پیش کیا۔

Marfat.com

انہوں نے وہ دودھ سے بھرا پیالا لے کو تھوڑا خود نوش فرمایا اور باقی آپ کو دیا۔
آپ نے باقی دودھ پی لیا۔ دودھ پیتے ہی آپ از خود رفتہ ہو گئے۔ آپ کا سینہ روشن ہو گیا۔
رخصت ہوتے وقت حضرت سید عبدالحکیم نے آپ سے فرمایا کہ
ہمارے پاس تمہاری امانت تھی جو آج ہم نے تمہارے سپرد کر دی آج سے تم دس روپیہ روزانہ ملا کریں گے۔ اب یہ ضروری ہے کہ تم مرشد کامل کی تلاش کرو تا کہ اس کی وساطت سے تم جلد ہی معرفت اور سلوک کے مقامات طے کر سکو۔

والد کا مشورہ: گھر آ کر اپنا خواب اپنے والد سے بیان کیا۔ آپ کے والد نے آپ سے کہا کہ انہی بزرگ سے کہنا چاہیے تھا کہ وہ بیعت کر لیں۔ آپ نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ اب ان کو کہاں تلاش کیا جائے۔ آپ کے والد نے مراقبہ کر کے آپ کو بتایا کہ وہ بزرگ موضع ساندہ میں رونق افروز ہیں۔

ساندہ کو روانگی: آپ اسی وقت ساندہ روانہ ہوئے، ساندہ پہنچ کر حضرت سید عبدالحکیم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ان سے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے آپ سے فرمایا کہ ''جو تمہاری امانت ہمارے پاس تھی ہم نے تم کو دے دی۔ تمہارا حصہ حضرت شاہ عنایت اللہ قادری کے پاس ہے۔ ان کے پاس جاؤ اور اپنا حصہ لو۔''

لاہور میں آمد: آپ گھر واپس آئے اور اپنے والد کو سب حال سنایا اور حضرت عنایت اللہ قادریؒ سے بیعت کی اجازت چاہی آپ کے والد نے بخوشی آپ کو اجازت دے دی کچھ روپے اور دستار آپ کو دی۔ آپ نے حضرت عنایت اللہ قادری کی خدمت میں پیش کی۔

لاہور پہنچ کر آپ حضرت عنایت اللہ قادری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت سے مشرف ہونے کی خواہش ظاہر کی۔

شرط: حضرت عنایت اللہ قادریؒ نے آپ سے فرمایا کہ اس شرط پر بیعت کریں گے کہ پہلے وہ پانسو روپے نقد، پانسو روپے کا ایک گھوڑا، پانسو روپے کے طلائی کنگنوں کی ایک جوڑی اور

Marfat.com

نسو روپے کی ایک پوشاک لے کر آئیں۔

بی امداد: یہ شرط سن کر آپ کی امیدوں پر پانی پڑ گیا۔ آپ نے سوچا کہ شرط کا پورا کرنا ن کے بس کی بات نہیں نا امید ہو کر دریا کی راہ لی۔ راوی کے کنارے بیٹھے ہوئے اسی سوچ بچار میں تھے۔ آخر کار عالم نا امیدی میں دریا میں ڈوب کر مر جانا طے کیا۔

ابھی آپ نے یہ طے ہی کیا تھا کہ ایک شخص نقاب ڈالے گھوڑے پر سوار وہاں پہنچا ں سوار نے آپ سے کہا کہ "میاں صاحب! ایک کام کرو گے۔ میں نہانا چاہتا ہوں تمہیں کلیف تو ہوگی۔ جب تک نہاؤں تم میرا گھوڑا تھاموا ور میرے سامان کی حفاظت کرو۔"

آپ نے ایسا کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ اس شخص نے ایک تھیلی جس میں پانچ سو وپے تھے۔ طلائی کنگنوں کی جوڑی۔ پوشاک اور گھوڑا آپ کے سپرد کیا اور خود دریا میں ہانے چلا گیا۔

آپ اس شخص کے انتظار میں بہت دیر بیٹھے رہے۔ جب وہ دریا سے باہر نہ آیا آپ یہ سوچ کر کہ وہ شخص دریا میں ڈوب گیا وہاں سے شہر روانہ ہوئے۔

شہر میں جب داخل ہوئے تو لوگ پوشاک اور گھوڑا دیکھ کر بے اختیار کہہ اٹھے کہ ہ پوشاک اور گھوڑا تو حضرت شاہ عنایت اللہ کا ہے۔

یعت وخلافت: آپ خوشی خوشی وہ سارا سامان لے کر حضرت شاہ عنایت اللہ قادری کی دمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت شاہ عنایت اللہ آپ کو دیکھ کر مسکرائے آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور بعد رقہ خلافت عطا کیا۔ کچھ عرصہ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہ کر اور ان کے فیوض برکات سے مستفید ہو کر چناب کے کنارے رہنے لگے۔ اور عبادت و مجاہدہ میں مشغول ہوئے۔

صور میں سکونت: آپ نے پھر قصور میں سکونت اختیار کی۔ تعلیم و تلقین و تبلیغ میں صروف ہوئے۔ رشد و ہدایت اور لوگوں کو راہ حق دکھاتے۔

Marfat.com

گوالیار میں آمد: آپ کے پیرومرشد آپ سے کسی بات پر خفا ہو گئے انہوں نے آپ کی ولایت سلب کر لی۔ آپ گوالیار پہنچے حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری کے مزار پر حاضر ہوئے اور روحانی فیوض حاصل کئے۔ فن موسیقی میں کمال حاصل کیا کچھ دنوں کے بعد آپ کے پیرومرشد آپ سے خوش ہو گئے اور ولایت آپ کو عطا کی۔

وفات: آپ کا وصال ۱۱۷۱ھ میں ہوا مزار قصور میں واقع ہے۔

سیرت: آپ کو سماع کا بہت شوق تھا فن موسیقی سے بخوبی واقف تھے۔ آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کا تخلص بھی بلھے شاہ تھا۔ اپنے پیرومرشد سے والہانہ عشق تھا۔

کرامت: آپ اپنے مویشیوں کو چرانے کے لئے جنگل لے جایا کرتے تھے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ حسب دستور اپنے مویشیوں کو چرانے جنگل لے گئے۔ آپ ایک پیڑ کے نیچے بیٹھ گئے۔ بیٹھے بیٹھے آپ کو نیند آ گئی۔ مویشی چرتے چرتے ایک کھیت میں چلے گئے۔ اتنے میں کھیت کا مالک وہاں آ پہنچا۔ اس نے جب مویشیوں کو اپنے کھیت میں دیکھا تو بے چین ہو کر آپ کو تلاش کرنے لگا۔ پیڑ کے پاس آ کر دیکھا کہ آپ محو خواب ہیں اور ایک ناگ سانپ اپنے پھن کا سایہ کئے ہوئے آپ کے پاس کھڑا ہے۔

کھیت کا مالک جیوں خاں یہ دیکھ کر کچھ متعجب بھی ہوا اور پریشان بھی۔ وہ بھاگا ہوا آپ کے والد کے پاس آیا اور کہا کہ۔ ''ان کے مویشیوں نے ان کا کھیت اجاڑ دیا ہے۔ ان کا لڑکا پیڑ کے نیچے مردہ پڑا ہے اور سانپ ان کے برابر میں کھڑا ہے۔'' آپ کے والد کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ کچھ آدمیوں کو لے کر فوراً وہاں پہنچے۔ سانپ غائب ہو گیا۔ آپ اٹھ بیٹھے، آپ کے والد نے آپ سے کہا کہ لوگ شاکی ہیں کہ تمہارے مویشیوں نے کھیت اجاڑ دیا ہے۔

یہ سن کر آپ نے اپنے والد سے کہا کہ ایسا تو نہیں ہے۔ آپ خود دیکھ کر رائے قائم کیجئے کہ کھیت اجڑا ہے یا نہیں۔ واقعی کھیت پہلے سے زیادہ شاداب تھا جیوں خاں نے سارا کھیت آپ کے والد کی نذر کر دیا۔

Marfat.com

قال را بگذار مرد حال شو

پیشِ مردِ کاملِ پائمال شو

حصه هشتم

باب ۶۳

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی مقتدائے اہل بصیرت ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کھرل قوم سے ہیں (تکملہ سیر الاولیاء، فارسی، ص ۱۲۱)

والد ماجد: آپ کے والد کا نام ہندال ہے۔ انہوں نے مہار میں سکونت اختیار کی۔ (انوار العارفین فارسی، ص ۴۵۵)

ولادت: آپ ۱۴ رمضان ۱۱۴۲ھ کو چوتالہ میں پیدا ہوئے (انوار العارفین فارسی، ص ۴۵۵)

نام: آپ کا نام ''سہیل'' ہے۔ (مناقب المحبوبین)

لقب: آپ کا لقب ''نور محمد'' ہے۔

تعلیم و تربیت: آپ نے حافظ محمد مسعود مہاروی سے قرآن شریف حفظ کیا جب سن شعور کو پہنچے تو لاہور تشریف لے گئے اور وہاں تعلیم حاصل کی۔ لاہور سے دہلی آئے اور تحصیل علم ظاہری میں مشغول ہوئے۔

حضرت مولانا فخر الدینؒ کی دہلی میں آمد کی خبر سن کر آپ بہت خوش ہوئے۔

آپ حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کچھ مدت تک علم ظاہری حاصل کی۔

بیعت و خلافت: حضرت مولانا کی صحبت میں رہ کر آپ کو تحصیل علم باطنی کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ حضرت سلطان المشائخ کے عرس کے روز آپ حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں کے دست حق پرست بیعت ہوئے۔ سب سے پہلے دہلی میں حضرت مولانا سے بیعت کرنے کا شرف آپ ہی کو حاصل ہے۔

تحصیل وتکمیل کمالات باطنیہ کے بعد حضرت مولانا نے خرقہ خلافت سے سرفراز کیا۔

پیرومرشد: آپ اپنے پیرومرشد کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔حضرت مولانا نے چونتیس سال دہلی میں قیام فرمایا۔آپ چھ ماہ اپنے وطن مہار میں اور چھ ماہ اپنے پیرو مرشد کے ساتھ دہلی میں رہتے تھے۔حضرت مولانا کے ساتھ آپ پاکپتن گئے تھے۔

شادی اوراولاد: آپ کے تین لڑکے تھے جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

نورالصمد نوراحمد، ۔ نورحسن

وفات: آپ ۳ ذی الحجہ ۱۲۰۵ھ کو جوار رحمت میں داخل ہیں

خلفاء: حضرت محمد عاقل صاحب کے علاوہ آپ کے دیگر ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں۔

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی، شیخ نورمحمد نارووالہ، حافظ محمد جمال ملتانی، مولوی خدابخش جیو ،حافظ غلام حسن جیو، مواری محمد مسعود جیو، حافظ غلام محمد جیو۔

سیرت: آپ جامع علوم ظاہری وباطنی ہیں۔ترک وتجرید آپ کا شعار تھا۔تحمل وبردباری قناعت،توکل سے آراستہ تھے۔ریاضت،عبادت ومجاہدہ، میں مشغول رہتے تھے۔آپ پیر ومرشد کی خدمت کو اپنے لئے سرمایہ افتخار سمجھتے تھے۔آپ کے پیرومرشد آپ پر بہت مہربانی فرماتے تھے۔چنانچہ حافظ شرف الدین کو آپ کا مرید کرایا اور فرمایا۔

''بیعت ایشان بیعت من است''

(ان کی بیعت، میری بیعت ہے) (انوارالعارفین، فارسی ص ۴۵۵)

تعلیمات: آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں۔

علماء اوراہل اللہ: ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ علماء کفار کی تعظیم نہیں کرتے اور اہل اللہ ہر مومن اور کافر کی تعظیم کرتے ہیں۔حالانکہ شریعت اور حقیقت میں اختلاف نہیں ہے۔ پھر ایسا کیوں؟۔

آپ نے جواب دیا۔

''وجہ یہ ہے کہ علماء کی نظر ان کے کفر پر پڑتی ہے اور اہل اللہ کی نظر مظہریت او
حقیقت پر پڑتی ہے نہ کہ کفر پر۔''

مسئلہ نفی وجود: ایک دن مسئلہ نفی وجود پر بحث ہوئی۔ آپ نے سلطان باہو کے عشق کا
قصہ بیان فرمایا کہ سلطان باہو ابتدائے حال میں ایک زمیندار کے لڑکے پر عاشق ہوئے
اس کے مکان کے دروازے پر ایک جھونپڑی میں رہنے لگے۔ ایک روز آدھی رات کے وقت
سلطان باہو اس لڑکے کو دیکھنے کے لئے بے چین ہوئے۔ لڑکا اپنے گھر میں سو رہا تھا۔ بظاہر اس
کو اس وقت دیکھنے کی کوئی صورت سمجھ میں نہ آئی۔ سلطان باہو نے ایک تدبیر سوچی کہ اگر
جھونپڑی کو آگ لگا دی جائے تو لوگ آگ کو دیکھنے کے لیئے جمع ہو جائیں گے اور ممکن ہے کہ
وہ لڑکا بھی گھر سے باہر نکل آئے چنانچہ سلطان باہو نے ایسا ہی کیا جب جھونپڑی میں آگ لگی
تو لوگ جمع ہو گئے اور وہ لڑکا بھی گھر سے باہر نکل آیا اور سلطان باہو نے اس بہانے سے اپنے
محبوب کو دیکھ لیا۔

اقوال: ☆ جس کسی کو زن و فرزند، زراعت و تماشہ کے تعلقات مزاحم ہوں اس کو چاہیے کہ
خطرات کو ترک کرے۔

☆ کم کھانا، کم سونا، کم بولنا، اور لوگوں سے کم ملنا جلنا اختیار کرے۔

☆ ولی کو احوال ماضی و مستقبل بشرط توجہ معلوم ہوتا ہے۔

☆ انسان کامل عالم کی جان ہے اور اس کی موت عالم کی فنا

کشف و کرامات: ہر آنے جانے والے کے مافی الضمیر کو آپ بتا دیتے تھے۔

آپ کے ایک مرید مولوی غلام حسین کا آپ سے سو کوس کے فاصلے پر انتقال ہو
آپ کو مولوی غلام حسین کے جنازہ کے ہمراہ لوگوں نے دیکھا۔

Marfat.com

باب ۶۵

حضرت سید عبداللہ قادری

حضرت سید عبداللہ قادری مورد فیض ایزدی ہیں۔

خاندانی حالات: آپ غوث الاعظم میران محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد میں سے ہیں۔

والد: آپ کے والد ماجد کا نام سید عبدالجلیل ہے۔ (کرامات نظامیہ ص ۲۱)

بیعت: آپ کی نسبت باطن و نسبت ظاہر گیارہ واسطوں سے حضرت سید عبدالعزیز بغدادی فرزند حضرت غوث الاعظم تک پہنچتی ہے۔

ہندوستان میں آمد: ہندوستان میں آپ کے تشریف لانے کی دو وجوہات بتائی جاتی ہیں۔ آپ کے صاحبزادے کا انتقال آپ کے لئے صدمۂ جانکا تھا۔ اس کے رنج و غم میں آپ نے دور دراز کا سفر اختیار کیا اور سفر کی تکالیف کو برداشت کیا (انوار العارفین فارسی، ص ۵۶۶)

دوسری وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ حضرت غوث الاعظم نے آپ کو اور حضرت شاہ نیاز احمد کو قادری سلسلہ میں بیعت کرنے کی غرض سے ہندوستان بھیجا۔ (کرامات نظامیہ ص ۲۹)

دہلی میں قیام: آپ نے دہلی پہنچ کر جامع مسجد میں قیام فرمایا، دہلی میں آپ کو بہت شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی، حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں، حضرت مرزا جان جانان مظہر شہید، ظفر علی شاہ، شاہ آبادانی میران نانو اور میر فتح علی ایسے بزرگ اور باکمال ہستیوں نے آپ کی انتہائی تعظیم و تکریم کی آپ کی پالکی کو ان بزرگوں نے اپنے کاندھے پر رکھا۔

رام پور میں قیام: دہلی سے آپ رام پور میں رونق افروز ہوئے۔ نواب فیض اللہ خاں صاحب والی رامپور آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ بیعت سے مشرف ہو کر انہوں نے اس بات کی کوشش کی کہ آپ رامپوری ہی میں مستقل سکونت رکھیں۔ نواب صاحب

Marfat.com

کے اصرار پر آپ راضی ہو گئے۔نواب صاحب نے آپ کو جاگیر پیش کی۔آغا پور گاؤں آپ کونذر کیا۔((انوار العارفین فارسی،ص۵۲۲)

مسجد کی تعمیر: رامپور میں آپ نے ایک عالیشان مسجد تعمیر کرائی مسجد تعمیر ہو رہی تھی کہ ایک دن آپ کا الہام ومکاشفہ حضرت غوث الاعظم کی طرف سے اس بات کا ہوا کہ مسجد جو زیر تعمیر تھی گر جائے گی آپ فوراً خلوت سے باہر آئے اور معماروں اور مزدوروں کو باہر آنے کی تاکید فرمائی۔جب معمار اور مزدور باہر آ گئے مسجد گر گئی۔

آپ نے از سر نو مسجد کی تعمیر کی۔نواب فیض اللہ صاحب نے مسجد کی تعمیر کے واسطے روپیہ نذر کرنا چاہا۔لیکن آپ اس بات پر راضی نہ ہوئے اور نواب صاحب کی نذر قبول نہیں فرمائی۔

وفات: آپ نے ۱۴ محرم ۱۲۰۷ھ کو عالم جاودانی کی طرف کوچ فرمایا۔مزار فیض آثار رامپور میں مرجع خاص وعام ہے۔(انوار العارفین فارسی،ص۵۲۲)

آپ کے مزار مبارک کے دروازے پر آپ کی تاریخ وفات کنندہ ہے۔اشعار حسب ذیل ہیں۔

دریغا حسرتا قطب معظم — چراغ دودمان غوث اعظم
گرامی گوہر دریائے پر نور — کہ ناش سید عبد اللہ مشہور
بیکشنہ دہ چار از محرم — بروں زد خیمہ از آفاق عالم
دریں غم باہزاراں آہ و حسرت — طلب کر دم زدل تاریخ رحلت
بدل گفتا سروشِ رحمت حق — جناں راروح پاکش داد رونق

۱۲۰۷ ہجری

آپ کی وصیت کے مطابق جو چند قدم شریف آپ بغداد سے اپنے ہمراہ لائے تھے۔وہ آپ کے مزار پر نصب کر دیا گیا۔

Marfat.com

خلفاء: آپ کے تین خلیفہ تھے۔ جو حسب ذیل ہیں۔۔

مولوی امجد علی، حضرت نیاز احمد بریلوی، شمس الضحیٰ اکبر آبادی ((انوار العارفین فارسی، ص۲۳)

سیرت پاک: آپ قادریہ سلسلہ کے جلیل القدر بزرگ ہیں۔ حضرت غوث الاعظم کی روحانیت آپ کی معاون و مددگار تھی۔ آپ غوث پاک کے روحانی فیوض سے مستفید و مستفیض ہوتے تھے۔ امور دنیاوی و دینوی آپ پر منکشف ہوتے رہتے تھے۔ فتوحات بکثرت آتی تھیں۔ آپ اس میں کچھ نہیں بچاتے تھے۔ سب غرباء، فقراء اور مساکین پر خرچ کر دیتے آپ بزرگی اور عظمت کے مالک تھے۔ جس شہر میں آپ تشریف لے جاتے وہاں لے لوگ آپ کی پالکی کو کاندھا دینا اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے تھے۔ (انوار العارفین فارسی، ص۲۲)

کرامت: آپ رام پور میں مسجد تعمیر کرا رہے تھے بظاہر آپ کے پاس کوئی مال و متاع نہ تھا جس مصلے پر آپ بیٹھا کرتے تھے۔ اس کے نیچے سے جب خرچ کی ضرورت ہوتی نکال کر دیتے تھے۔ ایک مزدور کو خیال ہوا کہ شاہ صاحب کا سارا روپیہ مصلے کے نیچے دفن ہے۔ رات کو اس مزدور نے زمین کھودی لیکن کچھ برآمد نہیں ہوا۔ زمین کو پھر اس نے برابر کر دیا۔ اور کسی سے ذکر نہیں کیا۔ آپ نے دوسرے دن پھر مصلے کے نیچے سے نکال کر خرچ کیا۔ شام کو مزدوروں کا حساب کیا۔ اس مزدور کو دوگنی مزدوری یہ کہہ کر دی کہ آدھی مزدوری دن کی ہے اور آدھی رات کی ہے اس وقت مزدور نے جب یہ سنا تو بہت شرمندہ ہوا اور معافی کا خواستگار ہوا۔

Marfat.com

باب ۶۶

حضرت شاہ نیاز احمد

حضرت شاہ نیاز احمد مخلوق سے بے نیاز تھے۔

حسب ونسب: آپ والد کی طرف سے علوی سید ہین اور والدہ کی طرف سے حسینی و رضوی ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کے اجداد شاہانِ بخارا سے تھے۔ان کا دارالخلافہ اندی جان تھا۔ آپ کے اجداد میں حضرت شاہ آیت اللہ علوی تاج وتخت چھوڑ کر ملتان تشریف لائے۔ان کے پوتے شاہ عظمت اللہ ملتان سے سرہند میں آکر رہنے لگے۔ وہاں سے حضرت شاہ رحمت اللہ دہلی تشریف لائے۔

والد: آپ کے والد ماجد کا نام شاہ محمد رحمت اللہ ہے۔

والدہ: آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی لاڈو ہے۔ان کو بی بی غریب نواز کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔وہ صاحبزادی سید مولانا سعید الدین کی تھی۔ جو شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی کے خلیفہ تھے۔وہ قادری سلسلہ میں حضرت شیخ محی الدین کی مرید تھیں۔

ولادت: آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۷۳ھ سرہند میں ہوئی۔

نام نامی: آپ کا نام نامی راز احمد ہے۔

لقب: آپ نیاز احمد کے لقب سے مشہور ہیں۔

تعلیم وتربیت: آپ کی تعلیم وتربیت میں آپ کی والدہ ماجدہ نے بہت دلچسپی لی، صغرسنی میں آپ اپنے والدین کے ساتھ دہلی آئے اور دہلی میں آپ کی تعلیم باقاعدہ شروع ہوئی۔

سعید الدین رضوی نے آپ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔آپ کی تعلیم جاری رہی۔ پندرہ سال کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہوئے۔اور دستار فضیلت حاصل کی۔

Marfat.com

بیعت وخلافت : آپ کی والدہ ماجدہ کی استدعا پر حضرت مولانا فخر الدین جہاں نے آپ کو اپنی تربیت میں لے لیا۔ لیکن بیعت نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی بسم اللہ کے وقت آپ کے نانا مولانا سعید الدین رضوی نے آپ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا۔ اور حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں آپ کے نانا مولانا سعید الدین رضوی کا بہت احترام کرتے تھے۔

آپ نے جب بیعت ہونا چاہا اور بہت اصرار کیا تو حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں نے آپ کو اس طرح سے بیعت کیا کہ ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھا بلکہ اپنا دامن پکڑا کر بیعت فرمایا اور اس کا نام بیعت طالبی رکھا۔

دہلی میں جب آپ کے کمال شہرہ ہوا تو لوگوں میں چومیگوئیاں ہونے لگیں بعض نے کہا کہ وہ کسی سے بیعت تو ہیں نہیں کمال کیا ہوگا۔ یہ سن کر آپ کو بہت صدمہ ہوا اس کے کئی روز کے بعد حضرت مولانا فخر الدین جہاں نے آپ سے فرمایا کہ۔

"میاں ! آج شب میں حضرت جناب پیران پیر قدس سرہ العزیز نے تمہاری بیعت اپنے دست مبارک پر قبول فرمائی اور مجھ کو ایک صورت دکھلائی ہے اور فرمایا کہ اپنی خاص اولاد میں سے ان کو بھیجتا ہوں۔ بظاہر ان کے ہاتھ پر تکمیل کرا دینا۔" (کرامات نظامیہ ص ۲۰)

اس بات کو ہوئے عرصہ قریب چھ ماہ گزر گیا لیکن وہ بزرگ تشریف نہیں لائے ایک دن صبح حضرت مولانا فخر جہاں نے آپ کو یہ مژدہ سنایا کہ

حضرت پیران پیر قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ہمارے فرزند مرسلہ کو آج تین روز دہلی پہنچے گزرے اور تم ان سے غافل ہو۔"

حضرت مولانا فخر الدین نے ان بزرگوں کی تلاش کے لئے لوگوں کو ہر طرف بھیجا ایک شخص نے حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں کو ایک بزرگ کا پتہ دیا کہ وہ بغداد کے رہنے والے ہیں اور جامع مسجد دہلی میں مقیم ہیں۔ دریافت کرنے پر اس شخص نے ان بزرگ کا جو

Marfat.com

حلیہ اوران کی وضع قطع بیان کی تو حضرت مولانا فخر الدین کو یقین ہوگیا کہ یہ وہی بزرگ ہیں جن کے متعلق حضرت غوث الاعظم نے عالم رویا میں فرمایا تھا۔

حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں نے مٹھائی لانے کا حکم دیا۔ مٹھائی کو خوان میں رکھا۔ خوان کو اپنے سر پر رکھا اور داہنے ہاتھ سے آپ حضرت شاہ نیاز احمد کا ہاتھ پکڑا۔ اس طرح سے جامع مسجد میں داخل ہوئے۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ ایک نورانی صورت بزرگ منبر کے در میں رونق افروز ہیں۔ حضرت مولانا فخر الدین جہاں نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ وہی بزرگ ہیں جن کی صورت آپ کو دکھلائی گئی تھی۔ ان بزرگ سید عبداللہ بغدادی نے آپ (حضرت شاہ نیاز احمد) کو دیکھتے ہی فرمایا۔

''انہیں کی صورت مجھے دکھلائی گئی تھی جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں'' (کرامات نظامیہ ص ۳۰)

حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں نے خوان سر سے اتار کر حضرت سید عبداللہ قادری کے سامنے رکھا اور انہوں نے (حضرت سید عبداللہ بغدادی) آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور آپ کو تعلیم و تلقین فرمائی۔ ذکر نفی و اثبات کے باون طریقے آپ کو بتائے۔ خلافت سے آپ کو سرفراز فرمایا۔ عربی میں خلافت نامہ لکھ کر آپ کو دیا اور اپنی دستار آپ کو مرحمت فرمائی۔

ازواج واولاد: آپ کی پہلی شادی حضرت سید عبداللہ بغدادی کی صاحبزادی سے ہوئی جولا ولد فوت ہوئیں۔ ان کے انتقال کے بعد آپ نے دوسری شادی کی۔ دوسری شادی سے ایک لڑکی اور دو لڑکے پیدا ہوئے۔ لکڑی کا انتقال صغر سنی میں ہوگیا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے کا نام نظام حسین ہے۔ اور چھوٹے صاحبزادے کا نام نصیر الدین حسین ہے۔

(کرامات نظامیہ ص ۲۸)

وفات شریف: آپ نے ۶ جمادی الثانی ۱۲۵۰ھ کو جان شیریں جاں آفریں کے سپرد فرمائی۔ مزار فیض آثار بریلی میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

خلفاء: آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت نظام حسینؒ آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کے مقتدر خلفاء حسب ذیل ہے۔

آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ نظام الدین حسین، مولوی عبداللطیف خاں علوم سمرقندی، مولوی نعمت خاں بخاری (کابل) مولوی محمد حسین (مکہ معظّمہ) میر محمد سمیع بدخشانی، ملا عیوض محمد یہ خشائی، محمد فخر عالم شاہجہان پوری، مولوی عبدالرحمٰن خاں ساکن جاورہ، مولوی مستاں خاں شاہجہانپوری، شاہ شمس الحق (مزار لکھنو) مخدوم جی بدخشانی، شاہ نور حسین بریلوی۔

سیرت پاک: آپ مشاہیر اولیاء سے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل تھا۔ آپ بڑے عالم فاضل وکامل درویش تھے۔ صاحب مقامات وعالیات تھے۔ عشق الٰہی میں سرشار تھے۔ عجز وانکساری اور حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں کے وابستگان سے لگاؤ اور محبت کی یہ حالت تھی کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا فخر جہاں کی پالکی اٹھانے والوں میں سے ایک کہار آپ کی خانقاہ میں آیا۔ آپ اس کو لینے کی غرض سے خانقاہ کے صحن تک تشریف لے گئے۔ اس کہار کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور نہایت عزت واحترام کے ساتھ اس کو اپنی مسند کے پاس بٹھایا۔ اس کو نذر پیش کی اور رخصت کیا (کرامات نظامیہ ص ۲۳)

آپ خاندان رسالت کا بڑا احترام کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مجلس وعظ میں آپ رونق افروز تھے۔ آپ کی نگاہ ایک صاحب پر پڑی جو سید تھے۔ وہ نہایت شکستہ حال تھے۔ اور سب سے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ان کو دیکھتے ہی اٹھے اور اپنا سر ان کے قدموں پر رکھ دیا۔ پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ۔

"سب لوگ گواہ رہیں کہ اگر خدا کے یہاں مجھ سے یہ سوال ہوگا کہ تو اس مجلس وعظ میں گیا تھا تو میں یہی عرض کروں گا کہ میں نے وہاں بھی تیرے رسول کی اولاد کے قدموں پر سر رکھا تھا۔" (کرامات نظامیہ ص ۲۴)

Marfat.com

دستورالعمل: آپ رات کو بارہ بجے کے قریب اٹھتے، وضو کرتے اور تہجد پڑھتے، تہجد سے فارغ ہو کر خاندانی وظیفہ پڑھتے بعد ازاں بارہ تسبیح ضرب کی ادا کرتے۔ صبح کی نماز پڑھ کر تھوڑی دیر آرام کرتے۔ ((کرامات نظامیہ ص ۲۳)

علمی ذوق: آپ ایک بلند پایہ عالم تھے آپ صاحب تصنیف بھی تھے۔

شعر و شاعری: آپ کو صوفی شعراء کی بزم میں ایک عام درجہ حاصل ہے۔ آپ کا تخلص "نیاز" ہے دو دیوان، ایک فارسی کا، اور دوسرا اردو کا۔ آپ کی شاعری کی یادگار ہیں۔ آپ کا کلام فصاحت نام حقائق و معارف کا آئینہ ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنی ایک غزل جس کا مطلع یہ ہے۔

امشب آنست کہ زد حلقہ جہاں بر در ما
نیر نور خدا کرد طلوع از برما

حضرت مرزا جان جاناں مظہر شہیدؒ کو سنائی تو حضرت مرزا صاحب پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی۔

آپ کے چند اشعار ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں

چشم دل نیاز کہ تاباں است چوں صدف
از آب روشنی در بے بہائے اوست

اگرچہ میں سیر بتاں دیکھتا ہوں ولے جلوہ حق عیاں دیکھتا ہوں
یہ جو کچھ کہ پیدا ہے سب عین حق ہے کہ اک بحر ہستی رواں دیکھتا ہوں
ازل سے ابد تک جو کثرت ہے پیدا سو وحدت کا دریا عیاں دیکھتا ہوں

کشتہ شمسیر عشق از مرگ باشد دراماں زندہ جاوید باشد مردہ بے جان عشق
آب حیواں مرگ باشد در مذاق عاشقاں زندہ جاوید ہستند ایں کساں از جان عشق

Marfat.com

چشم ادرک خرابہرہ نبود نیاز · از تماشائے کہ بیند دیدہ حیران عشق

تعلیمات: ایک مرتبہ جناب مولوی اکبرعلی بریلی آئے اورآپ سے چند باتیں دریافت کیں ان کے سوالات اورآپ کے ہرسوال کا جواب حسب ذیل ہے۔ (کرامات نظامیہ ص۲۳)

پہلاسوال: سماع کے متعلق آپ کا کیاحکم ہے؟

آپ نے جواب دیا: ''ڈھولک کی آواز ایسی کان میں بھری ہے کہ دوسری بات سنائی نہیں دیتی۔

دوسراسوال: تعزیہ کے متعلق آپ کیافرماتے ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ ''اگر بنانہیں ہوگا تو میں اجازت تعزیہ بنانے کی نہیں دوں گا۔اس واسطے کہ کماحقہ اس کی تعظیم نہ ہوسکے گی اور جو بن گیا ہوگا تو جتنا ممکن ہوگا تعظیم کروں گا۔''

تیسراسوال: یزید کے لعن کے متعلق کیاخیال ہے۔

آپ نے جواب دیا کہ ''آج تک اللہ تعالیٰ نے میری زبان کو اس نام خبیث سے بچایا ہے۔میری رائے میں ایک مرتبہ یہ نام زبان سے نکل جائے تو دن بھر زبان کی نجاست نہیں جاتی۔میں تو لعن یا غیرلعن اس کا نام ہی نہیں لیتا۔اتنی دیر حسین حسین کیوں نہ کہوں کہ قلب کو نورایمان سے ترقی ہو۔''

اقوال: موت کا وقت بہت سخت ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ خاردار درخت پر باریک کپڑا ڈال کر ایک جانب سے کھینچا جائے اوراس کے تارتار ہوکر کھینچیں۔

یہی حالت روح کی ہے کہ ہررگ وریشہ بدن سے کھینچ کرآتی ہے۔

اذکارواشغال: مروجہ اذکارواشغال کے علاوہ اوراذکارواشغال آپ کو مشائخ سے پہنچے وہ حسب ذیل ہیں۔

ذکرنفی اثبات ۵۱ طریقے سے

اشغال خاندان قادریہ، ذکراثبات، ایک طریقے سے، ذکراسم ذات ایک طریقے سے، ذکر

Marfat.com

سرہا ایک طریقے سے، پاس انفاس کئی طریقوں سے، ذکر جاروب ایک طریقے سے۔ ذکر ارہ ایک طریقے سے، ذکر حدادی، ایک طریقے سے، ذکر نفاری، محوالجہات، ذکر کلیت، ذکر قربیت، ذکر روح، ذکر محیط ہر ایک طریقے سے، ذکر سلطان الاذکار ایک طریقے سے، ذکر جہر، ذکر آوروبرد، ذکر صنوبری، ذکر صفات، ذکر اقرب محیط ذکر ہود، ذکر صرہ، ذکر صمائر، ذکر سرمدی، شغل غوثیہ، شغل عینت، شغل کشف القبور والقرآن، شغل انا انتا، شغل غوطہ، شغل فوارہ، شغل طاقچہ، شغل سرگوشی، شغل مہدہ ومہاد، شغل کاسہ، شغل سفر دروطن، شغل ادراک، شغل بحر، شغل جامع، شغل بارش، شغل عکس، شغل آئینہ، شغل نصیر، شغل محمودہ، شغل مطلق، شغل ہستی، شغل وید، شغل دریا، شغل سہ پایہ، ذکر احاطہ، شغل خفی، شغل حاضر، شغل واصل، شغل مظہری، شغل حقیقت مطلقہ، شغل اسراری، شغل مدہوش۔ ہر ایک ایک طریقے سے، شغل آفتابی۔ چار طریقے سے۔ شغل نقطہ مدوری چند طریقوں سے۔

اشغال چشتیہ: مراقبات تحت اول ودویم تا ششم، سیر تا ہفتم، نقش بندیہ قدیمہ، لطائف ستہ، لطائف عشرہ، طرق موصل الی المطلوب ہر طرح سے۔ ایک طریقہ کامل من اولہ آخرہ تراکیب نماز سے، صرف وظائف سے، ایک طریقہ روزہ سے، ایک طریقہ ہر بازار ومجمع عام سے، ایک طریقہ مشاہدہ عجائبات سے۔

دیگر اشغال: انہد، شغل ہوم شوم، شغل ہنسہ، ذکر کرم، شغل سوہن، الک دند، شغل انگلا پگلا، شغل سکھمنا، چوراسی آسن، شغل ادہی ہی، اوام پہواد، ذکر کاوتری، ذکر کاوتی، ذکر چہار برم، ذکر بشمب، ذکر برم، چھایا ورش، شغل ترکٹی۔

کرامات: ایک مرتبہ آپ چوہدری بسنت رائے کے مکان پر تشریف لے گئے۔ ان کا ایک رشتہ دار استسقاء کی بیماری میں مبتلا تھا۔ آپ نے اس مریض کی حالت دیکھ کر ایک ولائیتی کو جو اس کے ہمراہ تھا۔ اس مریض کے پلنگ کے برابر زمین پر لیٹنے کا حکم دیا۔ اس ولایتی جو پیٹ اور جسم پھولنے لگا اور اس مریض کو افاقہ ہونا شروع ہوا۔ اس مریض کو شفا

Marfat.com

ہوئی۔اس نے پیٹ بھر کے کھانا کھایا۔اس ولائیتی کا مرض بڑھتا گیا۔جب ولایتی آپ کی خانقاہ میں آیا تو وہ بھی دوایک روز میں اچھا ہو گیا (کرامات نظامیہ ص ۲۳)

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ بریلی میں آگ لگی۔ بہت سے مکان جل کر خاک ہو گئے۔آگ پھیلتے پھیلتے محلّہ قطب میں نمودار ہوئی۔اس وقت آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ نظام الدین حسین آپ کے پاس گھبرائے ہوئے پہنچے اور آپ کو آگ لگنے کی طلاع دی۔دوپہر کا وقت تھا۔آپ آرام فرما رہے تھے۔آپ بغیر کرتہ پہنے ویسے ہی باہر تشریف لائے۔آپ نے دیکھا کہ امیر علی خاں رسالدار نے جب آپ کو دیکھا جان میں جان آئی۔انہوں نے اپنے سائیسوں سے کہا کہ گھوڑوں کو نکالنے کی کوشش مت کرو۔اگر بچانا ہوگا تو حضرت خود بچالیں گے۔ورنہ حضرت کے سامنے ان کو جلنے دو۔

آپ نے نظر اٹھائی آگ کا رخ بدل گیا۔چھپر کا ایک کونہ جلنے پایا تھا کہ وہ بھی خود بخود بجھ گیا۔دوسرے دن آپ کے صاحب زادے حضرت شاہ نظام الدین حسین نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا پڑھ کر پھونکا تھا کہ آگ یک دم بجھ گئی۔آپ نے فرمایا کہ۔

''پڑھنا کیا تھا۔سمندر بن کر ایک چھینٹا مارا فورا بجھ گئی۔''

ایک ولایتی کابل سے آپ سے بیعت کرنے کی غرض سے بریلی آیا۔شہر سے باہر دریا کے کنارے اس ولایتی کی ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔باتوں باتوں میں اس ولایتی نے اپنے آنے کی وجہ ظاہر کی۔اس شخص نے یہ سن کر کہا کہ۔

''جس شخص کے پاس تم جاتے ہو وہ نیاز احمد میں ہی ہوں۔''

وہ شخص وہیں بیعت سے مشرف ہوا۔پھر اس شخص سے فرمایا کہ تم خانقاہ چلو میں بھی وہیں آتا ہوں۔وہ شخص جب خانقاہ آیا تو آپ کی ''حضرت شاہ نیازؒ'' کی سوئم کی فاتحہ ہو رہی ہے۔اب اس شخص کو معلوم ہوا کہ آپ نے اس کو وصال کے بعد بیعت کیا۔(کرامات نظامیہ ص ۲۱)

Marfat.com

باب ۶۷

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد سلیمان مقتدائے ارباب یقین ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کے پردادا عمر خاں اور آپ کے دادا عبدالوہاب افغانی جعفر قبیلہ سے تھے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام زکریا خان ہے۔ (انوار العارفین، فارسی ص ۴۵۶)

ولادت مبارک: آپ نے گڑگوجی میں ۱۱۸۴ھ میں اس عالم کو زینت بخشی۔

نام: آپ کا نام محمد سلیمان ہے۔

بچپن کا صدمہ: چار سال کی عمر میں آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔

تعلیم و تربیت: آپ کی پرورش اور تعلیم و تربیت آپ کی والدہ ماجدہ کی نگرانی میں ہوئی۔ آپ نے قرآن شریف کے پندرہ پارے ملا یوسف جعفر سے پڑھے۔ پھر باقی پندرہ پارے میاں حسن علی سے پڑھے۔ اس طرح آپ نے قرآن مجید ختم کیا۔ حضرت فریدالدین عطار کا پندنامہ اور حضرت شیخ سعدیؒ کی گلستان اور بوستان اور دیگر کتب انہیں سے پڑھیں۔

اس سے فارغ ہو کر آپ لانگھ گئے اور وہاں مولوی ولی محمد سے فارسی اور ادبیات کی اور کتابیں پڑھیں۔ لانگھ سے کوٹ مٹھن جا کر قاضی محمد عاقل کے مدرسے میں داخل ہوئے۔ کچھ ہی مدت میں عربی کی درسی کتابیں ختم کر کے تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہوئے۔

بیعت و خلافت: آپ کا جب کوٹ مٹھن میں قیام تھا تو حضرت خواجہ نور محمد مہاروی اُچ تشریف لائے۔ آپ کو جب یہ معلوم ہوا۔ آپ اُچ جا کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ نے آپ کو بیعت سے مشرف کیا۔ اس وقت آپ کی عمر سولہ سال کی تھی۔ آپ اپنے پیر و مرشد کے پاس مہار شریف آتے جاتے رہتے تھے۔ کبھی کبھی ایسا

بھی ہوا کہ آپ پیدل ہی مہار شریف روانہ ہو گئے۔آپ کے پیرومرشد نے آپ کو ریاضت ومجاہدات، ذکر جہر اور پاس انفاس کی تعلیم فرمائی۔اس کے علاوہ تصوف کی کتابیں بھی اپنے پیرومرشد سے پڑھیں جن میں ''آداب الطالبین''، ''عشرہ کاملہ'' اور فصوص الحکم قابل ذکر ہیں۔(انوار العارفین، فارسی ص ۴۵)

کچھ عرصہ کے بعد آپ کے پیرومرشد سرور عالم ﷺ کی اجازت سے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔اس وقت آپ کی عمر بائیس سال کی تھی۔

دہلی میں آمد: حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں کے وصال کے بعد آپ دہلی پہنچے اور چالیس روز تک ان کے مزار مبارک پر معتکف رہے۔چہلم کی فاتحہ کے بعد مہار شریف واپس آئے۔

پیرومرشد کی ہدایت: آپ کے پیر روشن ضمیر نے آپ کو تونسہ میں رہنے کا حکم دیا۔

تونسہ میں سکونت: اپنے پیرومرشد کے مطابق آپ نے تونسہ میں سکونت اختیار کی، وہاں ایک جھونپڑی ڈال کر رہنے لگے عبادت، ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ تونسہ کو ترقی ہوئی۔

آپ نے تونسہ میں ایک دارالعلوم قائم کیا۔علوم شریعت سے بہت لوگ ناواقف تھے۔اس دارالعلوم کا مقصد علوم شریعت کی تعلیم تھا۔آپ بھی اس دارالعلوم میں خاص خاص طلباء کو سلوک واحسان کی کتب کا درس دیتے تھے۔رفتہ رفتہ یہ دارالعلوم بڑھتا گیا اور ایک اچھا خاصا اسلامی علوم کا مرکز بن گیا۔

شادی اور اولاد: آپ کے دونوں صاحبزادے، خواجہ گل محمد اور خواجہ درویش محمد آپ کی حیات میں وفات پا گئے۔

وفات: آپ ۷ صفر ۱۲۶۷ھ کو جوار رحمت میں داخل ہوئے۔آپ کا مزار پر انوار تونسہ میں فیوض وبرکات کا سرچشمہ ہے۔(انوار العارفین، فارسی ص ۴۵۷)

خلفاء: آپ کی وفات کے بعد آپ کے پوتے حضرت اللہ بخش آپ کے سجادہ نشین

Marfat.com

ہوئے۔آپ کے خلفاء بہت مشہور ہیں۔مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں۔
شیخ محمد یار، حافظ محمد علی خیر آبادی، مولوی محمد علی، میاں عبداللہ شاہ، خواجہ شمس الدین سیالوی
سیرت: آپ کو اپنے پیر و مرشد سے والہانہ عشق تھا۔دوری گوارہ نہ تھی۔پیر و مرشد کی اطاعت، فرماں برداری اور خدمت کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے تھے۔ترک و تجرید میں اپنی مثال آپ تھے۔سوائے ایک لنگی کے آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔حجرے میں ایک چٹائی بچھی ہوئی تھی جس پر بیٹھ کر آپ عبادت کرتے تھے۔

آپ اہل سماع وصاحب ذوق وشوق میں سے تھے۔بعض اوقات حالت رقص و وجد میں اشک بار ہوتے تھے۔(مناقب محبوبین)

آپ خدا رسیدہ بزرگ ہونے کے علاوہ ایک عالم بھی تھے۔قران، حدیث اور فقہ میں دست گاہ حاصل تھی۔

معمولات: آپ اپنے معمولات کے سختی سے پابند تھے۔کسی حالت میں بھی اپنے معمولات میں فرق نہیں آنے دیتے تھے۔آپ کا معمول تھا کہ تہجد سے فارغ ہو کر ذکر جہر میں مشغول ہوتے۔فجر کی نماز کے بعد حجرہ میں جا کر تھوڑا آرام فرماتے پھر باہر تشریف لا کر رشد و ہدایت میں مصروف ہوتے۔دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ کرنا آپ کا ہمیشہ کا معمول تھا۔ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر قرآن مجید کی تلاوت فرماتے پھر عصر کی نماز ادا کرتے۔مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر ذکر و جہر میں ایک پہر گزارتے رات کو کھانا کھا کر عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے۔پھر حجرہ میں جا کر آرام کرتے۔

تعلیمات: آپ کی ساری زندگی عبادت، ریاضت، رشد و ہدایت، اور تعلیم و تلقین میں گذری، آپ لوگوں کو راہ حق دکھاتے تھے، آپ اس بات پر زور دیتے تھے کہ انسان کی زندگی کا مقصد خداوند تعالیٰ کی عبادت ہے۔آپ اکثر یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ :

Marfat.com

آپ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کو دینی و دنیاوی ترقی و کامیابی کے لئے ازبس ضروری سمجھتے تھے۔

آپ کے نزدیک اچھی صفات حاصل کئے بغیر اچھی زندگی گزارنا ناممکن ہے آپ جھوٹ، غیبت، بے ایمانی، لالچ، حسد، غرور، اور تکبر سے بچنے کی تاکید فرماتے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ خداوند تعالیٰ پر ہر حالت میں اعتماد اور بھروسہ رکھنا چاہیے۔ دنیا کی صحبت کی مذمت فرماتے تھے کہ دنیاداروں کی صحبت میں سوائے نقصان کے اور کچھ نہیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے دنیاداروں کی صحبت سے بچنا چاہیے۔

آپ عجز وانکساری پسند فرماتے تھے۔ اور لوگوں کو اسی امر کی تلقین فرماتے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اپنے کو ادنی اور سب سے بدتر سمجھنا چاہیے۔

اقوال: ☆ کوئی شخص بھی ظاہر و باطن میں اتباع شریعت کے بغیر کبھی مقبول بارگاہ خداوندی نہیں ہوسکتا۔

☆ مسلمانوں کو غیر مشروع امور سے دور رہنا چاہیے۔

☆ صفائی قلب اور روحانی ترقی کے لئے اتباع شریعت ازبس ضروری ہے۔

کشف و کرامات: ایک سوداگر آپ کا معتقد تھا۔ وہ ہندوستان آتا۔ مال فروخت کرتا اور پھر واپس چلا جاتا۔ جب واپس ہوتا تو آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتا۔ نذرانہ پیش کرتا۔ دعا کا طالب ہوتا اور چلا جاتا۔ ایک مرتبہ وہ سوداگر آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس کے سامنے بہت کچھ فتوحات آئیں۔ اس کو یہ دیکھ کر خیال آیا کہ یہ سب لنگر اور داودہش دنیا داروں کے روپے سے ہے۔ اگر یہ نذرانے نہیں آئیں گے تو یہ سب کام ختم ہو جائے گا۔

آپ اس سوداگر کے خطرے سے بذریعہ کشف آگاہ ہوئے۔ آپ نے وہ واقعہ بیان فرمایا کہ جب سلطان غیاث الدین کو حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے لنگر اور داودہش کے متعلق اس قسم کا گمان ہوا تھا اور اس نے ممانعت کر دی تھی کہ اس کے دربار کا کوئی آدمی

Marfat.com

حضرت نظام الدین اولیاء کی خدمت میں نہ جائے اور نہ کوئی نذرانہ وغیرہ پیش کرے حضرت نظام الدین اولیاء کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے دوگنا خرچ کرنے کی تاکید فرمائی خادم کو ہدایت فرمائی کہ حجرہ کے طاق میں سے ضرورت کے موافق لے لیا کرو۔

اس کے بعد آپ نے سوداگر سے حجرہ میں سے مصلا لانے کے لئے فرمایا وہ سوداگر حجرہ میں گیا۔ جب مصلا اٹھایا تو اس کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس کے نیچے ایک دریا ہے اور اس کی تین دھاریں ہیں۔ ایک دھارا اشرفی کی۔ دوسری دھار روپیوں کی اور تیسری دھار جواہرات کی۔ مصلا اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ حجرہ سے باہر آ کر وہ سوداگر آپ سے معافی کا خواستگار ہوا۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ ایک ضعیف عورت آپ کے پاس چیختی چلاتی اور روتی ہوئی آئی اس نے عرض کیا کہ ایک ہی بیٹا تھا۔ وہ مر گیا۔ اس کے حال پر آپ کے خادم کو رحم آیا۔ اس نے آپ کو اس بڑھیا کے گھر جانے پر آمادہ کیا۔ اور آپ سے عرض کیا کہ ممکن ہے اس کو سکتہ ہو گیا ہو۔ آپ جب بڑھیا کے گھر پر تشریف لے گئے۔ تو اس کے لڑکے کو مردہ پایا۔ اس خادم نے نبض دیکھنے کی استدعا کی۔ آپ نے نبض دیکھی تو نبض کا کہیں پتہ نہیں۔ پھر اس خادم نے آپ سے بغور دیکھنے کی درخواست کی۔ آپ نے درخواست منظور فرمائی۔ آپ نے بغور دیکھنا شروع کیا۔

آپ کی توجہ قلبی سے اس کی نبض میں حرکت ہوئی۔ دوبارہ دیکھنے پر نبض اچھی طرح چلنے لگی۔ وہ لڑکا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اب اس بڑھیا کے آنسو رنج کے آنسو نہیں تھے بلکہ خوشی کے آنسو تھے۔

وہ اپنے لڑکے کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ وہ لڑکا آپ کی خدمت میں رہنے لگا۔ آپ نے پانی بھرنے کی خدمت اس کے سپرد فرمائی۔ اس واقعہ کے بہت دنوں بعد تک وہ لڑکا بقید حیات رہا۔

باب ۶۸

حضرت سید غوث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

حضرت سید غوث علی شاہ قدوۃ السالکین ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کا سلسلہ نسب بتیس واسطوں سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر منتہی ہوتا ہے آپ حسنی و حسینی ہیں۔ (سیرت غوثیہ ص ۵)

والد ماجد: آپ کے والد بزرگوار کا نام سید احمد علی ہے۔ ان کو درجہ ولایت حاصل تھا۔

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ صاحب جذب وسکر تھیں۔

ولادت: آپ جمعہ کے دن رمضان کے مہینے میں ۱۲۱۹ھ میں موضع استہاون میں پیدا ہوئے۔ (سیرت غوثیہ ص ۱۱)

نام نامی: آپ کا نام غوث علی ہے۔

تعلیم وتربیت: آپ کے والد ماجد نے آپ کو دہلی بلایا اور آپ کی تعلیم دہلی میں ہوئی۔ آپ نے حدیث وفقہ کی کتب حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق سے پڑھیں۔ منطق ودینیات کی تعلیم آپ نے مولوی فضل امام صاحب خیرآبادی سے حاصل کی۔ مثنوی مولانا رومؒ آپ نے مولوی قلندر علی جلال آبادی سے پڑھی۔ آپ نے علم ہیئت ودیگر علوم ظاہری وباطنی میں دستگاہ حاصل کی۔

بیعت وخلافت: آپ کئی سلسلوں میں بیعت ہیں آپ کئی سلسلے کے بزرگوں سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز ہوئے۔

سب سے پہلے آپ اپنے والد ماجد سے بیعت ہوئے۔ حضرت لعل شاہ کے روحانی فیوض سے مستفید ہوئے۔ خاندان سہروردیہ میں آپ مرید وخلیفہ حضرت سید فدا حسین رسول شاہی کے ہیں (سیرت غوثیہ ص ۹)

Marfat.com

خاندان قادریہ میں آپ مرید وخلیفہ حضرت سید اعظم علی شاہ کے ہیں نقشبندی سلسلہ میں آپ مرید وخلیفہ حضرت حبیب اللہ شاہ کے ہیں۔ خاندان چشتیہ میں آپ مرید وخلیفہ حضرت امیر الدین کے ہیں۔ (سیرت غوثیہ ۱۱، ۱۲، ۱۳)

سیر وسیاحت: آپ نے ہندوستان کی سیر وسیاحت فرمائی۔ مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ بغداد، نجف اشرف، بیت المقدس بھی حاضر ہوئے۔ اور روحانی فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ مصر، روم وشام کی سیر وسیاحت فرمائی بہت سے درویشوں سے ملاقات ہوئی۔ آپ نواسی بزرگوں سے ملے اور ان کے باطنی فیض سے مستفید ہوئے ان کے علاوہ آپ بہت سے جوگیوں، سناسیوں اور دیگر مذاہب کی بزرگ ہستیوں سے ملے اور ان سے استفادہ حاصل کیا۔

پانی پت میں سکونت: آپ نے زندگی کے آخری ایام پانی پت میں گزارے۔ قلندر صاحب کے مزار کے ایک حجرے میں رہتے تھے۔

وفات شریف: آپ نے ۲۶ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ کو اس دار فانی سے کوچ فرمایا۔ بوقت وفات آپ کی عمر اٹھہتر سال کی تھی۔ مزار پر انوار پانی پت میں واقع ہے۔

خلفاء: آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ محمد یوسف آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں۔

محمد یوسف، مولوی گل حسن

سیرت پاک: آپ قطب ارشاد تھے۔ آپ کو مرتبہ غوثیت بھی حاصل تھا۔ آپ کمالات باطنی میں یکتا اور توحید میں لا ثانی تھے۔ آپ کو نسبت جذب حاصل تھی۔ ترک وتجرید، قناعت وتوکل، ریاضت ومجاہدہ، میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ جو کچھ آتا اسی وقت محتاجوں بیواؤں۔ اور مسکینوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ سائل آپ کے پاس سے کبھی خالی ہاتھ نہیں گیا۔

Marfat.com

خوراک آپ کی بہت کم تھی۔کھانا سادہ پسند فرماتے تھے۔لباس آپ کا سفید اور سادہ ہوتا۔رنگین کپڑے نہیں پہنتے تھے۔آپ کو علم ظاہر اور باطن میں کمال حاصل تھا۔آپ منبع شریعت وطریقت تھے۔فصاحت، بلاغت اور متانت میں بے نظیر تھے۔

تعلیمات: آپ کی تعلیمات اہل ذوق وشوق، اہل تصوف اور اہل عرفاں ہی کے لئے مفید نہیں ہیں۔بلکہ ہر شخص آپ کی تعلیمات سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

اسلام کی زندگی: آپ فرماتے ہیں

''اسلام کی ترقی کا دارومدار اتفاق، اولوالعزمی اور غیرت پر ہے'' (سیرت غوثیہ ص ۲۷)

غیر اللہ بے پرواہی: آپ طالب حق کو یہ ہدایت فرماتے تھے۔

''غیر اللہ سے کبھی ملتجی نہ ہونا۔کسی حاجت کے واسطے سوال نہ کرنا، کیونکہ سوال کرنا اصول طریقت کے بالکل خلاف ہے۔اس لئے کہ حصول مقصد اصلی اسی پر منحصر ہے کہ طالب ماسوا اللہ سے بے سروکار رہو اور موجودات عالم سے قطع تعلق کرے۔سوال کرنا فقر کی شان عظمت کے منافی ہے۔اور سبب تذلیل ہے۔یہ رکیک فعل اعزاز فقراءَ کے پاک و شفاف دامن پر بدنما دھبہ لگاتا ہے۔

توحید: آپ فرماتے ہیں کہ

''توحید تین قسم کی ہیں''

ایک توحید عامہ، جس کو توحید شریعت کہتے ہیں۔

دوسری توحید خاص وتوحید طریقت۔

تیسری خاص الخاص وتوحید معرفت وحقیقت۔توحید عالی بھی اس کا نام ہے، توحید عام بھی جمہور خلائق شریک ہیں۔اس توحید کا اصول احکام شرعی کی اتباع پر منحصر ہے۔ اور توحید خاص وخاص از روئے فیوضات باطنی حاصل ہوتی ہے۔یہ توحید انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کا حصہ خاص ہے۔

Marfat.com

''زبان سے لا الہ الا اللہ کہنا اور دل سے یکتائی حق پر اعتقاد رکھنا توحید عام ہے''

''اور تجلیات ذات مطلق کا قلبِ سالک پر متجلی ہونا اور ذرہ آفتاب میں بے امتیاز کمی و بیشی نور حق نظر آنا اور نور ذات کے سامنے ذرات وجود عالم کا معدوم ہونا اور ایک ذات کا نور پیش نظر رہنا توحید خاص ہے۔

''موحد کا بحر ناپیدا کنار توحید میں شناوری کرتے کرتے قعر دریائے ذات اقدس میں غوطہ مارنا اور محو در محو اور فنا در فنا ہو جانا اور کل کائنات کو مع اپنی ہستی خاص کے محو کرنا توحید خاص الخاص ہے۔''

سلوک: آپ فرماتے ہیں کہ سلوک کے معنی لغت عربی میں چلنا ہے۔ خواہ سفر ظاہر ہو خواہ سفر باطن۔ مگر اہل تصوف کے نزدیک سیر فی اللہ سے مراد ہے۔ سیر فی اللہ میں منازل بہت ہیں اور اپنی ہستی سے گزر کر خدا کی ہستی کی طرف ہمہ تن مائل ہونا بھی سلوک میں شامل ہے جس وقت تزکیہ نفس ہو گیا اس وقت تزکیہ دل کرنا چاہیے تصفیہ دل بغیر ''پاس انفاس'' کے ہو نہیں سکتا۔''

اقوال: ☆ جب خدا کے ساتھ ہو گیا تو کسی دوسرے مددگار کی چنداں ضرورت نہیں۔

☆ صبر اگرچہ کڑوا ہے لیکن پھل اس کا میٹھا ہے۔ الصبر مفتاح الفرح کی تصدیق بڑے بڑے تجربوں سے ہو چکی ہے۔ صبر کے بعد خوشی ضرور ہوتی ہے۔

☆ مال و دولت حسن و جمال پر غرور کرنا لاحاصل ہے۔ ایک نہ ایک دن ان کو ضرور زوال ہوگا۔

☆ استقامت اور استقلال انسان کے واسطے بڑی بیش بہا نعمت ہے۔ ہر شخص نے اپنی خواہشات کے موافق جداگانہ قبلہ بنا رکھا ہے اور اسی خیال میں مستغرق اور منہمک ہے۔

☆ دنیا اور اس کی تمام اشیاء ہیچ ہیں۔ اس کی عارضی زیب و زینت پر مفتون ہونا ابدی زندگی سے ہاتھ دھونا ہے۔

☆ دنیا مردار ہے اور اس کے طلب کرنے والے کتوں کی خاصیت رکھتے ہیں۔ اولوالعزمی

Marfat.com

اور بلند ہمتی کی بدولت مشکل سے مشکل کام آسان ہو جاتا ہے طمع سے ذلت اور قناعت سے عزت ہوتی ہے۔

☆ جس وقت تجلی ذات ہوتی ہے۔ ہر طرح سے اسرارِ توحید و یکتائی منکشف ہوتے ہیں۔

☆ عشق سے انسان کو حیات ابدی حاصل ہوتی ہے۔

☆ صفائی بغیر مجاہدہ کے حاصل نہیں ہوتی اور جمال لایزال بغیر صفائی کے نہیں دکھائی دیتا۔

اوراد و وظائف: ذیل میں آپ کے چند اوراد و وظائف پیش کئے جاتے ہیں۔

اولاد کے واسطے: آپ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے اولاد نہ ہوتی ہو تو اس کو چاہیے کہ صبح کی نماز کے بعد اکیس بار درود شریف پڑھے اور ایک اکیس بار رَبِّ لاَ تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ : پڑھے پھر اکیس بار درود شریف پڑھے اور اپنے اوپر دم کرے اور پانی دم کر خود بھی پیئے اور اپنی بیوی کو بھی پلائے۔ (سیرت غوثیہ ص ۴۶)

بخار اچھا ہونے کے واسطے: آپ فرماتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو بخار آتا ہے تو مریض کو چاہیے کہ صبح کی نماز کے بعد سات مرتبہ درود شریف پڑھے پھر ایک سو اکیاون بار قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا سَلَامًا عَلٰی اِبْرَھِیْمَ :

مصیبت سے نجات کے واسطے: اگر کوئی شخص مصیبت میں گرفتار ہو تو اس کو چاہیے کہ بعد نماز عشاء گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پھر اکیاون بار لَآ اِلٰـہَ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

پڑھے اور پھر گیارہ بار درود شریف پڑھ کر دعا مانگے۔ مصیبت سے نجات پائے۔ (سیرت غوثیہ ص ۶۶)

کشف و کرامات: ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ عسرت اور تنگی معاش سے پریشان تھا۔ آپ سے دعا کا خواستگار ہوا آپ نے اس کو ایک چٹکی خاک دی اور تاکید فرمائی کہ اس کو سرہانے رکھنا اور فجر کی نماز کے بعد اکیس مرتبہ یہ پڑھا کرنا۔

Marfat.com

اے کریم کہ از خزانہ غیب گبروترسا وظیفہ خورداری
دوستاں را کجا، کنی محروم تو کہ بادشمناں نظر داری

اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ اس کو پانچ روپے روزانہ سرہانے سے ملنے لگے کچھ دنوں کے بعد اس شخص نے آپ کی ہدایت کے خلاف اس بات کا ذکر لوگوں سے کیا۔ اسی روز سے روپے ملنا بند ہو گئے۔ (سیرت غوثیہ ۶۶)

عطا محمد کو دولت تو ملی تھی لیکن اولاد کی دولت سے محروم تھے۔ ضعیف ہو گئے تھے لیکن اولاد کی آرزو باقی تھی۔ عطا محمد نے آپ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا نے چاہا تو بیٹا ہو گا آپ کی دعا سے عطا محمد کا گھر روشن ہوا۔ عطا محمد اپنے بچے کو آپ کے پاس لائے۔ آپ نے بچے کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور دوسرا ہاتھ عطا محمد کے سر پر رکھ کر فرمایا۔ (سیرت غوثیہ ۵۲)

پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوہ نورس غنیمت است

ایک شخص جو پانی پت میں نائب تحصیل دار تھا۔ آپ سے بہت عقیدت رکھتا تھا۔ اس نے کوئی امتحان دیا تھا ایک دن وہ آپ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ امتحان دیا ہے کامیابی کے لئے دعا فرمایئے۔ اگر مستقل ہو جائے تو کیا اچھا ہو۔ آپ مسکرائے اور پھر اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

ایسی خوشخبری اوّل باپ دیا کرتا ہے"

وہ شخص جب واپس اپنے مکان پر گیا۔ اس کو اپنے والد کا خط ملا اس وقت وہی خوشخبری اس کے والد نے اس کو تحریر کی تھی (سیرت غوثیہ ص ۵۳)

پنڈت شومدت دہلی میں کمشنر کے سرشتہ دار تھے کمشنر ان سے کسی بات پر خفا ہو گیا اس نے ان کو برخاست کرنے کی دھمکی دی۔ پنڈت جی کو آپ سے بہت عقیدت تھی۔ وہ دہلی سے پانی پت آئے اور آپ کی خدمت میں آئے۔ پنڈت جی نے ایک مرتبان جس

Marfat.com

میں مربہ بھرا ہوا تھا آپ کو پیش کیا۔ آپ نے پنڈت جی سے دریافت فرمایا کہ مرتبان میں کیا ہے پنڈت جی نے عرض کیا کہ ''حضور کے لئے مربہ لایا ہوں''

یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ بہت خوب مربی بیارو مربہ بخور'' پھر پنڈت جی سے مخاطب ہوئے۔ کہو صاحب اب تو کمشنر صاحب تم پر بہت مہربان ہیں۔ پنڈت جی نے سارا قصہ آپ کے گوش گزار کیا۔ آپ نے فرمایا گھبرانے کی کوئی بات نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا اور ''میاں! تم کو اس نے ڈپٹی کر دیا ہے۔ تم پریشان نہ ہو خدا فضل کرے گا۔ وہ بھی مہربان ہوگا۔

بعد ازاں پنڈت جی کو معلوم ہوا کہ واقعی کمشنر نے ان کے ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بنانے کی پرزور سفارش کی ہے۔ کچھ ہی دنوں کے بعد پنڈت جی ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہو گئے۔ (سیرت غوثیہ)

Marfat.com

دست مرد گیر تا مردے شوی
جز بمرداں نیست را ہے رہبری

حصہ نہم

Marfat.com

باب ۶۹

حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن قطبِ زماں اور مرشد دوراں تھے۔

خاندانی حالات: آپ حضرت شیخ محمد المعروف بہ مصباح العاشقین چشتی کی اولاد امجاد سے ہیں۔ان کا مزار قصبہ ملانواں میں ہے۔

والد: آپ کے والد ماجد شیخ اہل اللہ ابن شیخ فیاض صوفی صافی تھے اور حضرت مولانا شاہ عبدالرحمٰن لکھنوی کے مرید تھے۔

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ بی بی بصیرت کا سلسلہ نسب حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے ملتا ہے اور امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق پر منتہیٰ ہوتا ہے۔

آپ کی ولادت کی خبر: آپ کے والد کے پیر مرشد حضرت مولانا شاہ عبدالرحمٰن لکھنوی نے آپ کی ولادت کی خبر آپ کے والد کو دی تھی۔

ولادت: آپ قصبہ ملانواں میں ۱۲۰۸ھ کو پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا اصلی نام فضل رحمٰن ہے۔

پیشین گوئی: آپ کی عمر چھ سال کی ہوئی تو ایک دن آپ کے والد آپ کو اپنے ہمراہ اپنے پیرومرشد کے پاس لے گئے۔حضرت مولانا شاہ عبدالرحمٰن لکھنوی نے آپ کو دیکھتے ہی کہا۔

''یہ لڑکا ہندوستان کا قطب ہوگا۔''

یہ کہہ کر اپنا لب آپ کے لب سے لگا دیا۔

بچپن کا ایک واقعہ: آپ بچوں کے ساتھ سڑک پر کھیل رہے تھے۔ایک گاڑی گزری، آپ گاڑی کے پہیہ کے نیچے دب گئے۔چہرہ اور سر پر سے پہیہ گزر گیا۔ایک کان جاتا رہا۔

آثار بزرگی: ایک دن آپ اپنے والد کے ہمراہ جا رہے تھے۔اس وقت آپ کی عمر آٹھ

Marfat.com

سال کی تھی۔ آپ کے والد کے ساتھ ایک پنجرہ تھا۔ ایک کھیت سے گزر رہے تھے۔ آپ کے والد نے ایک خوشہ توڑ کر پرندہ کو پنجرہ میں ڈال دیا۔ آپ کو یہ بات ناگوار ہوئی۔ آپ وہیں رک گئے۔ آپ کے والد نے جب دیکھا کہ آپ نہیں آرہے تو آپ کو بلایا۔ آپ نے کہا کہ جب تک کھیت کا مالک نہ آئے گا اور معاف نہ کراؤں گا نہ آؤں گا۔ آپ کے والد نے وہ خوشہ پنجرہ سے نکال کر پھینک دیا۔ آپ تب والد کے ہمراہ ہو لئے۔

تعلیم: آپ نے لکھنو میں مولوی نور صاحب سے ''شرح وقایہ'' پڑھی پھر دہلی تشریف لائے۔ اور حضرت مولانا اسحاق صاحب سے ''صحاح ستہ'' بطور درس پڑھی حدیث کی سند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی سے حاصل کی۔

بیعت وخلافت: آپ حضرت شاہ آفاق صاحب سے دہلی میں بیعت ہوئے آپ کے پیر ومرشد کی آپ پر نظر عنایت دیکھ کر اور مریدوں نے عرض کیا کہ وہ پہلے سے مرید ہیں۔ لیکن ان پر اتنی نظر عنایت کیوں نہیں جتنی کہ مولانا فضل رحمٰن پر ہے۔ حضرت شاہ آفاق نے جواب دیا کہ۔

''تم کو میں چاہتا ہوں کہ کچھ ہو جاؤ اور ان کو خود حق تعالیٰ چاہتا ہے۔''

ازواج اور اولاد: آپ نے دو شادیاں کیں۔ آپ کی پہلی شادی شیخ بدلے صاحب کی لڑکی سے ہوئی تھی ان کے بطن سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ان دونوں لڑکوں، مولوی عبدالرحمٰن اور مولوی عبدالرحیم کا انتقال آپ کی حیات میں ہو گیا تھا۔ آپ نے دوسری شادی رئیسہ بیگم کے ساتھ گنج مرادآباد میں کی۔ شادی کے بعد گنج مرادآباد میں سکونت اختیار کی۔ دوسری شادی حضرت احمد میاں اور بی بی شفقت پیدا ہوئیں۔

وصیت: آپ نے وصیت فرمائی کہ نزع کے وقت حدیث شریف پڑھی جائے، تاکہ روح حدیث سنتے سنتے نکلے۔

وفات: آپ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ کو واصل بحق ہوئے۔ مزار پر انوار گنج مرادآباد (یوپی)

میں فیوض وبرکات کا سرچشمہ ہے۔

خلفاء: آپ کے صاحب زادے حضرت احمد میاں اور مولانا سید محمد علی کانپوری آپ کے خلیفہ ہیں۔ حضرت احمد میاں آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔

سیرت: آپ نے نوکری نہیں کی۔ دہلی میں کتاب کی تصحیح کا کام کرتے تھے۔ دو ڈھائی روپے اخرت کے مل جاتے تھے۔ باجرہ کی روٹی کھاتے تھے مٹی کے برتن میں کھانا کھاتے تھے۔ گوشت چھوڑ دیا تھا۔ آپ کے پاس بستر نہ تھا۔ ایک چھوٹی سی چٹائی بچھی رہتی تھی۔ اس پر نماز پڑھتے تھے۔ جو کچھ آتا تھا شام تک خرچ کر دیتے تھے۔ توکل خدا پر تھا۔ بہت سخی تھے۔ تحفے جو آتے تھے تقسیم کر دیتے تھے۔ سنت کے سخت پابند تھے۔ اپنے پیر و مرشد کی بہت عزت کرتے تھے۔ تہجد نماز پابندی سے پڑھتے تھے۔ ذکر اور مراقبہ میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔

تعلیمات: آپ فرماتے تھے کہ

''مثنوی مولانا روم بہت پڑھا کرو۔ تین سو آدمی قطب وابدال ہو گئے ہیں۔

آپ سے پوچھا گیا کہ مثنوی معنی کے ساتھ یا خالی الفاظ کے ساتھ پڑھی جائے۔''

آپ نے جواب دیا ''فقط لفظ کے پڑھنے والے''

آپ فرماتے ہیں کہ

''اشتیاق لقائے الٰہی یہی ولایت ہے۔ اتباع، سنت یہی غوثیت اور قطبیت ہے۔''

اقوال: ☆ صاحب حال اور صاحب مقام ہونا آسان ہے۔ بالنسبت ہونا مشکل ہے

☆ صاحب نسبت سے بیعت کرنا باعث نجات ہے۔ قیامت کے دن جب اس کے حال پر عنایت ہوگی تو اس کا پرتو اس کے مریدوں کو پہنچے گا اور سب اس کے ہمراہ جنت کو جائیں گے۔

کرامات: آپ نے اپنے ایک معتقد کو ایک وظیفہ خواب میں بتایا بہت دنوں کے بعد وہ شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ کوئی وظیفہ بتایئے آپ نے فرمایا کہ وظیفہ تو بہت پہلے بتا

دیا تھا۔ پھر وہی وظیفہ جو خواب میں بتایا تھا اس کو تلقین فرمایا (مسالک السالکین جلد دوم ص ۱۹۱، ۱۹۳)

ایک شخص آپ کے پاس آ رہا تھا، راستے میں ایک ندی پڑتی تھی۔ اس کا گھوڑا دلدل میں پھنس گیا۔ جب وہ شخص ڈوبنے لگا تو اس نے آپ کو یاد کیا اور آپ کی امداد کا طالب ہوا۔ گھوڑا فوراً دلدل سے نکل گیا جب وہ آپ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ حجرے میں چادر اوڑھے بیٹھے تھے۔ اس شخص کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ

''لوگ مجھے تکلیف دیتے ہیں۔''

یہ فرما کر اپنی پشت اس شخص کو دکھائی۔ پشت مبارک پر گھوڑے کے چاروں سم کے نشان معہ کیچڑ کے موجود تھے۔ (مسالک السالکین جلد دوم ص ۱۹۱، ۱۹۳)

Marfat.com

باب ۷۰

حضرت حاجی وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

حضرت حاجی وارث علی شاہ قدوۃ السالکین ہیں۔ زبدۃ العارفین ہیں وارثی سلسلہ کی ابتداء آپ سے ہوئی۔

خاندانی حالات: آپ کے خاندان کے بزرگ نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ نیشاپور سے سکونت ترک کر کے ہندوستان آئے۔

والد: آپ کے والد بزرگوار کا نام سید قربان علی شاہ ہے۔ وہ دیوا ضلع بارہ بنکی (یوپی) میں رہتے تھے اور وہاں کے رئیسوں میں ان کا شمار تھا۔ وہ صوفی منش رئیس تھے۔

ولادت: آپ نے ۱۲۳۲ھ میں دیوا میں عالم امکان کو زینت بخشی

بچپن کا صدمہ: ابھی آپ سن رشد کو نہ پہنچے تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے بزرگوار کا انتقال آپ کی ولادت سے پہلے ہو چکا تھا۔

تعلیم و تربیت: آپ کی عمر جب پانچ سال کی ہوئی۔ تو آپ کی تعلیم باقاعدہ شروع ہوئی۔ مکتب جانے لگے۔ آپ نے قرآن مجید سات سال کی عمر میں حفظ کیا۔

بچپن: عشق و محبت کے جذبات بچپن ہی سے جنگلوں اور ویرانوں میں لئے پھرتے تھے۔ آپ کا دل شہر میں نہیں لگتا تھا۔

بیعت و خلافت: آپ اپنے بہنوئی حضرت سید خادم علی شاہ کے مرید اور خلیفہ ہیں آپ کے پیر و مرشد کا قیام لکھنو میں رہتا تھا۔

بشارت: ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ پیر و مرشد آپ سے فرماتے ہیں کہ ''سفر کرو''

سیر و سیاحت: پیر و مرشد کا حکم پا کر اپنے وطن عزیز کو خیر باد کہا۔ دیوا سے جے پور تشریف

Marfat.com

لائے۔ جے پور سے اجمیر شریف غریب نواز کے دربار میں حاضر ہوئے۔ آستانہ میں داخل ہونا چاہتے تھے کہ دروازہ پر جو شخص بیٹھا ہوا تھا اس نے آپ نے کہا کہ جوتا پہن کر اندر جانا ادب کے خلاف ہے آپ نے وہیں جوتا اتارا اور پھر ساری عمر جوتا نہیں پہنا۔

اجمیر شریف سے بمبئی تشریف لے گئے بمبئی سے جدہ گئے۔ ۲۹ شعبان ۱۲۵۳ھ کو مکہ معظّمہ پہنچے۔ حج کا فریضہ ادا کر مدینہ منورہ گئے۔ کچھ دن وہاں رہے۔ پھر رخت سفر باندھا بیت المقدس۔ دمشق، بیروت، بغداد، کاظمین، نجف اشرف، کربلائے معلیٰ، ایران، قسطنطنیہ کی سیاحت کر کے اور درویشوں سے مل کر پھر مکہ معظّمہ پہنچے۔ حج سے فارغ ہو کر افریقہ تشریف لے گئے۔

واپسی: واطن واپس آ کر آپ نے دیکھا کہ مکان شکستہ ہو چکا ہے اور آپ کے ساز و سامان پر آپ کے رشتہ دار قابض ہیں۔ ان کو یہ فکر ہوئی کہ شاید آپ جائیداد وغیرہ واپس لیں گے اور ممکن ہے عدالتی کارروائی کریں۔ ان لوگوں کی بے اعتنائی اور بے رخی سے آپ کو تکلیف پہنچی آپ نے وطن میں زیادہ قیام کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

سفر: آپ نے پھر رخت سفر باندھا اور قرب و جوار کے مختلف مقامات کو زینت بخشی۔ آپ جنگلوں بیابانوں اور پہاڑوں میں گھومتے اور قدرت کا مشاہدہ کرتے تھے۔

وفات: ۹ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۰۵ء کو آپ کو زکام کی شکایت ہوئی وفات سے ایک روز قبل آپ نے اپنے مرید سے فرمایا "ہم کل صبح چار بجے چلیں جائیں گے۔ آپ ۳۰ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۰۵ کو رحمت حق میں پیوست ہو گئے۔ مزار پر انوار دیوا میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

حلقہ ارادت: آپ کا حلقہ ارادت بہت وسیع ہے۔ آپ کے خاص خاص مریدین حسب ذیل ہیں۔ سلطان عبدالحمید (ٹرکی) شیخ مظہر علی، شمس الدین، بدنام شاہ، میاں جہانگیر شاہ جسٹس مولوی شرف الدین۔

Marfat.com

سیرت: آپ نے شادی نہیں کی۔آپ جائیداد، مکان، ساز وسامان وغیرہ سے بے نیاز تھے۔فقر میں بادشاہی کرتے تھے۔صابر، شاکر اور مستغنی تھے۔روپے پیسے کو ہاتھ نہ لگاتے تھے۔اگر کوئی شخص آپ کو کوئی تحفہ پیش کرتا تو آپ اس سے بہتر چیز اس کو عطا فرماتے تھے۔ عفو درگزر آپ کا شعار تھا۔آپ کسی قسم کی سواری پسند نہیں کرتے تھے۔تانگے، بگھی، یکے میں نہیں بیٹھتے تھے۔ریل اور جہاز میں نہیں بیٹھتے تھے۔کمزوری کے باعث پالکی میں بادل ناخواستہ بیٹھتے تھے۔

سنت کے سخت پابند تھے۔آپ نے سیاحت بہت فرمائی۔خوراک بہت کم تھی۔ مدتوں ہفتہ میں ایک بار کھانا کھایا۔پھر تیسرے روز کھانا کھانا شروع کیا۔کمزوری کے باعث روز یا دوسرے دن تھوڑا سا کھا لیتے تھے۔ثرید بہت شوق سے کھاتے تھے کھانے کے بعد خلال کرتے اور پھر ہاتھ دھوتے۔آپ نے جب سے احرام باندھنا شروع کیا پھر اتارا نہیں۔کربلا پہنچ کر آپ نے یہ طے کیا کہ تخت یا پلنگ پر نہ سوئیں گے۔تمام عمر اس پر کاربند رہے۔

تعلیمات: آپ فرماتے ہیں کہ ''جس عورت کا خاوند موجود ہو اور اس کے پاس رہتا ہوں۔اسے کھانے پینے اور ضروریات کی پرواہ نہیں ہوتی۔خاوند خود بخود اس کا انتظام کرتا ہے۔پھر جب خدا اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد ہے تو انسان اپنی روزی کے متعلق کیوں پریشان ہوتا ہے۔''

ایک مرتبہ ذکر ہو رہا تھا کہ حدیث شریف میں آیا کہ تہتر فرقوں میں سے بہتّر ناری ہیں اور ایک ناجی۔جب آپ سے اس فرقے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے دریافت کیا کہ حسد کے کتنے عدد ہیں۔حاضرین نے عرض کیا کہ حسد کے عدد بہتّر ہیں۔یہ سن کر آپ نے فرمایا ''بس جو فرقہ حسد سے باہر ہے وہ ناجی ہے۔''

اقوال: آپ کے چند اقوال پیش کئے جاتے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

☆ جو شخص خدا پر بھروسہ کرتا ہے خدا اس کی مدد ضرور کرتا ہے

Marfat.com

☆محبت کرو

☆کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ

☆اسلام اور چیز ہے اور ایمان اور چیز ہے

☆حسد سے احتراز کرو

☆محبت میں انتظام نہیں

☆اللہ اللہ کیا کرو

☆جس طرح بندوں کو روزی پہنچانا اللہ کی شان ربوبیت ہے اسی طرح اللہ کے نام کی مداومت بندوں کا اظہار عبودیت ہے

☆بغیر محبت کے ذکر سے کچھ نہیں ہوتا

☆اسی ذکر سے فائدہ ہوتا ہے جو بے غرض ہوتا ہے

☆خدا نے ہر کام کے واسطے ایک وقت مقرر کیا ہے

☆مشرب عشق میں توحید حقیقی کی تعریف یہ ہے کہ اپنے وجود کے ادراک کی ایسی نفی کرنا کہ ہستی کے سامنے تعینات کی ہستی مفقود اور نابود ہو جائے اور فنا کے بعد حضرت احدیت کا وہ قرب واتصال نصیب ہو جس کو حیات ابدی اور بقائے سرمدی کہتے ہیں

☆درحقیقت موحد وہ ہے کہ جس کا آخر اول کی طرف لوٹ آئے اور ایسا ہو جائے جیسا ہونے سے قبل تھا۔

☆مرید صادق وہ ہے کہ جو پیر کی بارگاہ کو نقائص سے پاک سمجھے۔

☆مرید کی کامیابی اس کے پیر کی عنایت پر موقوف ہے

☆مرید مثل بیمار کے ہے اور پیر بمنزلہ طبیب کے ہوتا ہے اور قاعدہ ہے کہ جو بیمار طبیب کی ہدایتوں پر عمل کرتا ہے اس کو شفا جلد ہوتی ہے

☆مرید کا مرکز ''تسلیم ومحبت'' ہے جو اس سے ہٹ گیا وہ خراب ہو گیا اور جو قائم رہا وہ

Marfat.com

کامیاب ہوا

☆فی الحقیقت مرید وہ ہے جس کی مراد اس کا پیر ہو

☆مرید اس طرح پیر سے ملے جس طرح قطرہ دریا سے مل جاتا ہے اور جب تک نہیں ملتا اس کا قطرہ ہوتا ہے اور جب مل جاتا ہے تو اسی قطرے کو دریا کہتے ہیں۔ محبت میں انسان گونگا اور بہرہ ہوتا ہے (حیات وارث ۳۴۹، ۲۶۰،)

اوراد و وظائف: ذیل میں آپ کے بتائے ہوئے چند اوراد و وظائف پیش کئے جاتے ہیں۔

تنگ دستی دور ہونے کے واسطے: آپ فرماتے ہیں جو تصدیق کے ساتھ ''یَابَاسِطُ'' پڑھتا ہے وہ تنگ دست نہیں رہتا۔ (حیات وارث ۲۶۰)

درود شریف: آپ فرماتے ہیں کہ درود شریف پڑھنا بہتر ہے آپ نے صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ (حیات وارث ۲۶۲)

درود تاج: ایک ضرورت مند نے اپنی حالت آپ سے بیان کی۔ آپ نے فرمایا ''شب کو دو رکعت نماز نفل کے بعد درود تاج پڑھ کر سویا کرو، مگر ہر رکعت میں سات مرتبہ سورہ تکاثر پڑھنا اور صبر کی استدعا کرنا۔'' (حیات وارث ۲۸۲)

شغل سلطان الاذکار: آپ نے اپنے مخصوص مریدوں کو ''شغل سلطان الاذکار'' کی تعلیم فرمائی۔ (حیات وارث ۲۹۲)

کرامات: آپ جب پہلی بار حج کرنے جا رہے تھے تو محض خدا کے بھروسے پر سفر اختیار کیا تھا۔ کچھ زادِ راہ نہ رکھتے تھے۔ جہاز پر کئی روز آپ کو فاقہ ہوا۔ جہاز چلتے چلتے بیچ سمندر میں رک گیا۔ جہاز کا کپتان مسلمان تھا اس کو خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی۔ سرورِ عالم ﷺ نے جہاز کے کپتان سے فرمایا۔

''لوگ بھوکے ہیں اور تم سیر ہو کر کھاتے ہو یہ اس کا وبال ہے''

جہاز کا کپتان پریشان ہوا اس نے یہ تدبیر سوچی کہ سب مسافروں کی دعوت کی۔

Marfat.com

سب مسافر دعوت میں شریک ہوئے لیکن آپ نے شرکت نہیں فرمائی۔ دوسری شب کو جہاز کے کپتان نے وہی خواب دیکھا۔ اس نے پھر سب مسافروں کی دعوت کیا آپ اس مرتبہ بھی شریک نہ ہوئے۔ اب تیسری مرتبہ جہاز کے کپتان کو وہی بشارت ہوئی اس مرتبہ اس نے پھر اس کی دعوت کی اور اسی خیال سے کہ کوئی مہمان رہ نہ جائے رجسٹر لے کر سب مسافروں کی حاضر لی۔ اب اس کو معلوم ہوا کہ ایک مسافر غیر حاضر ہے اس نے آپ کو تلاش کیا اور کھانا پیش کیا آپ نے کھانا کھایا۔ جہاز روانہ ہوا۔

عربی پاشا کے خدیو مصر کو معزول کرنے پر اور خدیوں مصر کی انگریزوں سے امداد کرنے پر برطانوی حکومت نے ہندوستانی فوجوں کو مصر جانے کا حکم دیا۔ علی محمد خان رسالدار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دور دراز سفر کا ذکر کیا۔

آپ نے فرمایا

''علی محمد اگر تم پانی میں ہو گے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ آگ میں ہو گئے تو ہمراہ ہیں اور ہزار کوس پر ہو گئے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

رسالدار علی محمد خاں نے عرض کیا کہ ''حضور مجھ کو مصر جانے کا حکم ملا ہے۔

آپ نے یہ سن کر علی محمد خان رسالدار سے فرمایا۔

''علی محمد مصر کے چاقو اچھے ہوتے ہیں کیوں علی محمد! اگر کوئی ہندوستانی افسر کہیں کارنمایاں سرانجام دے تو ملکہ اس کی بڑی خاطر کرتی ہونگی۔ ولایت اچھا شہر ہے۔ اب تم جاؤ۔''

ہندوستانی فوجوں نے مصر میں جوہر شجاعت دکھائے۔ مصری فوجوں کو شکست ہوئی۔ علی محمد خاں رسالدار کو ان کی خدمات کے صلہ میں انگلستان بھیجا گیا ملکہ وکٹوریہ نے ان کی بہت عزت کی۔ جب علی محمد خاں رسالدار لوٹے تو مصر سے چاقو اور چھریاں لائے اور آپ کو پیش کیں۔

Marfat.com

آئینۂ تصوّف

تذکرۂ اولیائے کرام و مشائخ عظام

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
ایم۔اے، ایل۔ایل۔بی، پی۔ایچ۔ڈی

زاویہ پبلشرز
6۔مرکز الاویس (سستا ہوٹل) دربار مارکیٹ۔ لاہور
فون: 042-7248657 موبائل: 0300-9467047
Email : zaviapublishers@yahoo.com

Marfat.com
M-1 0864